

۵۰۹۱۷

ناول

CHECKED

جنت الفردوس

مصنفہ 1933

مستر چارج ڈبلو ایم رینالڈز صاحب

مشہور فسانہ نگار انگلستان

حسب فرمایش

بالوہر چرنداس بھارگو منی بھارگو اسکول بک ڈپو نمبر ۱۵۱۷ این آباد پارک لکھنؤ

باہتمام سیٹھ کنند لال

سیٹھ کنند لال پریس لکھنؤ میں چھپا

۱۹۶۲

فہرست ناول و کچپ و اخلاقی و تاریخی

نام کتاب	اجزا	قیمت	نام کتاب	اجزا	قیمت
نشتہ	۱	۱۰	کامنہ	۱	۱۰
اشک حسرت	۱	۱۰	کازار صلیبہ	۱	۱۰
روز الیمبرٹ کامل	۱	۱۰	قاتل کا قاتل	۱	۱۰
سلطان نازک ادا	۱	۱۰	چاند سلطانہ کامل	۱	۱۰
مشتاق نہ ہرہ	۱	۱۰	قلور اقلوزنڈا	۱	۱۰
رزم بزم کامل	۱	۱۰	کایا پلٹ	۱	۱۰
دکچپ کامل	۱	۱۰	بروگ	۱	۱۰
ڈاکٹر کی بیٹی	۱	۱۰	بیٹھی چھری	۱	۱۰
نشیب و فراز	۱	۱۰	ہیرے کی کسنی	۱	۱۰
منظفر امانی	۱	۱۰	تسخیر	۱	۱۰
شادی و غم	۱	۱۰	پاری دنیا	۱	۱۰
مرد میدان کامل	۱	۱۰	احق الذین	۱	۱۰
بدنہنسا کی مصیبت	۱	۱۰	عاجی بغلول	۱	۱۰
جنت الفردوس	۱	۱۰	پی کمان	۱	۱۰
کنیز فاطمہ	۱	۱۰	ارمان	۱	۱۰
اسرار کامل	۱	۱۰	دلکش کامل	۱	۱۰
فردوس برین	۱	۱۰	جام نہر	۱	۱۰
حسن بن صباح	۱	۱۰	ملک المعز و درجیا	۱	۱۰

باب اول

جوان مسافر

۱۸۵۲ء کے موسم بہار میں پشت تو سن
 پر سوار خطہ جاریا میں جا رہا تھا۔ اسکی
 عمر کوئی اٹھارہ برس کی ہوگی ہنوز سبزہ آغاز
 تھا سر کے بال لمبے اور گھونگھڑ والے تھے اسکی شکل
 و شمائل درو وضع قطع سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ
 کسی دو تہمند خاندان کا ملازم یا غلام ہو۔
 یہ نوجوان مغربی حصہ جاریا میں سفر
 کر رہا تھا۔ ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی
 دلتے سفر کر رہا ہے کیونکہ کبھی کبھی ہتھ جاتا اور
 گھوڑے اتر کر اسکو سبزہ زار پر چرنے کو
 چھوڑ دیتا اور خود کسی درخت کے سایہ میں
 آرام لینے کے واسطے لیٹ جاتا اور اتگوڑے
 کے چھکے جو بگرت اس کے سر پر لٹکتے توڑ لیتا اور اسطرح
 کسی گندہ تک اسنے راہ نہ طے کی۔
 غروب آفتاب کا وقت تھا کہ یہ مسافر
 تیز چلنے لگا۔ یہ جوان ایک گھنے جنگل کے کنارہ
 پر پہونچا جو کوہستان کے نشیب و فراز ہوتا
 ہوا اور تک چلا گیا تھا یہ نوجوان اس
 راستہ سے پورا واقف معلوم ہوتا تھا اور اسکو
 اون بد معاشران سے دو چار ہونے کا کچھ
 اندیشہ نہ تھا جتنے لمبی یہ ضلع جبین وہ چل رہا تھا
 بدنام تھا آدھ گندہ میں جوان خود شیون کی
 آڑ میں کچھ دشنی نظر آئی اور چند لمحہ میں وہ
 ایک چوٹی خیمہ گاہ میں پہونچ گیا دو جگہ زمین
 پر آگ چل رہی تھی اور آدمی کھانا پکانے
 میں مشغول تھے وہ سب بلند قامت
 پہلوان صورت لوگ تھے اور بخوبی مسلح تھے
 ہر ایک کی بیٹی پستول درخو سے مزین تھی
 اور اوسمیں تلوار بھی لٹکتی تھی بچوں کے
 اندر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس بھوٹے
 گروہ میں وہ بی باتین سو جو بھین چوڑی ترتیب
 لڑنے والے ڈاکوؤں کے ہوتے ہیں۔
 یہ لوگ مدتوں سے تو یہ علاقہ میں اس
 کثرت سے ہو گئے تھے کہ وہی حملہ آور انکو
 اپنا ہراساں کرنے والے جانی دشمن تصور
 کرتے تھے۔

یہ جنگل نہایت گنجان تھا جو ان کے
گھوڑے اتر کر اوسکی باگ پکڑ لی اور آہستہ
آہستہ خیمہ گاہ میں داخل ہو اُسکے چہرہ پر روشنی
پڑنے ہی ڈاکوؤں نے اُسے فوراً پہچان لیا۔
دونوں جانب سے ہم سام ادا ہوا اور ایک
شخص نے جوان کا گھوڑا پکڑ لیا۔ ایک نے
گھوڑے کی گردن تلخ ہتھاکے کہا کہ
فی الواقع یہ گھوڑا بہت اچھا ہے اور اوستے
تو خوب کام دیا۔

جوان نے کہا ذرا میرے گھوڑے کی خبر لو
اور مجھے اپنے سردار سے بابت چیت کرنے دو۔

ایک ڈاکو چلا اور جوان کو پیچھے آئینکا
اشارہ کیا دونوں جنگل کی اور زیادہ گنجان

بول بھلیاں میں گھسے یہاں تک کہ آگ
کی روشنی نظر سے چھپ گئی اور یہ دونوں

اُس مقام پہنچے جہاں آگ ایک وریمہ
کے سامنے جل رہی تھی۔ یہ خیمہ بہ نسبت

اون خیموں کے جگمگا کر اوپر ہوا ہر طرف اور
عمدہ تھا ڈاکو نے جو جو انکو براہ لایا تھا اسی خیمہ

میں داخل ہو نیک اشارہ کیا اور خود باہر کھڑا رہا
اس خیمہ میں مین پر ایک چٹائی

بچھی تھی جس پر ۲۴ برس کی عمر کا ایک آدمی
لیٹا ہوا تھا۔ یہ شخص لاٹیا اور ڈبلا تھا مگر

اوسکے مناسب اعضا سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ
بڑی قوت رکھتا ہے ایک چاندی کا چرخہ جو

میں لٹکاتا تھا اسکی روشنی اس شخص کے چہرہ
پر پڑتی تھی اور اُسکے چہرہ پر نہایت اور

جو اندر دی نمایاں تھی جس سے معلوم ہوتا تھا
کہ وہ اپنے کو نہ دار تھا مگر تاج غرض کہ ہر طرف

معلوم ہوتا تھا کہ اوسکو اپنے ہاتھوں پر ہر طرف
رعب و اب حاصل ہے اور وہ اُسکے فرمانبردار

ہیں اور بغاوت کی جرات نہیں کرتے۔
وہ خیمہ میں داخل ہوئے براہ راست

تسبیح پڑھتا اور ہمہ دار نے اوسکو دوستانہ
الفاظ سے خطاب کیا جیسا کہ کبھی کبھی افسر

اپنے ماتحتوں سے کرتے ہیں۔
سردار نے خوش آمدی تو نہ کیا فرمایا

مگر جی جوان "سب خیریت ہے"
سردار نے اس سے مین پہنچتا ہوں کہ

ستارہ منگولیا کی نسبت ویسی ہی پوری
کامیابی حاصل کی ہے جیسا کہ دین ترکہ

کی نسبت "
تو نے "جیسا مین نے اللہ دین کو قارص سے

سفر کرنے کے لیے مناسب راستہ بتلایا ہے
ویسا ہی مین نے مرہٹوں کو منگولیا

سے پلنے کی صلاح دی ہے"
سردار نے "بہت اچھا تو نے مگر مین تم سے یہ

دریافت کرتا ہوں کہ تم کو اپنی اس تصریح
اور توضیح پر ہر طرح اطمینان ہے جو تم نے ادا

مجھ سے کہی تھی کیونکہ یہ ایسی قسم ہے کہ اگر مجھ

اوس کثیر مال بغیا کا لالچ نہوتا تو میں ہرگز
اوسکی فکر نہ کرنا۔
لو تیرے مجھ کو اطمینان ہو کہ میں نے ہر تفصیل
کو بہت صحت کے ساتھ بیان کیا ہے یہ مال و
متاع گہائی گلستان میں نہان ہو جو بقول
اکثر اشخاص کے اسم با شمع ہے۔
سمر دارے بڑی تعجب کی بات ہو کہ قبل ہمارے
اس قصہ بیان کرنے کے میں اپنی نسبت یہ
سمجھتا تھا کہ کل سلسلہ مشرقی بہادر میں شاید
کوئی گوشہ کوئی چتر کوئی غار ایسا نہوگا
جس سے میں واقف نہوں لیکن کبھی اس
گہائی گلستان میں داخل نہیں ہوا اور
اوسکے وجود کا گمان ہی نہیں کیا تاہم ممکن
ہو کہ ایسا ہی ہو۔
لو تیرے جی مان ایسا ضرور ہے۔ اویکیان
عظیم الشان جو دوامین بہاؤ کی لوگوں
میں ایک مشہور ہیں ضرور تم تک پہنچی ہوئی
سمر دارے ہاں یہی باعث ہو کہ میں نے
ہمارے قصہ کو جب پہلی مرتبہ بتے بیان کیا تھا
بہت غور سے سنا مجھ کو یاد ہے کہ میرے ایام
طفولیت میں میرے والدین مجھے کہا کرتے
تھے کہ باغ عدن حسین آدم و حوا دنیا کے
پہلے مرد عورت رہا کرتے تھے مشرقی
کانکس میں واقع ہو تھراؤ کی گہگاری کے
وقت سے اس جنت کا دروازہ ہی نوع

انسان کے لیے بند کر دیا گیا۔ تاہم کبھی کبھی
مدتوں کے بعد کوئی مقدس آدمی العالم
عینی کی وجہ سے اوس مقام متبرک کے
قریب پہونچ گیا ہے اور اطراف و جوانب
کی بلند یوں سے اوس گہائی کو دیکھ سکا
ہو حسین یہ گلستان ہمیشہ بہار واقع ہے۔
لو تیرے میں آپسے یہ نہیں عرض کرتا کہ
الحقیقت یہ خطہ جنت شمال جسکی نسبت
آپکو معلوم در پیش ہے وہی باغ عدن حسین
آدم و حوا رہتے تھے بلکہ اپنے خیال ناقص
سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ نہیں ہو کیونکہ
بلاشبہ جنت بر باد کر دی گئی تھی جب ہمارے
ادل والدین اوس سے نکالے گئے تھے
مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ مشرقی کانکس میں
کسین پر بلاشبہ ایک گہائی ہو جسکا نام گہائی
گلستان ہو اور دیگر مراتب سے جو میں نے
آپسے عرض کیے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ
ادیم کثرت سے بیش بہا دہاتین ہن
در اصل یہ امر ان روایتوں سے بالکل
مطابق ہے جسکا تم ابھی ذکر کر رہے تھے۔
سمر دارے اور وہ امر یہ ہے کہ ہمارے پہاڑوں
میں بہت سے ایسے برفضا مقامات ہیں جنکے
حالات اس گہائی کے قصہ کے مطابق
ہوتے ہیں۔
لو تیرے چونکہ آپسے ان روایات کو نسلاً

۴۰ میل کے فاصلہ پر تھا یہ چھ آدمی اسی گڑھ کے تھے جسکو پہلے پہلے باب میں ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے۔

ایک یہی موقع ہے اور باعتبار اس خبر کے جو پہنچ پائی ہو ہم جانتے ہیں کہ ہماری مہم اسی دم تکمیل کو پہنچی اور اس جہرٹ میں اپنے گھوڑوں کو چھوڑ دین کہ وہ اس عمدہ گھاس پر چریں۔ چنانچہ گھوڑے چرنیکے لیے چھوڑ دیے گئے اور پھر قراق ایسے چوڑے اور ہوشیار بیٹھے کہ ان واحد میں گھوڑ کی پیٹھ پر پہنچ جاویں۔

تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا اور اس کے بعد تین مسافر دور سے آئے جو نظر آئے اور انکی لال کوئی اور سرخ پسند لون و نیز انکی تعداد و رفتار کی سمت اور وقت مقررہ پر نمودار ہوئے قراقون کو یقین ہو گیا

کہ یہ وہی لوگ ہیں جنکی گمات میں ہم بیٹھے ہیں جون ہی یہ مسافر جسکو کسی قسم کے اندیشہ کا گمان نہ تھا قریب پہنچے۔

جیسے ہوئے ڈاکو دن نے دیکھا کہ آگے والا شخص جوان اور نہایت خوبصورت ہے اور اسکو دونوں ہمراہیوں کی عمر شبائے تجاؤز گری۔ غازی جو اس چوڑے گردہ کا افسر

تھا اس کے اشارہ کرنے پر قراق لوگ اپنے گھوڑوں پر درختوں کی آڑ میں سوار ہو گئے

بعد سلا آپکی ہاڑی قومون میں چلی آتی ہیں اپنے خزانہ دل میں اس طرح محزون کیا ہے جسکو تعجب ہے کہ اپنے ہرے قصہ کی نسبت جو میں نے بیان کیا تھا کیسے شک کیا۔

مسر وارڈ میں نے ہمارے قصہ کی نسبت ابتدا ہی سے شک نہیں کیا تھے اتنے سوالات صرف اس اطمینان کے لیے کیے کہ ہمارے تفصیلات درست ہیں یا نہیں۔ مگر خراب کمانا تیار ہو گیا ہوگا اور ہم تم کہا میں اس کے بعد تم چند گھنٹہ میرے پاس اس چٹائی پر آرام کرو کیونکہ صبح کو پھر تین اپنے مالک کے پاس نفلس جانا ہے

باب دوم حملہ

جسکا بیان اب ہم کرنا چاہتے ہیں اسکا وقوع تین چار روز بعد آگے اوقات کے ہوا جسکا تذکرہ باب گذشتہ میں کیا گیا ہے۔ طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد چھ آدمی جنکے گھوڑوں کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ عرصہ تک رات کو سفر کرتے رہے ہیں ایک درختوں کے جھہرٹ میں اس بڑک کے قریب ٹھہرے جو قارص سے نفلس کو جاتی ہے یہ موقع حدود جارجیہ کے اندر نفلس سے ٹھینا

گھوڑے کو ذرا پیچھے ہٹا کر اسے غازی کو پیچھا کرنا
پر مجبور کیا۔ چند منٹ تک یوں ہی لڑائی
ہوتی رہی۔ اس اثنا میں جو لوگ پیچھے
لڑ رہے تھے ان میں کئی گویاں چلیں اور
ڈاکو بدحواس گھوڑا بھاگتے آئے اور
غازی سے پکار کر کہنے لگے۔ "ابنی جان بچا۔"
بجلی کی چمک کی طرح غازی کا گھوڑا ٹوٹا
اور نوجوان ترس کے پستول کی گولی شکست
خوردہ بھاگتے ہوئے ڈاکوؤں کے کان کے پاس
سے سنسنائی ہوئی نکل گئی تھیں سو گز
کے فاصلہ پر غازی ٹھہرا اور اپنے گھوڑے
کو کاوا دیکر اپنے رفل کو کمر سے کھولا مگر
الہ دین کی تیز نگاہ اس حرکت پر فوراً
پھونکی گئی چونکہ وہ جانتا تھا کہ گرجستان
کے لوگ نہایت قادر انداز ہوتے ہیں
اوستے اپنے دشمن کی گولی کا نشانہ بننا
پسند نہ کیا اور اپنے گھوڑے کو گنجان کچھ
کی طرف بڑھایا اس سے اوسکی جان
بچ گئی کیونکہ جون ہی وہ پیرا نیل کی گولی
اُسکے پاس سے نکل گئی۔ غازی بزد کیا
کہ اس مہم میں اوسکو ناکامی ہوئی لہذا وہ
چلتا بھرتا نظر آیا۔

تین قزاق جو مقتول ہوئے تھے
اونکے گھوڑے موقع کارزار سے بھاگ گئے
اور نظر نہ آتے تھے۔ الہ دین اور اس کے

اور اوس کچھ کے کنارہ پر تیار کھڑے تھے
کہ دوسرا اشارہ پاتے ہی گنجان رضوان
جھکے پتے اونکے آتے ہوئے ترکی مسافر ذکی
نظر سے اوجھل کیے ہوئے تھے دھاوا
کریں۔ چنانچہ دوسرا اشارہ غلجٹ کے
ساتھ کیا گیا اور ڈاکو دفعۃً الہ دین کی طرف
کہ بھی اوس ترکی نوجوان کا نام تھا بڑھو
چار قزاقوں نے نوجوان کے دونوں
ہاتھ اسیوں کو گھیر لیا۔

مگر ان لوگوں کا سرعت سے دھاوا کرنا
ہی تھا کہ تینوں ترکوں کی تلواریں میان
سے باہر نکلنے لگیں اور ہر ایک نے بائیں
ہاتھ سے پستول قبضہ سے نکال لیا۔ پس
اس ظلم میں ڈاکو فکوریسی کامیابی نہیں
ہوئی جیسی کہ وہ پہلے سوچے ہوئے تھے
مجبوراً اونکو ٹھہر جانا پڑا۔

غازی اور ایک پہاڑی الہ دین کی
طرف بڑھے۔ الہ دین نے ایک ڈاکو کو
مارنے کے لیے تلوار چلائی اور دوسرے
کا پستول سے کام تمام کیا۔ غازی نے
چالاک سے وہ خالی دیا اور ایک ہاتھ میں
ہتھیار لیکر دوسرا ہاتھ اس غرق ہوئے بڑھایا
کہ جوان ترک کو گھوڑے سے کھینچ لے مگر
الہ دین کا گھوڑا بھی اسے قابو میں ایسا ہی
تھا جیسا کہ اُسکے پہاڑی دشمن کا اپنے

ساتھیوں نے تینوں لاشوں کو سڑک سے اڑھٹایا اور تاک انگور کے سائے میں لیگئے۔ بعد ازاں اونہوں نے اپنی راہ لی اور ایک قریہ میں پہونچکر وہاں تکے گرجی حاکم کو جملہ واقعات کی اطلاع دی۔ اس شخص کو بہت تعجب ہوا کہ مالک ملحقہ کوہ قاف سے اس قدر فاصلہ پر یہ تکے کیونکر ہوا کیونکہ مشہور تھا کہ فری قزمان کی لوٹ مار و مبین مالک پر محدود ہے اور وہ اس بات کو شکر اور ہی متعجب ہوا کہ تین ترکوں نے چہ شہ زرد آکودن کو شکست فاش دی اور نجات کدیا۔

المنحصر الہ دین گرجی حاکم کو اطلاع دیکر اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد معاینے دو لون و فادار ہمارہیوں کے منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا۔ ہمارا ہی محض اونسے درجے کے ملازم تھے جیساکہ غالباً ناظرین نے خیال کیا ہوگا۔ بلکہ دی شریف مصاحب تھے کیونکہ الہ دین بے کار تہہ رکھتا تھا۔

الہ دین راہ طے کرتا چلا جاتا تھا کئی گھنٹہ گزر گئے اور اپنے ذات فاصل اور گھوڑوں کے آرام کے لیے کئی جگہ قیام کے بعد وہ ایک ترابے پر پہونچے اب اونکو یہ معلوم تھا کہ کون سی راہ

اختیار کرنا چاہیے پس اونہوں نے ماروں طرف دیکھنا شروع کیا کہ کوئی جھوڑا نظر آئے تو وہاں جا کر نفلس کی سید تھی وہ دریافت کر لیں۔ ناگاہ الہ دین نے ایک بڑھے کو کھیت کی میڈ پر بیٹھا دیکھا وہ غریب دہقانوں کے سے کپڑے پہنے تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی مزدور ہے جو مزدوری کی تلاش میں پھرتا ہوا وہاں تک کہ بیٹھے گیا ہو اس سے راستہ پوچھا لیا چنانچہ اس نے اشارہ سے بتایا کہ جہاں میں بیٹھا ہوں یہی سڑک سلطنت جارجیا کو جاتی ہے۔ الہ دین نے ایک روپیہ اُسکی طرف پھینکا جو ایسا انعام تھا کہ غالباً فیصدی ننانوے غریب کسان اُسکے شکر یہ میں دینے والے کو سجدہ کرتے۔ لیکن اُس شخص نے ایک عجیب و غریب بے برداری سے جو استغنا کی حد تک پہونچی ہوا اسکو اٹھالینا اور جو کچھ قلیل شکر یہ اُس نے ظاہر کیا وہ بھی گستاخی اور درشتی کے ساتھ تھا۔ اور وہ ایک اور راستہ پر جو اس راستہ سے علیحدہ تھا جبرائیل نے ترکوں کو جانے کا اشارہ کیا تھا چلتا ہوا۔

تھوڑے فاصلہ پر تاثر شدہ دہقان ایک جنگل میں داخل ہو کر ایک جھوڑے کو گویا جو درختوں کی آٹھ میں تھا اور اوس میں

دھو چکا اور دہقانے کپڑے جو اُس نے قریب
دینے کے لیے پہنے تھے اوتا کر اپنی پوتیل
پہن لی اور بلا رنکاب گھوڑے کی پشت پر
بیٹھ گیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص وہی
غازی ڈاکو ہی جو خوش خوش جو پڑے
روانہ ہو کر گھوڑا اڑتا چلا جاتا ہے۔

اب الدین اور اس کے رفقا کا
حال سن کر یہ لوگ اُسی راستہ پر بار چلے
جاری رہے تھے جو اُس مصنوعی دہقان نے
بنایا تھا۔ یہ راستہ فی الواقع تک تھا مگر
جون جون وہ تنگ ہو جاتا تھا اُس کی
خوشنمائی بڑھتی جاتی رہتی۔ دونوں طرف سے
باسم گزرا فر کو نازات آفتاب سے بچانے
کے لیے سایہ دار کھڑا ہو گیا تھا۔ ہر
ہزار روپے کے پھول چارہ و غلات کے
ہونے لگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بیچنے
والے بھروسہ پھولوں کے بوجھ سے تنگ
آ کر سب کو کیا رنگی وہاں پھینک دیا ہے۔

الہ دین نے مین امید کرتا ہوں کہ بالیقین
یہی سیدھا راستہ نفس کا ہے اور جون جون
ہم بڑھیں گے اسکی سترہ زاری بڑھتی
جاوے گی ہر کیف سے پہلے مسافر سے جو کچھ ملے
اور سے پہلے جو پڑے پر جہان ہم یہ بھینکے
اس امر کو دریافت کرین گے دیکھو
کسی چشمہ کے بہنے کی آواز آ رہی ہے

جا کہ وہ روپہ نہایت حقارت سے زمین
پر پھینک دیا اور بہت ترشی اور تلخ کامی سے
کہا اور پڑے افسوس کی بات ہو کہ مین اُس
شخص کے ہاتھ سے روپہ لینے پر مجبور ہوا
جسکو مین نے انعام و ثمن سمجھنے کی قسم کھائی
ہی کیونکہ اُس نے مجھکو شکست دی اور انچھا
دکھایا۔

ایک متوسط العمر دہقان نے جو
جھوٹے مین بیٹھا تھا جلدی سے اوس
روپہ کو جو ایسی نفرت کے ساتھ پھینکا گیا
تھا اٹھا لیا اور کہا "اے دوست تجھکو کیا
پریشان ہے اور یہ کیا بک رہا ہے؟"

شخص نے کچھ نہیں سنو یہ لباس تزدیری
جو تھنے مجھکو دیا تھا واپس لے لیا اور مجھکو مزید
کپڑے دو۔ جب مین غلام کے کپڑے
پہنتا ہوں تو مین اپنے تئیں غلام ہی
سمجھتا ہوں اور ایسا ہی مین سمجھا گیا تاہم
مین نے اسوقت تک اپنا پورا فرض ادا کیا

جسوقت یہ روپہ اوس عالی منزلت
ترک نے میری طرف پھینکا۔ اچھا اب
مجھے پانی دو۔ تاکہ مین یہ میل اپنے چہرہ
سے اور وہ غارہ جسے میرے ہاتھوں کی
قدرتی سیاہی کو زایل کر دیا ہے دھو کر
صاف کر دوں

حکم کی تعمیل کی گئی جب وہ منہ بہ منہ

حسن کو دیکھ کر بخود ہو گیا۔ اولاً اوس حسن خدا نے دفعۃً اوسکی آنکھوں میں چکا چوندہ پیدا کر دی تھی مگر اب اوسکا آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ ترقی پذیر ہوتا ہوا معلوم ہوا یہ بت نازک ادا ختمہ کے کنارے پر پہنچی ہوئی تھی جمیع غالباً اپنے پیرو ہوئی تھی کیونکہ اوسکے پیر پرستہ تھے اور عمدہ کھیتی باڑی تھی توڑی دور پر رکھی ہوئی تھی۔ قریب اوسکے ایک باجہ بمشکل ستارے کے رکھا تھا مگر یہ خاتون اس طرح خیال میں مجھوتھی کہ اوسکو اپنے باجے اور گرد و پیش اشیاء کا بالکل وہیان نہ تھا۔

پہلے چند منٹ تک جبکہ الہ دین اوس میں تھا تو دیکھ رہا تھا اوسکی آنکھیں بند تھیں مگر جب اوسنے آنکھیں کھولیں اور جو ان کی طرف نگاہ اٹھائی۔ الہ دین کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اوس پر حالت بخودی کی طاری ہو گئی اس خاتون کی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی عالی مرتبہ عورت تھی اس قیاس کی تصدیق اس طرح بھی ہوئی کہ الہ دین کی نظر و خوش پوشاک پیش خدمتوں پر پڑی جو کھوڑے فاصلہ پر ایک خوب صورت خیمہ کے دروازہ پر سبزہ پر لیٹی ہوئی تھیں۔

چلو بڑھ چلیں ضرور اس چشمہ کا کوئی راستہ مل جائیگا اور وہاں پانی پین گے۔ یہ کہنا الہ دین نے اپنے گھوڑے کو خیر کیا اور چند منٹ کے بعد وہ لگی کشادہ ہوئے ہوئے صاف میدان ہو گئی جہیں کچھ راستہ نہ معلوم ہوتا تھا۔

الہ دین۔ دنگھان درختوں کے گھنے بیٹوں میں ایک خیمہ دیکھ کر یہاں تو ایک خیمہ ہے غالباً یہاں کوئی شخص ملے گا جس سے ہم سب حال دریافت کر سکیں گے۔ اب چشمہ کی گھر گراہٹ اور بھی زیادہ صاف معلوم ہونے لگی ناگاہ الہ دین ایک ایسے مقام پر پہونچا جہاں ایک خاتون مہلقا خیمہ بلورین کے کنارے بظاہر از خود غلگی کی حالت میں بیٹھی تھی کیونکہ ان آئے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز اوسکے کان تک نہ پہونچی تھی۔

باب سوم

وادی آب تابان

الہ دین نے اپنے گھوڑے کو روکنا شروع کیا اس مہ جینہ کا چہرہ زیادہ نظر آئے لگا اور رستہ رستہ جیسے ہی کہ اسنے اپنے گھوڑے کی باگ کو اس قدر کھینچا کہ گھوڑا بالکل ٹھہر گیا الہ دین اس کے دلفریب

سیاہ آنکھوں میں ممکن معلوم ہوتی تھی پھر
الہ دین پر ڈالی۔

جوان ترک نے سلام کے طور پر اپنا
ہاتھ ٹوٹی تک اٹھایا اور سر کو کسی قدر
نیچے کی طرف جنبش دی۔

اس اثنائ میں اوس کے دونوں فادار
رفیق بھی پہنچ گئے اور اپنے گھوڑوں کو
اوسی مقام پر روکا جہاں اُن کے آقا نے
گھوڑا اٹھرایا تھا۔ ابراہیم یہ سمجھا کہ اس
قاتلون سے نفلس کی سی جی راہ دریافت
کرنے کا الہ دین کو موقع ملا ہے مگر حافظ
جواد سکی بہ نسبت کم عمر اور جوان تھا اور
جیسے ناز و ادا کا اثر پہنچ سکتا تھا جیلا اٹھا
بالند یہ تو مہ بارہ ہے کیونکہ اس ناز میں
کے برقع کھینچنے سے پہلے اُسے ایک جملک
دیکھ لی تھی۔

الہ دینؑ مہ بارہ۔ یہ تو ضرور جنت کی
کوئی حور ہو نہ ہرگز روستہ زمین کی مخلوق
نہیں ہو۔

ابراہیم کے چہرے سے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اُس نے اپنے جوان آقا کے اس
جوش و خروش کو بہت کم پسند کیا مگر
بوجہ ادب کے خاموش رہا۔

اب الہ دین نے اپنا گھوڑا چند قدم
اگے بڑھایا یہاں تک کہ وہ قریب چہرے کے

اوس نوجوان ترک نے جو کچھ دیکھا اوس سے
اگر وہ از خود رفتہ اور سکتہ کے عالم میں ہو گیا
تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہو کیونکہ یہ کل منظر
ایسا تھا جس سے اسکی روح کو بے انتہا خوشی
حاصل ہوئی تھی۔

یہ امر کہ فی الواقع اوس مہ لقا نے
الہ دین کو فوراً نہیں دیکھا اور وہ اپنے
خیالات میں ایسی محو تھی کہ اوسکو گھوڑے
کے ٹاپ کی آواز سے بھی خبر نہیں ہوئی یا یہ
کہ اُسے باوجود خبردار ہو جانے کے اپنے
حسن و لطیف اور ادا سے اس سمان
کو کسی قدر طوالت دی یا یہ کہ الہ دین قبل
اُس کے آنکھ اڑھانے کے اوسکو بخوبی دیکھ لے
ہم نہیں کہہ سکتے مگر یہ یقینی ہے کہ نہ محض لمحون
بلکہ چند منٹ تک وہ اپنے خیالات میں محو
رہی قبل اس کے کہ اوس نے اپنی آنکھ

اس نوجوان کی طرف پھیری جس سے دفعتاً
اوسکو گھبراہٹ ہوئی اور پھر اوس نے اپنی
آنکھ بند کر لی۔ بعد ازاں اوس نے پھر
اپنی موتی جوڑ آنکھیں اٹھائیں اور رفتہ رفتہ
اوپر ٹاکر ایک نظر جوان ترک پر ڈالی
اور پھر دفعتاً چوٹک کر اور یہ معلوم کر کے
کہ وہ بچے پر واہ ہوا سے اپنے چہرہ پر نقاب
کھینچنا شروع کی اور قبل نقاب ڈالنے کے
ایک اور ملائم برق صفت نگاہ جواد سکی

اوسی موقع سے آگیا جہاں یہ اجنبی حسینہ بیٹھی ہوئی تھی اور پھر خود بانہ سلام کر کے کہا "اے خاتون! ملے لقا کیا میں آپ کے خلیہ میں خلل انداز ہو کر دریافت کر سکتا ہوں کہ نفیس کی سیدھی راہ یہی ہے۔"

نازنین نے نہایت شرمیلی آواز سے جواب دیا "بلحاظ اوس سمت کے جہرے تم اگر سہم ہو یہ ٹھیک راستہ نہیں ہے۔" امیراہیمؑ (حافظ کے کان میں) مجھ کو اس نا تراشیدہ دہقان کی نسبت اول ہی شبہ ہو ا تھا۔

خاتونؑ "ہاں ایک پگڈنڈی البتہ ہو جو یہاں سے اصل سڑک میں مل گئی ہے۔ لیکن ایسے شخص کو جو ان ممالک سے واقف نہیں ہو ا سکا ملنا دشوار ہی میں خود نفیس کو جا رہی ہوں۔"

الم دینؑ "اے خاتون! ذمیر تہ اگر آپ کے ساتھ اچھے محافظ نہ ہوں اور آپ ہنگو ساتھ لے چلنا منظور کریں تو میں راستہ میں آپکی حفاظت کرنے سے بہت خوش ہوں گا اور اپنا بڑا فخر سمجھوں گا۔"

خاتونؑ "آپ لوگوں کی ہمراہی نامناسب نہیں معلوم ہوتی اگر آپ ازراہ نوازش میرے تان و نمک کو قبول فرما دیں تو غالباً یہ بہتر ہوگا کہ کوچ سے پیشتر کچھ

تناول فرمالیں۔ میری خادمہ یہاں سے قریب ہیں وہی آپ کے ہمراہیوں کو بہت آدہنگت سے لینگلی۔"

الم دینؑ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور باگ حافظ کی طرف ہینکری بجا دے کے تمام لینے کے واسطے تیار کھڑا ہوا اور یہ سب اوس مقام کی طرف چلے جان مہ حسینہ کی دو پیش خدمتین خیمہ کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں اور اب اٹھ بیٹھیں۔

خیمہ کے قریب تین نہایت خوبصورت گھوڑے سبزہ زار پر چر رہے تھے۔ اور اوتکا ساز و کاہی وغیرہ خیمہ میں تھا۔ ایک خادمہ جشن تھی جسکی جگہ مثل سنگ موسیٰ کے سیاہ تھی اور اوسکی صورت سے اوسی کی قوم کے خاص اوصاف عیاں تھے۔ دوسری ایک نوجوان حسین گرجی تھی۔

الم دینؑ (خاتون کے قریب گھاس پر بیٹھ کر) "ایک نا تراشیدہ دہقان کے غلط سمیت بتانے سے مجھ کو آپکی دولت ملازمت حاصل ہوئی۔"

خاتونؑ "بے پروائی کی نگاہ سے) اور مجھ کو محافظان معہودہ کے نہ پہونچنے کی بددلت آپ کی اور آپ کے

ہمراہیوں کی حفاظت کا جو آپ میری کرنیکے احسان لینا پڑا۔

الہ دین نے ڈاکوؤں سے اپنے لڑنے کا حال بیان کیا جسکو سنکر اُس نے نہایت گر محوشی سے نوجوان ترک کو اوسکے زندہ بچ آنے پر مبارکباد دی اور اوسکی اور اوسکے ہمراہین کی لاوری پر تحسین و آفرین کی بعدہ اوس نے الہ دین سے کہا کہ میرا نام مرصہ ہے اور میں معمولاً نفلس میں رہتی ہوں۔ اور اپنے باب کے مرنے کی وجہ سے جو ایک یڑا تاجر تھا اور جو دفعتاً قریب بارہ حصینے کے ہوا فوت ہو گیا۔ مجھکو ایک دور درازانہ قصبہ کو مجبوراً جانا پڑا اور اب وہاں سے فارغ ہو کر میں مکان کو واپس جاتی ہوں۔ میرے دوستوں نے مجھے بیان میں مقیم تھی پہلی منزل کے واسطے محافظ مہیا کر دیے تھے اور رہنا اور محافظوں کی ڈاک بٹھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ میں صبح کے سمان کو دیکھ کر اور بے محافظ سفر کے خطرات کو بھول کر معہ اپنی پیش خدمتوں کے یہ خیال کر کے تنہا روانہ ہوئی کہ یہ محافظ جلد ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اور یہ کہہ آئی تھی کہ دن کے گرم وقت میں

میں اوس جگہ پر خود رہ آب تابان کے نام سے مشہور ہو قیام گزین ہوئی۔ مگر معلوم نہیں کہ کس وجہ سے وہ محافظ اب تک نہیں آئے اور اسی خوف اور نا اُمیدی کی حالت میں سردی پھیلی تھی کہ آپ اور آپکے ہمراہی اسی موقع پر پہنچے الہ دین نے اے مجھیں مرصہ اب تم کو کوئی ضرورت خوف اور اندیشہ کو نہیں ہو۔ میں خود عازم نفلس ہوں جہاں مجھکو کچھ امر ضروری کا افرام کرنا ہے میرا نام الہ دین ہے اور تم میرے لیوورت اور ہمراہیوں کے ساتھ سفر کرنے کے طرز سے سمجھ سکتی ہو کہ اقل مرتبہ میں کوئی ذی رتبہ شریف آدمی ہوں۔ مرصہ مرصہ نے آہستہ سے تالی بجا کر اپنی پیش خدمتوں کو بلایا اور ادھون نے جلد جلد مختلف اقسام کے سرایح الہفتم اور خوش ذائقہ حلقیات کی چیزیں معہ شربت اور شراب کے فرش تر مردین پر بچنی اور گرد پیش کے درختوں کے عمدہ پھوسے لاکر رکھے مرمر جو گر جی اور عیسائی مذہب کی عورت تھی اوسکو کسی قسم کا مذہبی رُکاوٹ شراب پینے میں نہ تھا تاہم اوس نے شراب کو مطلق نہیں چھوا۔

اور صرف ٹھنڈے شربت کو پیا۔ بخلاف اسکے گوالہ دین مذہب اسلام کا یہ تھا کہ اسکو کچھ پاک دخت زر کے استعمال کرنے میں نہ تھا مگر اسنے بھی بوجہ اسکے کہ اسکو عرقیات و منشی سے رغبت نہ تھی اسکو نوش کرنے سے اجتناب کیا۔

غرض کہ اس کمانے میں ایڈمی و خلیفین دونوں نے شیشہ شراب کو چھو ا اور شربت پر گفتگو کی۔ دونوں میں ادھر ادھر کا ذکر کیا۔ جب کمانے سے فراغت ملی سب لوگ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور چل نکلے توڑی دور چلے ہوئے کہ سامنے روشنی نمودار ہوئی۔ اللہ نے کہا ہم اس قریہ میں ضرور ٹھہریں گے اور تھوڑی دیر دم لینگے۔

مرصہ ۳ خیر جو کچھ آپ کی مرضی ہو تم میرے محافظ ہو اور تمہاری راے پر عمل کرنا ضرور ہے۔

باب چہارم

برج

غرض کہ سب لوگ توڑی دیر میں قریہ میں پہونچ گئے۔ اور اس چھوٹے ٹھگروہ نے سرے میں کہ ایک بڑی سراہے اس مقام پر بھٹی قیام کیا اور اپنے

گھوڑوں نے اترے اور حافظ جو ایک قسم کا اعلیٰ درجہ کا خدمتگار تھا اپنے آقا کے ساتھ سراہے کے اندر داخل ہوا اور دونوں پیش خدمتین اسی طرح پرانی خدمت و مہمانوں کے ہمراہ گئیں ابراہیم گھوڑوں کے دانہ گھاس کے انتظام کے لیے باہر گیا کیونکہ اس سراہے میں صرف ایک بیٹیارہ تھا جسکو چھ گھوڑوں کی خبر گیری کرنا تھی۔

بیٹیارہ ایک شریہ جالاک آدمی تھا جسکے بدن پر جہریاں پڑی ہوئی تھیں مگر اسکے ہوش و حواس بہت درست تھے اور اسکی جسمانی قوت اور حسی استعداد بھی کہ اپنے پیشہ کے معمولی کام کو انجام دیتا تھا۔ یہ شخص اپنے ہاتھ میں ایک بتی لیے ہوئے تھا سب سے پہلے اسنے چھوٹے گھوڑوں کو اس طرح دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑوں کا بڑا مبصر ہے اور عمدہ نسل کے گھوڑے کو شوق سے دیکھتا ہے جب وہ ایک گھوڑے کے ہاتھ پر دیکھ رہا تھا دفعۃً اسکے منہ سے بے اختیار ہی کے ساتھ ایک آواز نکل پڑی۔ ابراہیم کی نظر اس پر پڑی اور اسنے بیٹیارہ سے چند سوالات کیے مگر کہ کس قسم کی گفتگو درمیان میں آئی ہم کو بیان کرنا ضرور نہیں ہے۔ صرف اسقدر

کدینا کافی ہو کہ ابراہیم نے آخر میں ہتھیار سے یہ کہا "ای میرے پیارے دوست ان باتوں کا ذکر کسی اور انسان ذی حیات نہ کرنا خاموش رہو اور یہ (روپیہ دکھا کر) تمہاری گلابی کے واسطے جو جس قسم کی شراب تم کو پسند ہو۔

ہتھیار نے یہ فیاضی کا انعام چاہا اور نے اس کے ہاتھ میں رکھ دیا ہتھ لے لیا اور یہ کام کا جو اور مستند تک اس بوڑھے کے پاس پاؤ گنتہ یا بیس سٹنک جب تک کہ وہ دانہ کھاتے رہے موجود رہا جب گھوڑے پر تیار ہو گئے ہمارے مسافر سواہ ہو گئے اور اس گروہ کے روانہ ہوئے پیر ابراہیم نے ایک عجیب مخفی اور بھید کی نظر ہتھیار پر ڈالی۔

انشاء سفر میں ابراہیم نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ اپنے جوان آقا سے تخلیہ میں گفتگو کرے مگر موقع نہ ملا کیونکہ الہ دین مرصہ کا ہمعنان تھا بابتیں ہوتے ہوتے اور راہ چلتے چلتے تھوڑا فاصلہ جو بڑج تک تھا اور جان اور کورات کو سونا تھا طے ہوا۔

یہ بڑج اور سنگین تھا جہین چوٹی چوٹی کھڑکیاں تھیں اور ظاہر اسباب وہ پڑانی عمارت تھی مگر اس میں کوئی بات

غیر معمولی یا خراب تھی کیونکہ وہ مثل معمولی مکانات گرجی سردار دین بازیدان کے تھا جو دیہات میں رہا کرتے تھے مرصہ نے الہ دین سے کہا تھا کہ مکین اس بڑج کا ایک بڑا دو لقمہ تعلق دار ہو جو اس کے متوفی باپ کا دوست ہو اس کی زوجہ کی ہے اور کوئی اولاد اس کے نہیں ہے اس کے مزاج میں مہمان نوازی بہت ہے پس ہکو امید کرنا چاہیے کہ ہماری بہت خاطر مدارات ہوگی۔ صرف ایک کھڑکی سے کچھ روشنی معلوم ہوتی ہو اور ظاہر کوئی علامت مہمان نوازی کی نہیں پائی جاتی تھی۔ الہ دین ہی بابتیں کر رہا تھا جب وہ اس کی ہمعنان بانو مع اپنے ہمراہیان کے بڑج کے پاس پہنچے اور وقت مرصہ نے کہا شاید اس کا چڑانا میزبان مکان میں نہیں ہو مگر اس نے الہ دین کو یقین دلایا کہ ہماری خاطر مدارات میں بوجہ اس کی غیر حاضری کے اس کے ملازمان کی طرف سے کچھ کمی نہ ہوگی۔

فی الواقع جیسا اس نازنین نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ بڑج کے پاس پہنچنے پر ایک خوش پوشاک معزز صورت ملازم نے پچھانک کہنولا اور مرصہ کو پہچان کر نہایت

ادب سے سلام کیا اور بجا اب اس کے سوالات کے بیان کیا کہ اس کا مالک غیر حاضر ہے مگر ایک اور آپ کے رفیق اور اون کے ہمراہیوں کی ہر طرح پر توافع ہوگی پس وہ سب برج میں داخل ہو اور ایک سائیکس نے صحن میں گھوڑے تمام لیے اور یہ معزز صورت ملازم بھی اس کی مدد کرتا تھا کیونکہ ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ صرف دو ہی ملازم از قسم ذکر اس مکان کے متعلق تھے علاوہ ہمین دو بیش خدمتین بھی مہمانوں کے کام کے واسطے نظر آئیں پس الہ دین اور مرحہ کو ایک آرام کا کمرہ جلد بتایا گیا اور ایراہیم کا قفا اور قاتون کی دونوں پیش خدمتوں کو دوسرے کمرہ میں جگہ دی گئی۔

جس کمرہ میں کہ نوجوان اور مرحہ بٹھائی گئی تھی وہاں بہت عمدہ کھانے جلد جتنے کئے۔ کھانے میں شکار کا گوشت مختلف طور کا ہوا تھا یعنی عمدہ فیل مرغ اور لذیذ جنگلی مرغ مچھلی اور شکار کے طیور تھے علاوہ اسے شیرینی اور مشرب میں شربت و شراب تھی دسترخوان کو درمیان میں ایک عمدہ چینی کی قاب جنگلی شہد سے بھری ہوئی تھی مرحہ خوشی اور خرمی سے اس عورت کی کار برد اندھنی اسے نہایت جہان نوازی اور دلچسپ

طریقہ سے میزبانی کا کام کیا۔ مرحہ نے اپنا جام شراب سے بھرا اور تبسم کے ساتھ کھا کہ گوجکو عادت ملکی اشیاء مشروب کے پینے کی بہتر تھیں، ہم بعد دن بھر کی خشکی کے مجکو زیادہ ضرورت مقوی چیز پینے کی ہے۔ اور اس نے ایک دوسرے تبسم سے جس سے اس کے بے عیب خوبصورت دانتوں کی لطیف نمایاں ہوئی کہا کہ یہ نظر جہان نوازی میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ آپ بھی اسکو نوش کریں کیونکہ یوحہ غیر حاضری اپنے سردار کہیں اسکی جگہ پر ایک میزبان ہوں۔ الہ دین نے خیال کیا کہ اسد عا کو جو ایسی خندہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ کیلگی ہے نا منظور کرنا نہایت نامناسب اور خلاف تہذیب ہوگا۔ پس نے بھی اپنا جام شراب سے بھرا اور اسکو پی گیا اب اس کے پینے سے سرور اور اسکی گفتگو سے زندہ دلی پائی جاتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ جہن مرحہ پر گردیدہ ہوا اسے اسے تئیں دیکھنے کی کوشش کی کیونکہ اسکو معلوم ہوا کہ میں بے عقلی کے ساتھ بلکہ بیجا کارروائی کر رہا ہوں کیونکہ مرحہ نے اب تک میرے دل پر ذرا بھی اختیار حاصل نہیں کیا ہے یہ خیال کر کے اسکو ایک خلیج

اس اسلم پر جو تم لیے ہوئے ہو یوسہ
لینے دو۔

یہ کہہ کر مرہ نے اپنا نازنین سر اس
تلوار کی طرف جو نوجوان الہ دین کی کمر سے
ٹٹکی ہوئی تھی جھکا دیا اور چند لمحہ تک
معلوم ہوا کہ وہ اس کے ساتھ اٹھکلیاں
کر رہی ہو گویا تلوار کھلونہ اور نایاب لٹھی ہو۔

بعد ازاں اس نے تلوار کو اپنے سینہ سے
لگایا اور پھر سید ہی کٹری ہو کر کہا۔
”اے میرے الہ دین اب جام لیکر میرے
ساتھ قول پادرو“

نوجوان ترک اپنے اختیار میں تھا
اور بہت سی منشی اشیاء کا اثر تھا دور
سر اور برائے گندگی خاطر بدستور تھی اور جیسا
کوئی کھٹل خورد سال دیو کے ہاتھ میں ہوتا

ویسے ہی بالکل اس خاتون کے
رحم پر تھا۔ غرض کہ اس نے ہاتھ بڑھا کر
مرہ اسے جام لیا اور یکبارگی دروازہ کھلا
مرہ چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔ الہ دین نے
وہ پیالہ بغیر منہ لگائے میر پر رکھ دیا اور
دفا دار ابراہیم اسکی طرف بڑھا۔

نوجوان ترک اوٹھکر مگر بوجہ نشہ
شراب کے یہ سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا
کہ وہ اپنے رفیق کو خلل اندازی پر ملامت
کرنے کے لیے اٹھا ہے یا اسکو اتنا امیر کی

سایہ ہوا۔ اپنے انصرام جذبات میں زبانی
میں مرہ نے کئی مرتبہ اصرار کیا کہ یہ سب
لذیذ اور خوش ذائقہ نعمتیں جو دسترخوان
پر چنی ہوئی ہیں کھاؤ اور سب سے اخیر میں اس نے
اوسکو بہت سا جنگلی شہد کھلوا یا الہ دین نے
پالے کھجلی شہد کھایا تھا اور کچھ سوجھ سے
کہ وہ نہایت لذیذ تھا اور کچھ اس خیال سے
کہ یہ مرہ جینیہ بوجہ عدم موجودگی صاحب خانہ
کے اوس سے ازراہ مہمان نوازی بہت
اصرار کر رہی تھی اس جنگلی شہد کو کھلایا
اوسکے کھانے دھونڈھا اس کے چاروں طرف
گھری ہونے لگی اور ایک قسم کا دوران ہر
اس کے پیدا ہوا۔ جب اس نے پیالہ لے
نہایت نازنین نعمت صفت آواز سے کہا
ایک اور جام لیکر مجھ کو مرہون منت کر۔

پھر وہ اوٹھکر اس کے قریب گئی اور
اسکا جام بھرا اور جھک کر تلوار چھوئی
اور اس کے چہرے کو نہایت اگفت سے
دیکھ کر کہنے لگی۔ یہ تلوار جو ہمارے پاس
ہے اب آئندہ اوس کے نام سے کھینچنا جو
ہمارے واسطے بوقت جنگ مقرر
دغا ہوگی۔ اور جب تم عزت و توقیر اور
مال لٹھا سے ہرے پرے کو ٹوکو گے
تو وہ اپنے فتح مند نوجوان کا خیر مقدم
کیلیں۔ اے اوالعزم الہ دین مجھ کو

سار کرا دینے کے لیے کہ وہ اسکو افسوں کے خطرات سے جواب اسکو کچھ خواب و خیال سے سمجھ میں آنے لگے تھے بچانے کے واسطے آیا ہو بہر حال اسکا پیر ڈنگایا اگر ابراہیم اسکو کھڑنہ لیتا تو وہ گر پڑتا۔ الہ دین بدحواس ہو گیا اور اسکو کچھ ذکرائی نہ دیتا تھا۔ تھوڑی دیر میں اسکے ہوش رفتہ رفتہ درست ہو گئے اور اسکو یہ سمجھ میں آیا کہ کوئی نیا واقعہ ہو رہا ہے۔

وہ ایک کوچ پر لیٹا ہوا تھا اور ایک دہی روشنی کرہ میں جل رہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شخص کا سایہ جو اس کے اوپر جمکا ہوا ہے پڑ رہا ہے۔ یہ شخص الہ دین کے ساتھ رہا نہ رکھے ہوئے تھا اور جگانے کے واسطے آہستہ آہستہ ہلا رہا تھا اور گھبرائٹ کی آواز سے کہتا تھا: "اور حضور! اور جناب بہر خدا اٹھئے۔"

الہ دین نے کوچ پر لیٹنے کی کوشش کی مگر اسکو اپنا سر مثل سیسے کے ہماری معلوم ہوا اسنے پھر تنگی پر سر رکھ دیا اور ہکا بکا نیم باز آنکھوں سے اس شخص کی طرح جسکو افسوں کہلائی گئی ہو دیکھنے لگا وہ اس شخص کو بھی نہ پہچان سکا جو اسکو اٹھا رہا تھا۔

شخص: "اور زیادہ گھبراہٹ اور اصرار کی

آواز سے) "برائے خدا۔ بہر رسول جگانو تم خطرات سے گھرے ہو؟ پریشانی دماغ اور اختلال حواس میں الہ دین کی ہمت میں آیا کہ کوئی نامعلوم خوف بہو اور اسنے بہت کوشش کر کے اسے تسکین دے ڈھلایا۔

الہ دین: "راہیڑے رفیق کو پہچان کر الہ دین کیا تم میرے وفادار ابراہیم ہو۔ ابراہیم: "ابا بانی تو رکھا ہوا یہ کہ وہ میری طرف جھپٹا اور ایک روہاں تر کر لایا اور اپنے نوجوان آقا کی گہم پیشانی پر رکھا بعد ازاں اسنے ایک پیالہ پانی سے پیرا اور الہ دین کو پلا دیا۔ ابراہیم نے یہ خیال کیا تھا اسنے بھی زیادہ جلد پانی کا اثر ظاہر ہوا اور الہ دین کے چند لمحہ میں بالکل ہوش و حواس درست ہو گئے اور اسنے چاروں طرف دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ اس کمرہ میں نہیں ہی جمین کھانا کھایا تھا بلکہ سونے کا کمرہ ہے۔

ابراہیم: "چلیے جلد چل دین ہنوز وقت باقی ہے۔ میں پھر آپسے عرض کرتا ہوں کہ آپ خطرات سے گھرے ہیں۔

الہ دین: "ابن کیا فی الواقع فریب دیا گیا بیشک ضرور دھوکا دیا گیا اور اسنے فوراً تلوار کا قبضہ ٹٹولنا شروع کیا۔

افسوس وہ اپنی تلوار نیام سہی باہر نہ

ابراہیمؑ: اے جناب چلے آئیے اب وقت
توضیح حالات کا نہیں ہے، کئی تلوار پھر آپ کے
اختیار میں ہو گئی ہے، افتد کرے بوقت ضرورت
اسکے اوٹھانے کی آپ کو طاقت ہو۔
نوجوان ترک: "ہاں اب مجھ کو طاقت ہو
اب میں اپنے آپ میں ہوں۔"

الہ دین اور اؤسکے رفقا کمرہ سے باہر
نکلے حافظ رشتی لیے ہوئے تھا یہ کمرہ ایک ایسی
پرکشتا تھا جو الہ دین کو یاد تھا کہ اسی کمرہ سے
ٹلا ہوا ہی چان دعوت ہوئی تھی اس کمرہ کا
دروازہ کھلا ہوا تھا رشتی جل رہی تھی
اور ستر خوان بھی ویسا ہی چا ہوا تھا جیسے
ادسوقت تھا جبکہ الہ دین اسے تھماتا کمرہ
میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مرصہ دست و پا بستہ
ایک صفت پرٹری ہو چکے مار و لطف رسیان
جگڑی ہوئی تھیں تاکہ وہ جنبش نہ کر سکے۔
الہ دین: "اپنے رفیقوں سے خطا کیا ہے؟
اگر تھے غلط فہمی کی ہو تو یہ اس قانون پر
جو روستہ کرتا بہت خطرہ آگاہ ہو گا۔"

عرشہ شہر و درناک آواز سے الہ دین کیا
تھارا دل ایسا سخت ہو گیا کہ تم میرے ساتھ
یہ بدسلوئی دیکھ سکتے ہو؟

ابراہیمؑ: "اے حضور پر اے رسول چلے آئیے
ہم خوب جانتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں
نوجوان ترک کو ان الفاظ سے یقین ہو گیا

کہیں سکا اسنے اور زیادہ زور کیا مگر وہ اس طرح
سخت جھپٹی ہوئی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تلوار
اور نیام ٹکڑا ایک ہو گئی ہیں۔ اس نے یہ کیا بھید
ہو دیکھنے سے عقدہ حل ہو گیا ایک تار قبضہ
اور نیام کے اور حصہ میں اس طرح بندھا ہوا
تھا کہ تلوار نیام سے وصل ہو گئی تھی اور
جنبش نہ کر رہی تھی۔

ابراہیمؑ: دیکھئے میں کھولے دیتا ہوں کہونکہ
شاہد ہم یتیم کو قبل اوس بوج چھوڑنے
کے ہتھیار دینی ضرورت ہو۔"

الہ دین: "حافظ کہاں ہو؟"
یہ سوال کیا ہو گیا تھا کہ دروازہ کھلا
اور حافظ نمودار ہوا۔

ابراہیمؑ نے پوچھا: "کیا اسکو قید کر لیا
ہے؟"

حافظ: "ہاں مکارہ کو حراست میں کر دیا
اور اسکے ظاہری سینے میں نوکر کے
بھی ہاتھ پیر باندھ دیے گئے ہیں کہ کچھ نقصان
نہیں پہنچا سکتا۔ صرف ساتیس کو پکڑنا
بانی ہے۔"

ابراہیمؑ: ہم اسکو بھی پکڑ لینے بشرطیکہ قری
قرین کے اگر وہ قبل اسکے کہ ہم اس بوج
کے حدود سے باہر ہو جاوے نہ ٹوٹ پڑیں۔
الہ دین: "قری قریمان؟ اس نے کیا یہ ممکن ہے
اور وہ قانون لیجئے جسے جبین مرصہ؟"

اب نوجوان ترک کو دریافت حال کا موقع ملا جسکا وہ عرصہ سے خواہشمند تھا اور ملا اسکے وہ آسائش سے آرام نہ کر سکتا تھا رات کی ہوا میں گرم غنائی سے جو کچھ بھی ہی غفلت الہ دین پر نہی وہ بھی رقع ہو گئی اور سوا حریف در در کے تشہ کا اثر جس سے وہ ہونچا گیا تھا اور سپر باقی میں ہا ابراہیم و حافظ کسی طرح اس سے اخلا راز نہ کرنا چاہتے تھے پس قبل سونے کے انہوں نے جو ان آقا سے سب کیفیت جس طرح سے ہٹھا رہے کے منہ سے دفعہ لے اختاری کے ساتھ ایک آواز نکل پڑی اور جس طرح ابراہیم نے اوسکی وجہ پوچھی اور اسکو رشوت دی اور جس طرح پہناتنے کے لیے جال پھیلا یا گیا بتا بیان کی۔ نوجوان الہ دین نے اپنے دونوں رفقا کا ان حسن خدمات کے بابت شکریہ ادا کیا اور بالخصوص ابراہیم کی فراست اور ہوشیاری کی تعریف کی بعد ازان وہ سو رہا اور خواب میں قراقون کو اور مکار مرصہ کے خوبصورت چہرے اور اوسکی بڑی سیاہ چمکدار آنکھوں کو سنہری رونق سے اپنی طرف نگاہ کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔

باب بیجم قیری قرمان

شام کا وقت تھا اور ایک سایہ دار

کہ استفسار حالات کی فرصت نہیں ہوا وہ اپنے رفیقوں کے ہمراہ جلد جلد سیر طہ سے اوڑھ آیا دے مین میں ہو کر اصطلح کو گئے اور اوسکے ایک کمرہ میں وہاں کے سائیس کو بیٹا بہت نکل رہا تھا وہاں سے ابراہیم نے ذکرہ کا دروازہ بند کر کے اور کٹھنی پیر ہا کر "اس سے زیادہ فکر اس شخص کی کرنا بھوکو ضرورہ نہیں ہے" تینوں گھوڑ و پیر کا کھلی بکھی گئی اور وہ مین لائے گئے۔ حافظ نے ایک بڑی سی کبھی نکا لکر عظیم الشان بیٹا ملک کا قفل کھولا اور دم بھر مین تینوں مسافر برج کے حدود سے باہر ہو گئے۔

ابراہیم نے اب بھوکو میر و با گھوڑے بگانا چاہیے کیونکہ بھوکو بالکل معلوم نہیں ہو کہ قریب وہی سے ہم کس مقام پر آ گئے۔ غمناک بنے گھوڑے خیر کئے اور آدھ گنڈ سے زیادہ یہ لوگ گھوڑے بھٹکتے چلے گئے یہاں تک کہ ایک قبیلہ کی عمارت نظر آئی وہاں ایک عمدہ سرائے میں پہنچے۔ اس کے سب لوگ سو گئے تھے۔ دروازہ کھٹکٹانے پر نئے مسافر ونگی آمد کی خبر ہوئی۔ گھوڑے اصطلح میں بانڈو گئے اور الہ دین اور اوسکے ہمراہوں کے واسطے حسب قیثت کمرہ دیئے گئے۔

جنگ کے ہاتھوں میں مقید ہو گیا ہر گاہ
 قری قرامان اس بارے میں بھی میرے
 دلوں طرح طرح کے شکوک ہیں کیونکہ ایسا
 ہوتا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو بات کی
 خبر ہو چکی ہوئی۔ مرہ ایسی عورت نہیں
 ہی جو خوشخبری پہنچانے میں توقف کرے
 غازی یہ بلا شبہ کوئی قوی باعث اس خبر
 کے پہنچنے میں توقف کرنا بتایا جائیگا کیونکہ
 کل بندش ایسی اچھی طرح کی گئی ہے کہ
 ناکامی غیر ممکن ہے۔

قری قرامان یہ ہم کسی کام کے تین ہیں
 کہ اپنی رفل اور بدوق کو والد یا ہے اور
 سازشیں اور بیوقوفانے کام لیتے ہیں۔ میں
 بذاتِ خاطر اس قسم کی لڑائیوں میں کم
 ہستگار کہتا ہوں۔

غازی میں پھر کہتا ہوں کہ جہاں اس
 بندش کے بہت خوب تجویز کیے گئے تھے مگر
 تھے ایسی بیصبری سے ان مراتب کو
 سنا جب میں نے انکو پہلے بیان کیا تھا کہ
 جملہ عجب ہو کہ تم اب تک انکو نہیں سمجھے۔
 سردار! اچانک مجھے تفصیل داریاں کرو
 جس سے تمہاری شکست کی ہر طرح پر
 مفاتی ہو جاوے۔

ناکامی یہ عجب لڑائی ختم ہوئی میں اپنے
 دوزخی رفقاء کے ہمراہ بھاگا اور ان کو

موقعہ پر وہ شخص گھاس پر لیٹے ہوئے تھے
 دونوں شخص قراؤن کا سالباں پہنے
 ہوئے تھے عمدہ پوشاک والا قری قرامان
 تھا اور دوسرا شخص غازی تھا۔ قری قرامان
 کے پہرہ پر ایک قسم کا لال تھا اور غازی
 کے بشرے سے ناٹمیدی برستی تھی گویا
 اب وہ یہ سمجھتا تھا کہ سردار کی رائے میں
 میری اب وہ وقت نہیں ہی جو پہلے ہی بعد
 بہت سی گفتگو کے جو پیشتر ہو چکی تھی اب وہ
 دونوں ساکت تھے آخر کار خود قری قرامان
 قفل خاموشی توڑا۔

اکو پیتان غازی میں بہت بار بار
 کہتا ہوں کہ یہ سب محکوم و خیال معلوم ہوتا ہے
 کہ تمکو اور تمہاری پانچ ہزار ہوں کو تین ترکوں
 نے شکست فاش دی۔

غازی میں نے آپس پہلے ہی عرض کیا وی
 حکم اقتاعی جو اپنے ہمارے سخاوت کی بات
 دیا ابتداء نہایت مضروب ہوا۔

قری قرامان تو تمکو اپنا ہتھیار استعمال
 کرنا چاہیے تھا۔ محکومہ دین کی ذات سے غرض
 تھی زندہ ہو چکیا مردہ۔

غازی سنو کیتان ایک بعض آدمیوں
 نے اسے ہتھیار استعمال کیے مگر بہت
 انکو ختم کاری ہو چکا اور دوسرے یہ کہتے ہیں
 مجبور ہوئے لیکن اب نوجوان الہ دین ہمارے

دھوکا دیکر

غازیؒ میں جلد بُرج میں پہونچا اور وہاں ضروری باتیں بتائیں بعد ازاں میں ساگتا ہوا یہاں پہونچا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنے جو امر کیتاں کو معصفت درجن بہادر وں کے یہاں ضرور پاؤنگا۔

قیری قرامانؒ اور ان نصف درجن جو انکو جنگو میں اپنے ہاڑی قلعوں سے اپنے حصہ کا کام انجام دینے کے واسطے لایا تھا عجلت کیوجہ سے تمہارے کہنے کے مطابق میں نے انکو بُرج پر ان لوگوں کے گرفتار کرنے کیلئے بھیج دیا غالباً جنگو ایک لمحہ میں یہ خبر ملے کہ سارہ منگر لیا اُس بُرج پر سفر کر رہی ہے اگر میرے دلیر ہمراہی اسوقت تک نہ پہونچے تو میں اسکو کیونکر قید کر سکتا ہوں۔

غازیؒ اگر سارہ منگر لیا صرف اپنی پیش خدمتوں کے ہمراہ آئی ہو تو بالیقین ہم اور آپ انکو گرفتار کرنے اور ہارون کی طرف لے بھاگنے کیواسطے کافی ہیں۔

قیری قرامانؒ اور اگر ٹوٹری صلاح پر عمل کر کے سارہ منگر لیا کیسقدر محافظہ کیا گیا ہو۔ غازیؒ درست ہی لیکن اپنے اپنی تدابیر کیوجہ سے ایسی کم تصریح کی ہے کہ میں مشکل سے کوئی صلاح یا راستے دے سکتا ہوں۔

ہاڑی جوت تک حفاظت پہونچا کر میں نے اپنے گھوڑے کو ایسا بکٹ بٹکایا کہ تعاقب کا اندیشہ جاتا رہا۔ مجھوپلے سے معلوم تھا کہ مرحہ خاتون بُرج کی طرف سفر کر رہی ہے پس میری ذہن میں یہ بات گذری کہ اگر میں کیسطنیہ پر نہوجاں اور دین کو مرحہ خاتون کے راستہ میں لے آؤں تو غالباً وہ اسکو دم دیکر بُرج میں لے آدر اسکو چند گنٹہ تک وہاں روکے رہے تاکہ میں آگے پاس آؤں اور حیدر لوگ آگے ہر اذہن انکو ترسی سردار دراد کے رفقاء کے گرفتار کرنے کے لیے بھیجوں۔

قیری قرامانؒ یہ تدبیر تو بُری نہ تھی مگر اسکا انصرام۔

غازیؒ بقیہ حالات سنو ایک دہقان کا سالباس پیکر میں تراسے پر بیٹھا مجھوپلے سے معلوم تھا کہ مسافر اس غریب ملک میں ضرور ایسے موقع پر ٹھیک راہ دریافت کرے گا چنانچہ جیسا میں نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا میں نے انکو وہ راہ بتادی جسکی انتہا پر مجھوپلے سے یقین تھا کہ مرحہ خاتون مع اپنی پیش خدمتوں کے آرام کر رہی ہوگی اب یہ کہنا لا حاصل ہے کہ اس عجلت کی ملاقات میں جو مجھ سے اور مرحہ خاتون سے ہوئی انہوں نے میری تدبیر کو پسند کر لیا۔

قیری قرامانؒ اچھا مسافروں کو یوں

چند منٹ میں ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا اس مقام پر پہنچا۔

کیتان نے کہو مسعود کیا مژدہ لائے ہو؟
 شخص نے کہوڑے سے گوہر ایک معنی کر کے
 تو خوشخبری ہو دوسرے منٹ سے قابل
 اطمینان نہیں ہے۔

قیری قرمان نے صفات صفات بیان کر دے
 مسعود نے ایک نوخیز مرد پارہ غرت جیسا
 علیہ ہی ہو جو اپنے بیان کیا تھا ابھی
 گھوڑے پر سوار شاہد شرف سیہان سے

ایک گنڈہ کی راہ پر جا رہی تھی اور اس کے
 ساتھ دو پری پلکے چھو کر بیان کیا
 بر سوار تھیں۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے
 دیکھتا رہا۔ مگر بجائے اس کے کہ کسی طرح

پر جاؤں فقارے پائیں ہاتھ کو دھکیلیں۔

قیری قرمان نے لاجول والا قوہ ابھی
 بجائے اس کے کہ گاؤں تک جاؤں قبیلہ میں
 ٹھہر جائیگی اور وہاں سے محفوظ رہیگی اور
 سراسر کا بہتیارہ ادھین محافظ ساتھ لینے

کی صلاح دیوے گا اور اس کے دماغ قیری قرمان
 کے ہولناک قصوں نے بھر دیا۔

ڈاکو سردار گھوڑی دیر تک غم و غصہ کی
 حالت میں ٹھہرا ہوا کبار کی کچھ دلیلیں منصوبہ
 کر کے مسعود کی طرف لوٹ پڑا اور کہنے لگا کہ
 ”میرا لباس تو زیب پر کر اور اپنا مجھے دیدے“

قیری قرمان نے میں اپنی ماتحتوں سے کوئی

صلاح یار اے نہیں چاہتا میرا کام حکم دینا ہے
 اور ادھکا کام تعمیل کرنا میں جسے اول ہی
 کہہ چکا ہوں کہ جب تمکو اور تمہارے ہمراہوں کو

اللہ دین بے اور اس کے رقتا کو جو قارہ
 سے نفس کی طرف جانو لے تھے گرفتار
 کرنے کے لیے میں نے روانہ کر دیا تو میں
 خود اپنے ہمراہوں کے ساتھ لیلی اور اس کے

ہمراہ بیان کو جبکہ دے منکر گیا سے نفس
 کی طرف جاتے تھے گرفتار کرنے کے لیے
 اس موقع پر مقیم ہوا۔ اس سے اجھا
 اور کیا انتظام ہو سکتا تھا تاہم ان جملہ عزائم

میں ابتری ہو گئی۔ تمہارے گروہ سے
 شکست کمانے میں اپنا دستہ فوج برج
 کے پیچھے پر مجبور ہوا تا کہ وہ حصہ اس فہم کا
 تکمیل کو پہنچاؤں جس میں تم ناکام رہے

غنائی نے ہکو امید کرنا چاہیے کہ اللہ دین
 برج میں گرفتار ہو چکا ہو گا اگر کیا اشارہ منکر گیا
 کے بابت کوئی بات ایسی نہیں ہے۔ میں
 لر سکون۔ کہیے تو میں سوار ہو کر ٹرک تک

جاؤں اور دیکھتا ہی رہوں۔
 قیری قرمان نے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے
 ٹرک کو بلا کر ان کے چوڑ دیا ہے مگر دیکھو یہ
 شخص آ رہا ہے جسکو میں نے نگرانی کی واسطے
 قرر کر دیا تھا؟

تین وہاں ایک چراغ جل رہا تھا مگر کمرہ خالی تھا۔ ڈاکو نے اندر کے دروازہ کی طرف کان لگا یا بجز خاموشی کے کچھ معلوم نہوا۔ اون لوگوں کے دہسے نرم خراٹوں کی آواز برابر آرہی تھی جو ظاہر امان سمجھتے۔ اب قیری قرمان نے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالی اور خیر نیام سے نکال کر نہایت آہستگی سے اس کمرہ میں داخل ہوا جہاں پیاری بلی ایک مسہری پر خواب ناز میں تھی اور اسکی خواصین اس کے قریب پلنگہ پر سو رہی تھیں۔

باب ششم

ستارہ منگرلیلیا

لیٹے اسوقت جبکہ قیری قرمان نے آہستہ سے دروازہ کمرہ کا کھولا تو واقعہ سو رہی تھی اسکی اسوقت آنکھ لگی تھی بلکہ اس نیند کو نیم بیداری کہنا چاہیے کیونکہ نوم غرق نہ تھا وہ دروازہ کھلنے سے تین چوٹکی بلکہ شاید اسے آواز ہی نہیں سنی مگر خیزد میں اسکو یہ معلوم ہونے لگا کچھ عجیب و غریب معلوم واقعہ ہو رہا ہے مگر جب وہ سیکھنے پر تیار ہوئی اسنے تو ایسی آنکھ کھولی کہ اسنے عمل ایسا خفیف تھا کہ قیری قرمان کو اسکی خبر نہیں ہوئی کہ بلی کو کافی طور پر محال ہو گیا

چنانچہ لباس تبدیل کیا گیا اور قیری قرمان غازی کو چند باتیں بتا کر ڈاکو کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس قصبہ میں پہونچا۔ جہاں مسعود نے بیان کیا تھا کہ ستارہ منگرلیلیا مع اپنی دو پیش خدمتوں کے گئی ہے۔ ڈاکو سیدھا سرے میں پہونچ کر اپنے گھوڑے کے لیے جگہ چاہی اور گھوڑے کے چارہ و دانہ کی خبر گیری کے بہانہ سے وہ اہل بطن میں گیا جہاں تین گھوڑے جیسا کہ مسعود نے بیان کیا تھا بندھے ہوئے پائے کھینچے ہوئے یقین ہو گیا کہ وہ لوگ جنکی آنکھ تلاش تھی سرے میں موجود ہیں۔ اسنے ایک تھلی کے کمرہ کی درخواست کی اور ملازم سرے سے جو اس کے واسطے کہا نا لایا تھا ایللی اور اس کے ہمراہیوں کی بابت بیغضمانہ طور پر دریافت حال کیا سرے واسطے پورا حال کہہ سنایا دو گنڈہ گزر گئے اب آدھی رات کا وقت تھا اور سرے میں ہر طرف خاموشی تھی۔ قیری قرمان نے ایک ٹکڑا سیاہ استر کا مسعود کے کمرے سے جو خود پہنے تھا چاک کیا اور اس سے ایک نقاب اپنے چہرہ کی واسطے بنائی اور آنکھوں کی جگہ پر سوراخ رکھے یہ نقاب لیکر وہ چپکے سے اپنے کمرہ سے نکلا اور اس کمرہ کے برآمدے میں پہونچا جہاں ستارہ منگرلیلیا اور اسکی خواصین مقیم

کہ وہ بڑے خطرہ میں تھی۔

جون ہی اسکو یہ یقین ہوا کہ کوئی شخص

سلح نقاب پوش جبکہ سے کمرہ میں آیا وہ نہ تھا

بالکل جاگ پڑی مگر اسے اپنی آنکھیں بند

رکھیں اور کوئی جھپٹ یا حرکت ایسی نہیں

کی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سب کچھ دیکھ

رہی چنانچہ اس نے اپنی سانس کو روکا یا تبدیل

کیا۔

اسکا کمرہ ایسا دور تھا کہ اگر وہ اس طرح

چلائی کہ سر اس کے اور اس خاص تک آواز

سہونچتی اور وہ اسکی مدد کو دوڑتے تو یہ

ناممکن تھا اور اس نے یہ بھی سمجھا کہ اگر میں نے

ایٹوم سے ذرا بھی آواز نکالی تو ایسی وقت خطرہ

ہو جائیگا۔

پس اسکو انہی بچاؤ کے لیے سواے

سوتا بننے کے اور کچھ تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔

یہ امر کہ نقاب پوش آدمی لوٹنے کی غرض سے

آیا ہو اس کے آہستہ داخل ہونے اور احتیاط

سے چند ساعت تک دروازہ واپس کھڑی

ہو کر آہٹ لینے سے کہ کمرہ والے سو رہے ہیں

یا نہیں ظاہر تھا۔

قری قرآن بلا آواز پر دنگی چاب کے

وہ مسہری تک پہنچا اس میں کئی لمحہ صرف ہو

حصین انسان باپچ چہ مرتبہ سانس

لے سکتا ہو مگر لیلے کو اتنا وقت عمر نوح

معلوم ہوا۔ شخص نقاب پوش در قریب آیا

خاتون منگ لیا کو ذرہ برابر بھی آنکھ کھولنے

کی جرأت نہ تھی اور مجرود دیکھنے کے اسکو یہ

معلوم ہوا کہ اس شخص کے ہاتھ میں خنجر اس طرح

پہنچا کہ اگر اس نے مجھے جاگتا ہوا جانا تو فوراً

بھونک دیا۔

غرض کہ وہ اور غافل سوتی ہوئی معلوم

ہوئی اور قری قرآن اور نزدیک مسہری کے

پہنچا وہ اسکے اوپر جکا پھانٹا کہ ڈاکو کی

سانس کی ہوا ایلے کو اپنے رخسار و پر محسوس

ہونے لگی۔

اسکا ایک نازنین ہاتھ مسہری کے

ہاتھ اور اسکی ایک نازک انگلی میرا ایک

انگوٹھی عجیب و غریب ساخت کی تھی جس میں

صرف ایک نگ جڑا ہوا تھا یہ نگ یا قوت

رمانی کا تھا اور اس پر ایک صفر کندہ تھا۔

شخص نقاب پوش نے ہلکے سے انگوٹھی پر

ہاتھ ڈالا اور بہت آہستگی سے اس کے اس

نازنین ہاتھ سے انگوٹھی کو اتارنا شروع کیا

لیلے کی واسطے یہ بہت ہی نازک وقت تھا

مگر وہ اتنا دل مضبوط کیے رہی اور ذرا بھی

حرکت نہ کی نہ اس کے خزانوں میں جو ایک

علامت سونکی ہو سی طرح کا فرق آیا۔

غرض کہ انگوٹھی انگلی سے اتار لی گئی

اور قرآن کو لباس کی خفیت جنبش سے لیلے

کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مسہری کے پاس سے
ہٹ رہا ہے۔ اب لیلیٰ کو ذرا آنکھ کھولنے
کی جرأت ہوئی اور اسکو معلوم ہوا کہ باہر کل کر
قیری فرمان نے چیکے سے دروازہ بند کر لیا
اور چند لمحہ کے بعد اسکو یقین ہوا کہ وہ باہر ہو گیا
ہے۔ اشارہ منکر لیلیٰ نے اپنی پیش خدمتون کو
آواز دینے کا قصد کیا مگر دفعتاً اسکو غش آگیا
اور جو اس خیمہ محفل ہو گئے۔

کئی گھنٹہ تک وہ اسی حالت میں ہی
کیونکہ جب اسکو ہر کچھ کچھ ہوش آنے لگا چراغ
گل ہو گیا تھا اور آفتاب کی کرنیں جھلک رہی تھیں
اندر اور پردوں کے شکاف میں پڑتی تھیں
لیلیٰ اہستہ اہستہ جاگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سنو
خواب پریشان دیکھا ہے جسکا مضمحل اور حواس
کرنیوالا اثر پھر باقی ہے وہ دیر تک ساکت
پڑی رہی اور مشکل سے اپنے خیالات کو جمع
کر سکی بالآخر اسے اپنا ہاتھ اٹھایا اور دیکھا
کہ آنکھ کھلی غائب ہے۔

غرض کہ اس نے اپنی پیش خدمتون کو جو دم
گزشتہ کے سفر کو جس سے غافل سو رہی تھیں
جگایا اور دونوں پیش خدمتون کو خوف
پیدا ہوا کہ کچھ مصیبت کا سامنا ہے کیونکہ
انکی نوجوان مخدومہ کی آواز خوف اور
گھبراہٹ سے بھری ہوئی تھی وہ اس کے پاس
آئیں اور اس کے زرد چہرہ کو دیکھ کر بیت قول

ہوئیں لیلیٰ نے اپنا قصہ زبیدہ اور آمنہ سے
نہایت گھبراہٹ کی آواز اور ٹوٹے ہوئے
جملوں میں بیان کیا اور انہوں نے بہت
خوف سے سن لیلیٰ کی گفتگو سے انکو یہ معلوم
ہوا کہ وہ انگلش سروسقہ کو اور انگلشوں کو
سے جو اس کے پاس بہتین زیادہ عزیز کہتی
تھی۔ یہ خبر پیش خدمتون کے واسطے بالکل
نئی تھی کیونکہ لیلیٰ نے کبھی ایسا ذکر اس
انگوٹھی کے بابت اُسے نہ کیا تھا اور
فی الواقع جہاں تک انکو یاد تھا انہوں نے
بہت تھوڑے عرصہ سے اس انگوٹھی کو
اپنی مخدومہ کی انگلی میں دیکھا تھا۔

زبیدہ نے کیا آپ اس بد معاش کو دوبارہ
دیکھنے پر بھان سکتی ہیں؟
لیلیٰ نے نہیں۔ میں نے اسکی صورت نہیں
دیکھی اسکا قد لانا اور جہاں تک کہ میں
سمجھتی ہوں دُبلتا تھا۔

آمنہ نے کبیرا کر پوچھا اور حضور
اُسکا لباس۔

لیلیٰ نے میں اس کے لباس کو بیان نہیں
کر سکتی شاید گرجی شہر والوں کا سا تھا۔
زبیدہ نے چلو اطلاع کریں شاید قزاق
ابھی سرائین ہو۔

آمنہ نے ہاں حکام کو بلانا چاہیے تقیش
اور تلاش ہونا چاہیے۔

لیلیٰ: ”جھکو لیڈین ہے کہ تلاش کرو کہ فائدہ نہ لگا“
 ”نہ سہرا آئے نہ سہری“ غلین بچا ہوا ہے لیلیٰ
 کی غلین بچا ہوا ہے۔
 سہرا: ”جھکو لیڈین“ تم جانتی ہو کہ میں اس طرح ہوں
 سہرا: ”جھکو لیڈین“ تم جانتی ہو کہ میں اس طرح ہوں
 کم تو جہان کو گون کو ہو۔
 لیلیٰ: ”جھکو لیڈین“ حضور میری سہرا پر عمل کرتی ہو اور چند
 جہان کو گون کو ہو۔
 آئندہ: ”با حضور میں آتی در تہک۔“
 لیلیٰ: ”میں خیال کرتی ہوں کہ اگر ایک قوت
 یہی میری محافظت ہوتی تو اسکی محافظت نہ کی جاسکتی
 بدستوری سے جو نتیجہ آتا ہے سہرا کی کارہی کی اولاد
 نقصان سے بچانے کو کافی نہ ہوتی۔“
 لیلیٰ: ”مگر کیا حضور یہ سہرا کا کہ سہرا کے والے
 سے اس واقعہ کی اطلاع کر دی جائے۔“
 لیلیٰ: ”میری غرض اس طرح سفر کرنا ہے کہ کوئی
 جھکو لیڈین کے اگر میں سہرا کے والے کو مطلع کروں
 وہ سہرا کی نیکی نامی کیلئے پوری تحقیقات کر لینگا
 اور حکام سے مدد چاہیگا اسوقت شاید جھکو لیڈین
 کہ کسی شخص کو اس انگوشے کے اپنے قبضے میں لائیں
 کیا غرض یہی اور میں یہ بتانا نہیں چاہتی پس
 ہر پہلو پر غور کر کے میں ہی مناسب تصور کرتی
 ہوں کہ کچھ دوستی اس نصیب کو برداشت نہ کروں
 زبردہ: ”تاہم اس طرح نصیب کو برداشت نہ کروں
 لیلیٰ: ”مگر بڑی نصیب ہے کہ نہ درستی ایسی ہی

دلت بھرتی ہو کہ غیر اس کے کو چارہ نہیں ہے پس میں
 جھکو لیڈین گاہ کیے دیتی ہوں کہ اس نقصان کا ذکر کسی
 نہ کرنا ہم نفس کو بچائے اور یہ سبق جو تھے یا اس
 اس نتیجہ یہ ہو گا کہ آئندہ زیادہ ہو بخاری نہ ہو
 لیلیٰ: ”میں نے یہ کہہ کر کہ تہہ مہر دھریا د کہہ کر
 تر نیلے بعد اسے حکم دیا کہ گھوڑے سفر کیواستے تیار
 یہ جادوین اب سہرا کے والے نے نہایت ادب
 سے اپنے جہان سے گفتگو کر تھیں اجازت چاہی
 اور لیلیٰ نے اسے اسکو کہنے کی اجازت دی۔
 سہرا: ”والا“ میں سمجھتا ہوں کہ حضور کا ارادہ
 صحت اپنی خواہشوں کے ہمراہ سفر کرنا ہے میں
 نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ یہ طریقہ نہایت نا
 سہرا: ”مگر کیا حضور یہ سہرا کا کہ سہرا کے والے
 لیلیٰ: ”صاف صاف بیان کرو۔“
 سہرا: ”والا“ کیا آپ ایک شخص کا ذکر نہ کرنا ہے جو
 ایک اعتبار سے شہرہ آفاق ہے میری سہری میں نہ ہونے
 لیلیٰ: ”یقیناً تم قری قرمان کا ذکر کرتے ہو۔“
 سہرا: ”والا“ حضور بلاشبہ اسکا ذکر کرے وہ وہ
 اسے گروہ کہہ کر معاش اشران اطراف میں آئے ہیں
 لیلیٰ: ”کیا یہ ممکن ہے کہ خوفناک قری قرمان اور
 اس کے ہمراہی آجکل اس ضلع میں ہیں۔“
 سہرا: ”والا“ حضور وہ آجکل موجود ہیں۔“
 لیلیٰ: ”مگر مجھ سے تو بیان کیا گیا تھا کہ اگر میں اس
 راستہ سے سفر کروں تو اسکی دھڑا مار سے ایسی خوفنا
 رہی ہوگی کہ گویا ایک فوج میرے ہمراہ تھی بلکہ یہ بھی

نچے کھینچ لیا اسکا سامتی اسکی مدد کو دوڑا
 کر شیر کے اپنے دو سر نہن پر ایک ہتھ چڑھا کی
 اس عجیب کیفیت خوف اور ہشت کی
 ہتی بھڑ پھوٹو ٹوٹکی آواز ہو امین گونجی ہنگامی
 زخمی ہوا اگر جان سے نہیں مرا اختلاف اسکے یہ
 معلوم ہوتا تھا کہ چونے کھانے سے اسکی ہڈیاں
 قوت اور زیادہ ہو کر اسکی کیفیت جنون کی سی
 ہو گئی تھی۔ اگرچہ بھی اس طرح اپنے گھوڑے کھینچا
 کہ گڑا بجلی سے گزرتا ہوا اسکی اسکو خاک زمین
 پر پھونچا دیا اور دو ٹون کے زخمی گھوڑے بلا
 سوار دھنکے کو دے اور اس طرح برے خاصا
 بھاگے کہ گڑا ہوا کے بازو پر جا رہے ہیں لیلی
 اور اسکی ناک تیز آوازوں کے گھوڑے کی لیے
 بھڑکے اور بے اختیار ہو گئے کہ جدھر جا رہا تھا
 بھاگ کر اس تمام گڑبڑ میں چڑھتا تھا ایسی سرعت
 سے ظہور میں آئے تھے جیسے ہشت کی سولی گڑبڑ میں
 لے در لے منڈی کھاتی ہو ایک در بندہ و قلی آواز
 ہوئی اور شیر زخم کاری کیو جیسے بہت زور سے
 گریز کر رہے ہیں بل گرا اسکے بعد ایک گویا سی
 تار اندازی سے قیر ہوئی کہ سیدھی شیر کی گھوڑی
 آواز تھنی گئی اور تین سوار مخ قہر کو دے ہو پوچھ
 اس اثنا میں لیلی کا گھوڑا کچھ بھڑا اور
 گواہ وہ اس موقع سے جان یہ خطرناک مقابلہ
 ہوا تہایت فاصلہ پر تھی آئے ان لوگوں کی آواز سی
 اور اشارے دیکھتے جو یہ تیار ہے تھے کہ خطرہ

اور آئندہ اس خبر سے مخالف ہوئیں اور خود لیلی
 متردد ہو گئی۔ پس یہ اسے قرار پائی کہ دوسرے کو
 بطور محافظ کیا جائے۔ لیکن اس پر بھی انتظام عمل پیرا
 تھیں۔ بجے شام کو لیلی کو اپنے ہتھوڑے
 ہمراہ دو مضبوط گھوڑوں کے روانہ ہوئی کچھ شہر کے
 ایک گشت گزار تھا کہ لیلی کو دو فضا معلوم ہوا کہ کہیں
 سے دلی ہوئی غارت گزراؤ کی جیسے اپنے گھوڑے کی
 باگ کھینچی اور ایک لمحہ میں اسکی زبان اور جھانڈا
 جو چند قدم چلے گئے اسے پاس پہنچے تھے اور
 آئندہ یہی وہ خوفناک آواز سی اور آواز ہوا
 خون کے سفید ہو گیا لیکن گریہوں نے جلد ہی سے
 تسکین اور دلاسا دیا اور اس طرح یہ گھوڑے ہو گئے
 کہ عورتیں ان کے پیچ میں ہو گئیں انکی پستولیں پھیری
 تھیں تاکہ میں تھی اور وہ انکی پاز پھاڑا کھارہ و لطف کھینچتے
 چند ساعت تک مردہ کی
 سی خاموشی چھائی رہی بعد ازاں دھنکات تھیں
 ہولناک آواز فٹل پیچ بھڑپے اور گرج شہر کے
 آئی اسکے بعد فوراً ہی درختوں کے اندر کھڑکڑا ہوا
 معلوم ہوئی اور انکوں کے بتوں کی آڑ سے یہ
 عجیب الحقت جانور پاس والے گرجی پر دپکا
 اس شخص کے دو سپوٹوں کی آواز کا جو کان میں
 کے برابر لاسے تھے ہوا امین گونجی زبردہ اور آئندہ
 پیچ اٹھیں اور غالباً لیلی کے منہ سے بھی دھنکناک
 آواز نکل پڑی اور انکے گھوڑے بالکل بے
 اختیار ہو گئے اگرچہ شیر نے اسکے گھوڑے

رفق ہو گیا۔ زبیدہ اور آمنہ جو حق شہسوار ہی میں
اپنی خدمت سے ہم بلا تھیں اپنے گھوڑوں سے مضبوط چھوڑ
رہیں گو گھوڑے انکو رکی ٹھوکتیں لے کر تھکا چکے
ہوئے ہمارے قتلے جس سے دونوں کی پوشاک بھی سیقت
چھٹ گئی تھی یہ کچر زیادہ خیال کے لائق نہ تھا
بلحاظ اسکے کہ وہ اپنی جانے صحیح و سلامت چکیں
اور سو آئینہ و نموش کے انکے اور کرنی کو روک دیا۔
ان تین سواروں میں سے سربراہ وہ
شخص جو ایسے وقت میں کام آیا تھا اپنے دو نو لہ
چراہیوں کو جلد جلد کہلاتن تاکر لیل اور اس کے بعد
پاس جواب مجتمع ہو کر ٹوٹے سے فاصلہ سے ٹرک پر کڑی
تین دوڑا۔ یہ شخص ایک نوجوان ترک تھا جو نہایت
اوجہ سے کام کر کے اور نسکین اور دلا سے کی مائیں
اکمک مستورات کی طرف خطاب کر کے ٹوٹے سے فاصلہ
تھا۔ اور دین تھا اور اسکے دونوں چراہی براہیاد حافظہ
لیل نے الہ دین کا سنتا شکر
اداکس اور افسوس کے ساتھ دونوں گرجوں
کا حال بوجھا جو اسکے محافظ تھے۔

الہ دین نے میں آگے یقین دلا سکتا ہوں کہ
دونوں زندہ ہیں مگر زخم کاری لگا ہے۔
میرے دونوں چراہی انکی مدد کر رہے ہیں۔
لیل نے جواب یہ تو فرمائیے کہ میں دیر ہی تو نہیں
انکی کچھ مدد کر سکتی ہوں غائبانہ خون کی بندش آپ کے
چراہیوں کی یہ نسبت بہت اچھی طرح کر سکتی ہوں
کیونکہ یہ چارہی جس نسوان کا کام ہے۔

الہ دین نے میری آدھی نگرہنگ جہل میں اسکا
ساتھ تھوڑا سا زخم کی بندش کرنا انکے واسطے
کوئی نئی بات نہیں ہے آپ میری دلی تمنا
میں سے موافقہ فرمائیے۔
یہ شخص نے فرمایا ہواں الہ دین بہر حکم
سلام کر کے اپنے گھوڑے کو بڑا اور تلی اندلی
پیش قدمی کے پاس سے گھوڑوں کو رانا
چلا گیا۔ لیلی نے زبیدہ اور آمنہ گھوڑوں سے اتر
ٹھہرے اور انکو ٹوٹوں کو راستہ کے قریب جرنے
انکو واسطے چھوڑ دیا اور خود ایک منہ پر لپٹ کر
گاندھی دیو میں الہ دین ہی اس مقام پر
واپس آ گیا جہاں تینوں مستورات بھی تھیں اور
بیان کیا کہ مجھ کو اگرچہ زخم سخت ہے تو کچھ نہیں
اندیشہ اس کے سخت نیتو کا نہیں ہے میں اور میرے
چراہی میں اتفاق سے ایک گتہ بندی کی راہ سے
جو اس ٹرک میں ملی ہوئی تھی اس مقام پر پہنچے
تھے درختوں کے کچھ بین جہاں کچھ ٹاٹا چھوڑا تھا میرا
ارادہ ہے کہ ان زخمیوں کو وہاں چراہیوں اور
آپ خوب یقین رکھیے کہ بغیر انکے معالجہ کا بندوبست
کیے اور ان خدمات کا جو انکو ہونے چاہیے میں محالہ
دیے میں انکو ہرگز چھوڑوں گا۔

لیل نے میں آئی ان چراہیوں کا ہزار ہزار شکر
اداکرئی ہوں انکے واسطے ضروری چیزیں مہیا
کرنا اور انکی معیت میں چارہی چھ روز ملازمت میں
انکو ہونے چاہیے۔ انکے واسطے دینا میرا کام ہے کہ آج کا

ضرورت ایک لمحہ زائد میں غیر حاضر نہ ہو گا۔“
 نوجوان ترک اپنے باوریا گھوڑے پر
 چل با اور اندر ایک گھنٹہ کے واپس آیا اس
 مرتبہ اسے ساتھ بیٹے دونوں رفیق بھی تھے
 اُسے اگلو پہلے ہی سے اطلاع دی تھی کہ اس
 خاتون اور اس کی پیشہ منان کے ہمراہ سفر کرنا
 قرار پایا ہے جس سے عافیت بہت خوش ہو گئی تھی
 اسکو غور تو نکلی محبت میں بہت لطف آتا تھا
 بخلاف اس کے یہ خبر سننے پر براہیم کے چہرہ پر حال
 ظاہر ہوا براہیم کو یہ اندیشہ تھا کہ مبارک اسکا نوجوان
 آقا پھر کسی بیوقوفانہ کارہ سے دوچار نہ ہو جاوے
 ابالہ دین یعلیٰ ڈنر ملا کر قریب سوار چلا
 براہیم زبیدہ کے ہمراہ ہوا اور حافظ آمنہ کے ساتھ
 ہوا یا راستہ میں ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں
 تقریباً سات بجے شام کا وقت تھا کہ
 ہمارے مسافر کو وہ قریہ دکھائی دیا جہاں
 انکورات میں ٹھہرنا تھا اور جہاں سو نفیس
 قریب ۲۵ میل کے ایک روز کی منزل پر
 تھا۔ الہ دین اور یعلیٰ اب تک اپنے ساتھیوں سے
 ذرا آگے سوار چلے جاتے تھے ایک امر ایسا طو
 پذیر ہوا جو بذات غیر قابل طینان تھا مگر
 اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوئے۔

سڑک کے قریب ایک مفلوک بڑھا
 اور بڑھیا بیٹھے تھے دونوں زخمی اور بے ہوش تھے
 اور غیر ذہنی گدڑی پہنے ہوئے الہ دین اور

یکہ کہ جب اٹھ چان تھیلی سے نکال کر اور
 الہ دین نے کہہ کر کہ الہ دین کیا آپ میرے لئے
 مہتمم تھیارت ہوئے الہ دین نے فوراً اشارہ کیا
 اور ٹھکانے پر اور کہا اس سے یہ ہو گا کہ میں
 اپنے اہل بارادہ کو جو ان دونوں پر چار سے
 بچر نہ ان کی نسبت تھا پورا نہ کروں بلکہ اب
 زونکو وہاں معاوضہ دیا جائیگا ایک میری طرف
 سے دوسرا آپ کی جانب سے۔

یہ کہ الہ دین گھوڑا بڑھانے والا تھا کہ
 اسکو کچھ خیال آگیا اور کہنے لگا۔ جناب چونکہ
 آپ کے محافظ نہیں رہے اگر آپ اس بات کو
 روانہ نہیں کہ مجھے اور میرے ہمراہیوں سے
 جو کچھ حفاظت ہو سکے اسکو قبول کریں ہم بھی
 نفس کو جاتے ہیں اور ایک گرجی فجر دھ کی
 گفتگو سے معلوم ہوا کہ آپکی بھی منزل مقصود
 وہی ہے۔“

یعلیٰ۔ ”ابناب بھلو کچھ تجربہ اس خطرناک مہم میں
 اس وقت تک حاصل ہوا ہے اس سے ظاہر ہوا
 ہے کہ ایسی درخواست کو جو علو مہمتی سے کی گئی
 ہے منظور نہ کرنا گویا اپنی طرف سے جان بازی
 کرنا ہے اور ان خوف زدہ چھوڑیوں پر سخت
 ستم ڈھانا ہے پس میں نہایت شکر ہے سے
 آپکی تجویز کو منظور کرتی ہوں۔“

الہ دین اب میں ان مجروحوں کو چھوڑے میں
 بیچنے کے لیے جاتا ہوں آپ مطمئن رہیں کہ اشد

اور ایسی آواز سے جس سے کسی قسم کا خوف نہ محسوس
ہوتا تھا کہ اس نے چلو جناب گھوڑا بڑھا کیوں کہ دین
نے کہا بہت خوب چند منٹ میں یہ قریہ آ گیا
اس میں ایک نہایت خراب سراسے اور چہرہ
چھوٹے چھوٹے چھوٹے تھے اور صرف ایک
اچھا مکان تھا جو کس قدر علیحدہ تھا۔ یہ مکان
ایک دو ہفتہ درمی کے قبضہ میں تھا جو مالک
قریب کی بادی چلی کا تھا۔

سراسے میں نہو چکر لیلیٰ نے دریافت کیا
کہ اچھے مکان کا مالک مجھ کو اور میری بیٹی کو
کواپنے مکان میں جگہ دے سکتا ہے۔

یہ اس نے ایک سخت خراج آدمی تھا اور
نہایت بخیل۔ الہ دین نے جگہ سے اس کے کمرہ
میں جا کر کہا کہ انکی سافر نوازی میں بخل نہ کرنا
بیش تر انعام ملے گا۔ انعام کے وعدہ پر یہ عالم
طے ہو گیا اور اس نے لیلیٰ کی درخواست کو منظم کیا۔

اب لیلیٰ الہ دین سے رخصت ہوئی اور
اس کے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ صبح کو پھر آپ کے
ہمراہ سفر کریں گے۔

چند منٹ میں لیلیٰ اور اسکی دونوں
بیٹی متین اس مکان تک پہنچ گئیں لیلیٰ نے
اضطراب کہا کہ میرے پیچھے مجھے فوراً چلی آؤ
اور اپنی جان کو بچاؤ اور یہ مکر ٹھوڑے کو
بے تحاشہ دھڑا یا زیدہ اور آمنہ نے بھی ایسا ہی
کیا گواگو نہایت حیرت اور پریشانی لیلیٰ کی گفتگو

لیلیٰ کے پہنچنے پر یہ دونوں گھسٹے ہوئے ایک
مانٹے کو بڑھتے ہمارے نوجوان ترک اور اس کے کم
عمر بھائی کو ان دونوں فقیر دن کی ہالت پر
بہت ترس آ رہا اور دونوں نے اپنی اپنی تیلی
نکالی لیلیٰ نے ایک روپیہ نجی عورت کے ہاتھ
میں دیا اور الہ دین نے بھی اس طرح بچے کے
ساتھ فیاضی کی اتفاقاً الہ دین کا گھوڑا اور وقت
کچھ نہ درگزر نے لگا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی تیلی سے
دو روپیہ زمین پر گر پڑا اسلئے گذار لیا اس کے اٹھ کر
اور مالک کے حوالہ کرنے کو دوڑا۔ مگر انہیں
اور روپیہ نہیں جو گر پڑے تھے ایک چیر لیلیٰ کے
نظر پڑی جس میں گل شب تاب کی سی چمک تھی
یہ ایک سوئی کی انگوٹھی عجیب غریب ساخت کی
تھی حسین صرف ایک یا قوت پڑا تھا۔ الہ دین نے
جلدی سے انگوٹھی اور روپیہ ایشرفیو کی تیلی میں
بھرنے لیا اور لیلیٰ نے نہایت کیندگی سے اپنی نظر
پھرنی اور اس کے دل میں تنفر پیدا ہوا ہزاروں
طرح کے خیالات اس کے دماغ میں آئے۔
سراسے والے نے جو حال قیری قرمان کا بیان
کیا تھا وہ سب سکی آنکھوں کے نیچے پھرنے لگا اور
یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص جو اسکے ساتھ ہم خان
ہو پھر قیری قرمان کے اور کوئی نہیں ہے۔
فقیر دن کے واقعہ کے بعد جب الہ دین اور

لیلیٰ چلے تو لیلیٰ کچھ دیر تک اپنا منہ میرے بری
اور اپنے چہرہ پر آثار خوف نمودار نہ ہونے

اور اس طرح بے تحاشا بھاگنے سے ہوئی۔
 بڑھا ارنی چپ چاپ آنکھیں بھاڑے
 اور منہ پھیلانے تصویر کی طرح خیرت زدہ دیکھتا رہ
 گیا۔ اگلے غائب ہونے کے بعد تک بھی وہ چند
 ساعت تک سنے کی حالت میں کھڑا رہا۔

باب ہشتم

جوان مسافر گری ہو رہا تھا لیلی
 تارہ منگولیا اس موقع سے جسکو وہ
 سخت خطرہ کا مقام سمجھتی تھی بھاگ کر منہ
 اپنی خواہش کے ایک مقام پر پہنچی جہاں اگر
 نقاب کیا جاوے تو ان تک کوئی نہ پہنچ سکے
 اور اب ملی کو اظہار حال کا موقع ملا کیونکہ تیز
 رفتاری سے وہ انکشافات حال نہ کر سکتی
 تھی جسکے سننے کی اسکی پیش خدمتین نہایت
 تردد کے ساتھ خواہشمند تھیں۔

لیلی بے جا شبہ میری اس عجیب اور بے تکلی
 کار روانی سے تم بہت گہرائی اور ڈہری ہوئی
 مگر مگر یہ معلوم نہیں کہ تم کیسے خطرے سے بچی ہو اب
 ایک چونکا نے والی خبر سننے کے واسطے تیار رہو
 سنو وہ نوجوان جسکا ترانوہ ابتداء ایسا دلیرانہ
 معلوم ہوا تھا اور جسکی نگاہوں کو کم بہت اشتیاق
 سے دیکھتی تھیں جسکا طرز کلام اور تکلفی بناؤ
 اعتبار پیدا کرنے والا تھا وہ نوجوان جو ترکی
 شریف زادے کے سے کپڑے پہنے ہوئے تھا

فری قرمان تھا

لیلی نے دونوں فقروں سے ملنے اور
 نوجوان ترک کے اتفاقہ روپے کرنے کا حال
 اپنی خواہشوں کو یاد دلایا اور سراسے والے سے
 جو کہ حال فری قرمان کو سنا تھا اپنی خواہشوں
 سے بیان کیا اور یہ کہ اب ہنگو اپنے بیٹے جاسپر
 اپنے تئیں بہادر کیا دنیا کافی بڑی اور یہ بہتر
 جاسپر کہ رات کو کمان بنایا ہو۔

شام کی تیار کی جسکی آتی تھی اور ڈھونڈ
 ہر لمحہ ناخوشی ظاہر کرتے تھے اور یہ خائفوں
 اور اسکی ناگوار خواہشیں بھی بہت تنگ لگتی
 تھیں لیکن انہوں نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا
 تو ٹوٹی دیر میں وہ ایک کشادہ سڑک پہنچیں
 مگر یہ بالکل مفلوج تھا کہ آیا وہ افسانے کے قریب
 ہوتی جاتی تھیں یا ہر قدم انکو منزل مقصود سے
 دور لے دیتا ہے وہ یہ سمجھیں کہ ایسی عمدہ شہر
 کے قریب آبادی ضرور ہوگی یا یہ راستہ کسی زمین
 یا قصبہ کا ہے یا نہ۔

دفعہ ایک روشنی سامنے سے چمکتی ہوئی
 معلوم ہوئی اور چند منٹ میں ایک کھلیان منہ
 مکان کے نظر آیا۔ وہاں لیلی نے اپنی اور اپنی
 پیشخدمتین کو واسطے رات بسر کرنے کی اجازت
 چاہی اور اس درخواست کو ایک متوسط العمر
 عورت نے جو صورت سے مالک اسجگ کی معلوم
 ہوتی تھی خوشی سے منظور کیا۔ ایک دہقان

بار گیا۔ خستہ گھوڑے باندھے گئے اور ایک مصافح
 کرہ بین خستہ مسافروں کے لیے کھانا پکھانا کیا۔
 یہ مسافر قازم عورت جو لیلیٰ کے دروازہ
 پر پہنچا تھا۔ یہ لیلیٰ کی مکتی حسب قیاس لیلیٰ
 مالک مکان نکلی وہ گریہ پکھلی اور رشتہ کو
 کوٹ کر اس میں ہجرت اختیار کیا۔ اس کے پردے سے
 فکر و ترو نہایاں نکلتے وہ بیوہ ہوئی اور وہ بیوہ
 پرانی لڑکیاں جنکی عمر سترہ اور اسی سال کی
 ہوئی۔ جنہوں نے کھانا پکھانا اسکی دفتر میں اسکا
 شوہر چند سال قبل کیت میں کالے صاحب
 کے کالے سے کر گیا تھا اس مسافر کو چھوڑ کر
 کا متوفی کی زوجہ پر ڈر گیا تھا۔ مگر یہ عورت
 بہت خوش انتظامی سے زیارت کا کام انجام
 دیتی تھی اور وہ پرہیزگار کی کچھ کمی نہ تھی۔
 ستارہ منکر لیا نے بات چیت سے حالات
 اپنی منبر بان کے معلوم کر کے اپنی نسبت کیا
 کہ میں نفلس کو جانی ہوں اتفاقاً راستہ بھول
 گئی۔ اسی وجہ سے جھگڑا اور میری پیشخدمتوں کو
 ضرورت تھاری مسافر تو انہی کی ہوئی جو
 ہم پر ہو رہی ہے اسے قری قرمان کا ذکر
 کچھ بھی نہیں کیا ایک لڑکی کو اس گرجی عورت
 سے البتہ معلوم ہوا جس سے کیفیت رہ اس
 پیدا ہوا وہ یہ کہ اب وہ نفلس سے ۳۵ میل کے
 فاصلہ پر تھی اس بیٹا ہر تاکہ اسکی جلی دارے
 کے مکان سے لیلیٰ اور اسکی پیشخدمتوں کو بھانسنے

سے وہ فاصلہ جو اس وقت اس کے دار الخلافہ
 شریعتان کے درمیان میں تھا اور زیادہ
 ہو گیا ہے مگر اسکا کوئی چارہ تھا اور لیلیٰ
 نے یہ خیال کیا کہ اسکا افسوس کو نہ اسکا
 قصور ہے اس لیے اسکا اس لیے کہ اسکی بددست
 چارہ رکھ سے ہے

اس درمیان میں جبکہ گرجی کی لڑکیاں
 اس کو سے لیلیٰ نے بدہ اور آئینہ کے لیے
 عذر خواہی کی کہ میں جو اس مکان میں بیٹھ رہی
 ہوں اس لیے کہ وہ اس کے واسطے چلی گئی اس لیے
 بیوہ کے از خود اپنی نصیب نہ رہے عورت کی
 وجہ بیان کرنا شرع کی ہے۔

گرجی بیوہ نے فقط یہی دونوں پیدا کی لیلیٰ
 جو ابھی چلی گئی ہیں میری اولاد نہیں ہیں چلے
 وجود سے سرفرازی کی گئی تھی ایک اور بھی
 ہے جسکی جگہ ہمارے اس دستہ حوان پر دو
 برس سے خالی رہتی ہے۔ یہ منکر بیوہ نے
 روزانہ شروع کیا ہے

لیلیٰ نے کیا وہ قبر کے اندر خواب ستراحت ہو چکی
 گرجی بیوہ نے نہیں یہ بہت دردناک قصہ ہے
 سینے میں عرق کرتی ہوں۔ عالتشہ میری
 تینوں لڑکیوں میں سب سے بڑی تھی
 اسکی عمر اگر وہ اب تک زندہ ہے تو اکیس
 برس کی ہوگی جیسی وہ خوب صورت تھی
 ویسی ہی نیک اور پاکیزہ تھی مجھ سے

خوبصورت لڑکیاں تلاش کرتے ہیں اس امید پر کہ شاید انکی صحبت یا داری کرے اور وہ کوئی ایسی لڑکی پا جائیں جو اتنی باتیں میں حرم سرا کے سلطان کے واسطے پسند کی جاوے مشہور ہو کہ سلطان عبدالعزیز بادشاہ حال نے اپنے مالک محروسہ میں تجارت غلاموں کی بند کر دی ہے مگر اس حکم کی پوری تعمیل نہیں ہوئی اور بردہ فروش لوگ اپنی نفرت انگیز تجارت خفیہ طور سے کیے جاتے ہیں۔

لیلیٰ: میں خوب جانتی ہوں مگر بڑے افسوس کی بات یہ کہ سرکیشیا منکر بیلا اوشیا اور جارجیا میں اکثر ماں باپ اپنی لڑکیوں کو از خود ان بردہ فروشوں کو دیدیتے ہیں اس امید پر کہ انکی اولاد عمدہ عمدہ پائیں۔

بیوہ: آپ کا فرمانا بہت بجا ہے اور دیکھئے یہ بردہ فروش اکثر بدذاتی سے لڑکیاں لے بھاگتے ہیں اور میں بھی ایسی ہی مصیبت میں گر خانہ ہوں۔ لیلیٰ: ان کیا اتنا ہی خوبصورت نکاح نہ کر لیں کہ وہ بردہ فروش لے بھاگے۔

بیوہ: آہ سرد بھر کر۔ ماں ہی ہوا و برس سے زیادہ غم ہے ہوا کہ ایک روز ایک بردہ فروش معہ سواروں کے پرے سے

بہت جھٹ رکتی تھی اور چہ لوگ کے شناسا تھے ان سکو عزیز تھی اسکی منگنی اس خلع کے ایک دو ٹھنڈو جوان زمیندار کیساتھ ہوئی تھی جو ہر طرح اس درمیتا کے پائلی ریاقت نہ آتا تھا۔ کس آپ سمجھ سکتی ہیں کہ گو میرے شوہر نے انتقال کیا تھا مگر محلو بہت سے وسائل نسکین کے تھے اور بہت سی دل خوش کن امیدیں اپنی اور اپنے خاوند کے بابت تھیں۔

لیلیٰ: پھر امیدیں کس طرح ساقط ہو گئیں۔ گمراہی بیوہ: سنئے شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ سلطان لوگ ہر سال پورے ایک مہینہ ہر روز رکتے ہیں جسکو وہ رمضان کہتے ہیں۔

لیلیٰ: ہاں میں جانتی ہوں رمضان مسلمانوں میں ایسا ہر جیسا ہم عیسائیوں میں انٹ۔

بیوہ: ہاں ہاں آپ درست سمجھیں۔ مگر آپ شاید اس خاص دستور سے ناواقف ہیں جو زمانہ رمضان میں مروج ہو بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اسکے اختتام پر ہوتا ہے وہ یہ کہ سلطان کے حضور میں ایک نہایت خوبصورت بن بیاہی عورت جو کہیں سے پیش کی جاتی ہے اسواسطے غلاموں کے تاجر چند ماہ قبل رمضان کے

کے واسطے تیار کیا گیا تھا۔ وہاں تینوں بیویاں
دیر تک بات چیت کرتی رہیں اور پر غلبہ نیند
سے سو گئیں۔

صبح کو جب وہ اسے کمرے سے نکلیں تو
دیکھا کہ بیوی اور اس کی دونوں بیویاں نکاحی
ساتھ آتے تھیں۔ ان کے پاس بھی بیوی تھی۔ انہیں
مسلح محافظ بیوی کے ساتھ ان میں سے طلبہ
کرنے کا ارادہ کیا بلکہ وہ بھی ان کا قہر گشت
اس کو معلوم ہوا کہ وہ سب کچھ فاضل کے بیوی
سوار ہیں۔ اس شاذ و منکر واقعے سے
پر قناعت کی آپ سے قریب قریب یہ موقع
سے جو نفیس کو چانی ہوئی شرک پرست
حفاظہ ہمارے لیے۔

بیوی اور اس کی بیٹی بہت ہی
شکر یہ مردانہ نوازی کے جو ان کے ساتھ
گئی تھی بیوی عورت اور اس کی بیویوں
رضخت ہوئیں۔ اس عورت کو کچھ قہر
کچھ خواہش کسی معاوضہ کی تھی تاہم قہر
خاکے سے دونوں بیویوں کے ہاتھ میں کچھ
تھپہ دیدیا اور اب ہم اپنی خوب صورت
ہیر و این کو مع اس کی وفادار خواہشوں
پہر سفر میں دیکھتے ہیں۔

اب ہم بیوی اور اس کی خواہشوں کو
سفر میں چھوڑتے ہیں اور تھوڑی دیر کے واسطے
ماظرین کی توجہ دوسری طرف رجوع کرتے

ہیں اور اس نیکہ خانہ کے قبل ہم الہ دین
کا ذکر کرتے ہیں جس کو اب ہم اور حافظہ کے
ساتھ لیلی سے جدا ہونے کے بعد ہم نے
سراسر میں چھوڑا تھا۔ تینوں ترک اپنے
گھر سے پند ہوا کر گیا تھا اس کے بیٹے
دقتہ یہ شاذ و منکر واقعہ اور اس کی
ہیکر انا نمودا ہوا۔

یہاں وہ الہ دین آئے۔ اپنے کمرے میں
دو بیویوں کا میرے مکان پر کچھ
کوشش کی تھی مگر جو یہ سلوک یہ
ساتھ ہوئی وہ تھی اس کی بیوی
نصف درجن مضبوطی کے ساتھ
اور تم کو درختوں سے بد معاشی
سخت مزاج ورنہ چھوٹے سے کمرے میں
کا حال حلقہ اچھا نہیں ہے۔ یہاں تو وہ
خاتون اور اس کی بیویوں کی
تہ کرتی۔

الہ دین نے دیکھ کر اس کے
اس کے کیا ہے۔

چکی والا (دبک کر) اس کے یہ معنی ہیں
کہ اس خاتون اور اس کی خواہشوں
کوئی وجہ معلوم ہوئی ہوگی کہ موقع پالہ
تھے ترکی محافظوں نے جدا ہو جائیں۔

الہ دین نے جدا ہو جائیں ہمارے ان
الحفاظ سے کیا مراد ہے۔

ارمنی "دہ بہاگ گئیں۔"

الہ دین "بھاگ گئیں۔"

چکی و الا یہاں بہاگ گئیں اور ضرور انکو کوئی قوی راجہ ایسی کارروائی کرے گی جوگی۔"

الہ دین "جوش میں آگئے قسم یہ سب خدا کی ضرورت سے گنوار ہیں اور غیر جہان نوازی کے بتاؤ سے وہ خاتون اور اس کی بیٹی بہتیں

چلی گئیں اور دوسری آسائش کی جگہ تلاش کی کیونکہ تو نے جہان نوازی کو اپنے ذاتی نفع اور رویہ سید کرے گا ذریعہ سمجھا تھا۔"

ارمنی "تم جانتے خدا اور سوال کی جا ہے جسکی قسم کماؤ زمین اپنے تمام سبھی مقدس لوگوں کی قسم کھاتا ہوں کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔"

میں نہایت ادب سے اس خاتون اور اسکی بیٹے کو اپنے مکان کے دروازہ تک لے گیا مگر جیسے ہی کہ میں دروازہ کھولنے کو پھر وہ چل دیں۔ اس خاتون کی زبان سے

یہ الفاظ نکلے تھے "اپنی جان کو لے کر بھاگو۔" چنانچہ وہ بہاگئیں اور آگے گھوڑے اس طرح لے کر تھمتا جاتے تھے کہ سوائے آواز سم کے انکے پیر زمین پر لگتے ہوئے نہ معلوم ہوتے تھے۔"

گویہ شخص محض کندہ تا تراش تھا مگر اسے طرز بیان سے ایک قسم کی صداقت پائی جاتی تھی اور اسکی تائید اس کے اعزاز سے جو گانوں

میں اسکو حاصل تھا ہوتی تھی علاوہ اسکے

الہ دین کو یاد آیا کہ انعام کو دینی بہت چالاک سے وہ مسافر نوازی پر تیار ہو گیا تھا مگر اب

ایلی اور اسکی بیٹی دین مفروضہ نہیں اسکو انعام کی امید جانی نہ تھی پس اس جوان تک کہ اس قصہ سے جوچ ہو نہیں سکتا شک نہیں

رہا یہ خیال گذرے کہ وہ مہمان نوازی یا غلط طور پر ظاہر کیا گیا ہو اسے چلی والے کی طرف اب لاٹھ کی اور دسترخوان برائے کو

کہا اور مفصل حال پر یافت کہ تا شروع کیا ارمنی نے اپنے قصہ کو دہرایا مگر اسے کچھ اضافہ نہیں کیا یہ صداقت ظاہر تھی کہ ایلی

اور اسکی بیٹی دین چل دیں مگر اون کے بہاگے کیوجہ ان سب سوچنے والوں کی سمجھ میں نہ آئی۔"

الہ دین کی اس امید کا کہ صبح کو جینہ کے سامنے ہمنوا ہو گا بالکل خون ہو گیا اور وہ اندر وہ الم کے ہم آغوش ہو کر سو رہا۔

باب نہم

قرآن کی زوجہ

اب ہم قری قرآن کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ناظرین کے مشکل سے ایلی کی اس غلطی سے اتفاق کیا ہو گا جو اس نے نیک مزاج

الہ دین کو خوفناک ڈاکو سمجھنے میں کی تھی گو
واقعات کی صورت ہی الواقع اسی کی تحقیقی
ہی کہ ستارہ منظر لیا کو ایسی غلط فہمی ہوئی۔
ہنگو سرحد واسطے کی نہ بانی۔ پہلے معلوم
ہو چکا ہے کہ قری قرا مان یعنی کی انگلی
نیکر اور پنا مضبوط ذہنی کامیابی کے ساتھ
پورا اندر سے اسے رہ رہا رہا تھا وہ خیر
اس موقع پر ایسے زبا زبان اوستے
غازی اور موجود کو چھوڑا تھا اور بہان
اسکے خیر پائی امید تھی کہ الہ دین اور
اوستے فتوسلین اس گروہ کے قبضہ
میں آئے ہوں گے جسے اوستہ برج
پر انکی گرفتاری کے لیے آیا۔
بھی امید تھی کہ اسکو دودھ ترک قیر یوں
اس مقام پر یا گیا جائے وہ اسے سمجھ
گنت کی غیر خافری کے مسعود کی خیر
واپس آ رہی۔
اس مقام پر پوچھ کر قری قرا مان
درختوں کے بل غنیں داخل تو ارجان آئے
ایک خیمہ کے اندر سے جو اسکے چلے جانے
بعد نصب کیا گیا تھا روشنی چمکتی ہوئی تھی
غازی اور مسعود گھاس پر سے جسورہ
اہرام کہ رہے تھے اور مسعود اس کے پاس
آئے اور قراق نے نہایت بیتابی سے اُسے
پوچھا کیا خبر ہے۔

غازی نے میں افسوس کرتا ہوں کہ
مجھے بڑی خبر سنانا ہی
قری قرا مان نے لاجول ولاقوہ اعلوم
بیٹا ہی کہ میں نے سب سے پہلے کیا خبری
ہمارے آدمی کہاں ہیں باوجود اس کے
اور مرصہ کا حال ہے۔
غازی نے نہایت خیریت میں اس
خبر میں موجود ہیں۔ ترک البتہ ہمیں
جراک ہے۔
قری قرا مان نے ہر ہاگ کے معلوم
ہو تاہم کہ تم سب کی عقل پر تہرے ہیں
میری عقل پر نہیں کیونکہ فقط میں ہی میاب
ہوتا ہوں۔
غازی نے آپ کی میاب پر غری غیمت
قری قرا مان نے ان غیمت کو ہر نصف
کا ہوا ہے۔ آدمی کہاں ہیں انکو جگہ میں
جانا اور ریلی کو معا سکی پیش خدمتوں کے
نگہ تار کرنا ہوگا۔
ابھی گفتگو ہوتے چکی تھی کہ پردہ خیمہ کا
ہٹا اور مرصہ نکل آئی۔
مرصہ نے غازی کو کچھ الزام مت لگاؤ اسے
اپنے اختیار پر کوشش کی جیسا کہ میں
کام میں حتی الامکان جدوجہد عمل میں
لائی مگر اس نوجوان ترک کے رفا
کو کچھ شہ پیدا ہوا اس واسطے ہمارے سب

تدبیر میں بکار ہو گئیں ؟

قمری قرمان اپنی وجہیں زد وجہ کے ساتھ
میں ہاتھ دیے یہ سب خیر کہ اندر داخل ہوا
اور وہاں دونوں بیٹھ گئے جنتاں گرجی دروازے
پہن کر ان دو سرخیمہ بن جنتین جو تھوڑے
فاصلہ پر مشادہ تھا پس قمری قرمان
اور مرصہ بالکل تنہا تھے۔

سحر دار نے اس تدبیر میں مرصہ اب تم مجھ سے
سب حال جو پہنچا ہوا ہو بیان کرو۔

مرصہ نے امام دین اور اسے رفقہ سے
اپنی ملاقات اس حال بیان کیا اور یوں
کہ جسے ہنسنا چاہیے جو ام تر ویر پیا یا تھا
اس کے ہرگز نہ تھن سیفہ رنگ مرچ اپنی
طرف سے لگایا اور جب حافظ کی پہلو کی لے
اس کے ہاتھ اور پیرانہ ہلکے سے ہوا۔
کا ذکر کیا تو قمری قرمان نے نہایت تند مزاجی
سے دھکیلا دیا اور حافظ سے انتقام لینے
کی قسمیں کھائیں۔ مرصہ نے یہ بھی کہا کہ جب تک

تھما کر دے بیجا ہوا میں نہیں پہنچا
میری تلم خلاصی نہیں ہونے کی یہ نہ کہ تجھے سے
یہ معاف ہو کہ تو کر کے بھی ہاتھ پاؤں نازہ
دیے گئے تھے اور سائیس بھی اطمینان کی
کوٹھری میں دست و پاستہ تھاتہ کون ہے
جالتے دفعہ اس طرح کا تھانگ کھلا ہوا چو
دیا تھا۔ مرصہ نے یہ بھی کہا کہ میں نے اس وقت

گوالہ دین اور اس کے ہمراہوں کی گرفتاری
کے واسطے نہایت ضروری سمجھ کر فوراً
اس گروہ کو جو تھن بیجا تھا انکی تلاش
کے واسطے روانہ کیا اور اسے گدیا تھا
کہ جب تک تعاقب کی عرض نہ ہوئی نہ تھوڑا
باجو تک انکے ہٹنے کی امید بالکل ساقط
ہو جائے اس وقت تک اپنے

مہر دار کو پاس واپس نہ آئیں ورنہ ہونے کہ
یہ چرگہ سواروں کا اتنی دیر تک غیر حاضر
رہا یہ کہ مرصہ نے اپنی گفتگو کو ختم کیا۔
قمری قرمان اس میں مہین نام کام سے
سے سخت پریشان تھا کہ کچھ امید باقی تھی
کہ شاید اسے رفقہ انکو گرفتار کر لیں
اسے ہر مرصہ سے کل حال اپنے تبدیل
لیاں گا اور اسے میں اپنی کارروائیوں
کا بیان کیا جسکو سکر مرصہ نہایت خوش
ہوئی۔

قمری قرمان بعد سیفہ سکوت
کے اب ہر حال نصف رات ابتدائی
ہماری غم غم کے اس اور سے پورے
ہو چکے ہیں کہ لیل کی انگوٹھی ہتھارے قبضہ
میں آگئی ہر اب کل تم علی الصبح طلوع
کو روانہ ہو جاؤ اور لوں جو گران حال
رہتا ہو فوراً مجھے ڈیگا و دم کو تبادسے گا
کہ امام دین پہنچا ہے یا نہیں۔ اگر وہ

ہو چکا اور تم کو نہ کرنا سیدی اپنے کو ہستانی
نہان کو بلا توقف ٹوٹ آنا اور سمجھنا کہ
بائل ناکامی ہو گئی۔ لیکن اگر الہ دین طفل
دین ہو تو تم یہ نہ سمجھنا کہ سب معاملہ ٹھیک
ہے اور وہ مفید ہے پرین بہت جلد
اپنے بیٹے کے ارادے کو پورے کرنے کے
واسطے اس شہر میں تھمتے مارو گا۔

پھر چلا اور خود لیلیٰ۔

قیری قرمان نے اگر میرے رفقاء و چار
خویشامین نہ لوئے تو میں بھی مع غازی
اور سید کے چلے دھکا اور ہم شہزاد لیلیٰ
اور اسلی بیخیز متون کو گھر لے کر لیں گے
سیرت کے کہ اسکو اپنی طلسمی انگشتی کی
گم گشتگی معلوم ہو جاوے اور وہ یہاں
کمرے کہ اب طفل کو جاننا فضول ہے
اور پھر مرگئی سے پھر منکر لیا کو واپس
چلی جائے اس صورت میں بھی ہمارے
غرض حاصل ہے اور اسکا بال بیکا کرنا
فضول ہو گا۔

غرض کہ قیری قرمان اور اسکی مہارہ
زوجہ اس طرح باتیں کرتے رہے علی الصباح
قیری قرمان اور مرہ پھر ایک دوسرے
سے رخصت ہوئے اور مرہ حسب سابق
اپنی حبشی و گرجی بیخیز متون کے ساتھ
ردانہ ہوئی اور قران نے یہ دیکھ کر کہ اسکی

رفقا اتک نہیں ہوئے غازی اور سعید
کو حکم دیا کہ میرے پیچھے آؤ۔

انہوں نے جگہ دار راستہ اختیار کیا۔
جس سے وہ اس شخص کے آگے پہنچ گئے
جان لیلی نے زرت بسیر کی تھی اور جان
قیری قران نے اسکی انگشتی اور تار تھی
وہ ارادے کو پورے کرنا چاہتا تھا
میں یہ شیرہ ہو جیتے لیکن جب قران نے
لیلی اور اسکی خواہشوں کو یاد رکھا تو اسکی
کے ہر وہ سوار جاتے ہوئے دیکھا اور اسکی
جرات متولی کہ ابز حملہ کرے پس دستور
اور اسکی خواہشوں کو یاد رکھا تو اسکی
چلے جائے دیا اور خود اپنے ساتھیوں کو
کچھ ہدایت کر کے طفل کی طرف روانہ ہوا
مگر یہ نظر احتیاط اصل طرح پر نہیں چلا
اسی واسطے اسے لیلی علی اور شہزاد نے
ملاقات ہوئی۔

ہم مرہ کا ذکر کرتے ہیں جب کو ہم نے
انوقت چوڑا آہٹا جبکہ وہ بھی معہ اپنی
جیشن اور خوبصورت گرجی کے طفل کو
ردانہ ہوئی تھی وہ دن کو سفر کرتی اور
شام کو کسی گانوں کی سرے میں شعل
ہو تین اس طرح چلتے پھرتے ایک مقام پر
پہنچیں جان ایک صاف پانی کا چشمہ
ایک سرسبز ٹیلے کے متصل رہا تھا۔

یہ سب وہاں ٹھہر کر رہے تھے اور جو باؤسی خیمہ چوڑا کر پھر دیکھ کر من میں تڑپا پڑا اور نصب کر دیا گیا تیرہ کو خیمہ میں آکر بیٹھ کر اپنے ہوا اور چہرے کے کنارے گھاس پر بیٹھ کر اور اپنے خیالات میں مصروف ہو گئے۔

اس طرح وہ گھنٹہ تک مرحلہ اس صاف ستھارت چہرے کے قریب تک ہی بٹھی اور بیٹھی رہی اور یہ سوچ رہی تھی کہ اسے یہ چلنا اور بیٹھنا دفعہ بعد نہ ہو سکے گا اور اس کے کان میں لے اور وہ اس کے بٹھنے اور رفتوں کی آواز کو چھپا گئی اور وہ سمجھتی تھی کہ کون آتا ہے۔

یہ تیز غور میں تھیں جو کہ دروازے پر سوار آئے ہی تھیں مرحلہ اپنے چہرے کی ہنسنے لگی تھی وہ اتنی صورت نہیں دیکھ سکی تھی کہ بوجہ ہمارے آفتاب کے ان سب نے اپنے منہ پر نقاب ڈال لی تھی۔ مرحلہ کے دل میں شبہ پیدا ہوا کیا یہی ستارہ منگر لیا ہے؟ کیا یہ قریبی قرآن سے بچ گئی اور اتفاقاً مرحلہ کے راستے میں آ پڑی۔

ہاں وہ لیلیٰ تھی اور اس کے ساتھ اسی دو شیرازہ خیز عین تھیں۔ ستارہ منگر لیا نے ایک خوبصورت خوش پوشا خاتون کو چشمے کے منہ زار کنارہ پر لٹے دیکھ کر دستانہ تیراک کی راہ سے اپنی نقاب اٹھا دی اور مرحلہ کو شخص اس بیان سے جو اس کے شوہر نے کیا تھا بلکہ

اس من فراداد سے بھی جو اسے نظر پڑا اور بھی شک باقی نہ رہا کہ یہ ستارہ منگر لیا ہے جس کا وہ دیکھ رہی تھی۔

لیلیٰ کو آرام کی ضرورت تھی اور وہ کھڑکی کے لیے اچھا موقع تلاش کر رہی تھی جب مرحلہ چہرے کے کنارے آنکھوں پر ہاتھ لگا کر اس سے اور تر کر اسنے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ اسکی ہم جنس مل گئی زبردہ اور آفتاب منہ جھن اور گرجی بھی کھیلوں کے پاس بٹھوڑے سے فاصلہ پر سنا یہ دار درختوں میں بیٹھ گئیں اور وہ سمجھیں لیلیٰ نے خوبصورت مرحلہ کے پاس چہرے کے کنارہ جگہ لی۔

باب دہم

لیلیٰ اور مرحلہ جبکہ مرحلہ لیلیٰ سے گرجشیاں کر رہی تھی اس کے نایاب دل میں یہ خیالات گھوم رہے تھے کہ کیا یہ بیوقوف منگر لیا اور اسکی بیوقوف عیش خدمتون کے قید کر رہی تھی کہ نہ چاہیے اسے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ کوئی چال چلنا چاہیے اور سب سے عمدہ تدبیر اس کے ذہن میں یہ آئی کہ لیلیٰ پر اعتبار جما کر ہمسفری کے بہانہ سے اس کو کسی ایسے مقام پر

لیجانا چاہیے جہاں وہ تھوڑے عرصہ کیلئے
قید ہو سکے۔

مرحہ نے اپنی خواص کو حکم دیا کہ سبزہ را
پر کھانا چنیں اور اُسے اس چوٹی دعوت
میں ویسی ہی میزبانی کی جیسی کہ نوجوان
الہ دین کے ساتھ کی تھی۔ تاہم فقط معمولی
باتیں ہوتی رہیں کیونکہ لیلیٰ نے اپنے دل
میں ٹھان لیا تھا کہ اب ہوشیار رہیگی۔
مرحہ بھی اسکی طرح معمولی باتوں پر
اپنا سلسلہ سخن قائم کیے تھی کھانا پڑھایا گیا
اور دونوں خاتون کی پیش خدمتیں
تھوڑے فاصلہ پر لیجا کھانا کھانے لگیں
اور مرحہ ویلی چیمہ کے کنارہ پر بیٹھی
رہیں۔

قزاق کی زوجہ زغنات تقریر کو اس طرح
موڑنا شروع کیا کہ پھر اسکو سفر پر علیہ کفر و
کاذب کرنا پڑے اور لیلیٰ یہ کہتے کہ میں
بھی طفل سٹو جاتی ہوں تاکہ ہمسفری کی
نسبت صلاح پیش کیجائے مگر اسوقت
ایک اور عورت نمودار ہوئی۔

یہ عورت ترکی قوم کی تھی جو وضع
اور نیز چھوٹے صندوق کے صندوق سے
جواسکے ہاتھ میں تھا ظاہر اُس قسم کی
”عاقلہ“ تھی جو سلطان کے ایشیا کی
صوبوں اور گردنواح کے نصرانی

ملکوں میں دو ادعریات وغیرہ بیچتی پھرتی
تھی۔ یہ عورت جسکا ہم ذکر کر رہے ہیں
متوسط العمر بلند بالا کس قدر سانسو نے
رنگ کی تھی گو معمولاً وہ ایک ململ کی نقاب
اپنے چہرہ پر ڈالے رہتی تھی۔
دونوں خاتونوں کے پاس ہونچا اسنے
اپنی زبان میں کہا ”کچھ معجون یا عطر
لیجئے دیکھئے یہ مرہم میں جن سے ہر
قسم کے زخم اچھے ہوتے ہیں اور یہ سفوف
ہیں جو ہر قسم کے زہر کے واسطے حکم تر یا ق
کار کرتے ہیں۔ میرے پاس عمدہ خواب صورت
ٹکڑے غیر کے بھی ہیں جو آپکی سنگا ستر
کے لائق ہیں اگر آپ تہ خدا ہیں تو آپکے
شوہر ہونے اور اگر آپکی شادی نہیں
ہوئی تو چاہئے واسطے ضرور ہونے
جنگو آپ یہ عمدہ غیر حقہ کی جہاں
بسانے کے واسطے تحفہ دے سکتی
ہیں نفلہ سے ضرور کچھ نہ کچھ خرید لیجئے
آوازہ گرد نفلہ کے ساتھ نکلی کرنا پڑے
نواب کی بات ہو۔

نفلہ کے ایک حصہ تقریر کی نسبت
جو چاہئے والوں کی بات تھی قابل بدستوری
کا خیال پیدا ہوا ہوگا مگر یہ محض اسکی
سانی اور تن ترائی تھی جو اس پیشہ کی
عورتیں کیا کرتی ہیں۔

یعلیٰ اور مرصہ نہیں سمجھتی تھیں کہ یہ محض
لسانی ہزار اور ہی وجہ ہوئی کہ قلعہ کے پوچھنے
پر ستارہ منگر لیا اپنی نیک باطنی کی وجہ سے
مسکرا دی مرصہ بھی مسکرائی مگر اوس کا
مسکرانا اس پریشانی کو جمانے کے واسطے تھا
جو اسکی گفتگو میں غلط پڑنے سے پیدا ہوئی
تھی۔ اور ایسے وقت میں جب وہ اپنے
عنانِ تقریر کو نہایت چالاک سے اوس
مضمون کی طرف موڑ رہی تھی جسکے عرض
بیان میں لانے کے لیے نہایت احتیاط
و ہوشیاری ضرور تھی قلعہ کی جرأت و قوتوں
کے تبصیر سے زیادہ ہوئی اور سبزہ پر بیٹھ کر
اوسے اپنا صندل کا صند و قیچہ کھولا۔
قلعہ کے ذریعے یہ شیشی نہایت عمدہ خالص
عطر گلاب کی ہے اور یہ مہفوف ہن جن سے
زہرِ بلا ہل کا اثر چٹکی بجائے میں جاتا رہتا ہے
چھ مہینے ہوئے کہ میں نے حسن یا دشاہ
حاکم ارمن روم کو اس سے اچھا کر دیا
جب ایک دغا باز ملازم نے حاکم موصوف
کے فتوہ میں زہر ملا دیا تھا اور اس سے
میری بڑی شہرت ہوئی اور دیکھے یہ نفیس
ٹکڑے عطر کے ہن جنکامین نے ابھی ذکر
کیا ہے کتنی ہون کہ بلور کی صفائی کی
اسنے آگے کچھ ہستی نہیں (دو تین مہینے کے
برتن نکال کر اور نہایت سنجیدگی سے)

اور ملاحظہ فرمائیے یہ ایک دوا ہے
جسکی ترکیب سوائے آپکی آوارہ گرد قلعہ کے
اور کوئی نہیں جانتا یہ مشہور اور معروف
بلسام سلطان صلاح الدین کا ہی یقیناً
آپ تعلیم یافتہ ہونگی اور آیتے پڑھایا
شاہوگا کہ سلطان موصوف طیب کا
بھیس بنا کر رچرڈ شاہ انگلستان کے
خیمہ میں جنگ نصاریٰ کے زمانہ میں گیا
تھا اور اوسکو مرضِ ملک سے چنگا کیا
تھا وہ ہی بلسام ہے جو سلطان صلاح الدین
نے بادشاہ انگلستان کو جسکو وہ اولوالعزم
حریف اور پنا قابل سمجھتا تھا استعمال
کر لیا تھا اور اب دنیا بھر میں سوائے آپکی
قلعہ کے اسکا نسخہ کوئی نہیں جانتا
یعلیٰ: ہاں یہ تو بتلاؤ کہ ٹکڑے نسخہ کیونکر
پاۓ لگا۔

قلعہ کے حضور اس راز کو نہ دریافت کرو
مگر میں سچ کہتی ہوں کہ اس بلسام میں
خواص عجیبہ ہن میں نے اس بلسام سے
ایک پیر مرد کو اچھا یہ حینہ ہوئے عجیب
و غریب خفیہ طریقہ سے اچھا کیا ہے۔

یعلیٰ: اور وہ عجیب و غریب حالات
کیا ہیں۔

قلعہ کے خاتون اگر آپ کو اس عجیب و
غریب قصہ سننے کی فرصت و رغبت ہو

تو میں بیان کروں۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ وہ بالکل راست ہو اور گو میں ناقص نقل عورت ہوں میرے دل سے یقین کی طرح پرور نہیں ہو سکتا کہ مجھ کو ایک جھلک اس باغ ارم کی نظر پڑی ہو جس میں جگہ مومنین بعد موت کے جاوے گئے۔

مرحہ اس بیان سے متعجب ہو کر اور یہ خیال کر کے کہ اسکو کچھ تعلق ان خیالات جنت ارضیٰ کی جسکی فکر میں وہ اور اسکا شوہر حال میں غلطیان و پیمان ہیں فی الواقع سچ ہو گا۔ یہی ہیبت کے دل میں مرحہ کے سے خیالات نہ بچتے تھکے کے عجیب و غریب الفاظ سے کسی قدر مشتاق ہوئی اور عاقلانہ نے دونوں کی نظروں سے سمجھا کہ اب اس کے قصہ کہنے کا وقت آگیا سچ ہو یا جوٹ اسنے چالاکی سے اس قصہ کی عتبہ سے اپنی دواؤں کی سرچ تاثیر خیر کا سامان جمانا چاہا اور آدھ گھنٹہ اپنی گپ شب سے انعام پانے کا استحقاق پیدا کر نیکی فکر کی۔

تھکے نے قصہ شروع کر کے۔ اٹھارہ مہینہ سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا چلے کے جاڑوں میں اتفاق سے طفل میں ہتی وہاں میں نے چند مصرعہ کے علاج کیے اور میری شہرت ہونے لگی ایک دن

ایک معزز صورت شہر والا میرے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ آجکا شہرہ سنگرمین ایک خاص ضرورت سے آگے پاس حاضر ہوا ہوں میں نے کہا کہ میں جو کچھ جانتی ہوں وہ ضرور انسان ہی کیواسطے کافی ہو سکتا ہے پہلے وہ ادھر ادھر دیکھ کر بہت احتیاط سے بولا گویا وہ مجھ کو ٹٹول رہا تھا کہ زیادہ صراحت کے ساتھ گفتگو کرنا موقع ہی یا نہیں اور یہ کہ میں اسکی رائے سے جو ظاہر کرنا تھا اتفاق کر دوں گی یا نہیں مگر اے خواتین یا نکلیں میں اس گفتگو سے جو میرے اور اس کے درمیان میں ہوئی آپکی سمع خراشی نہ کروں گی یہی کافی ہو کہ اس خدمت کا ذکر چھپڑوں جسکے انجام دینے کی مجھ سے درخواست کی گئی تھی اس باشندہ شہر نے مجھ سے یہ اقرار لیا کہ مجھ کو اسکے ساتھ کسی قدر سفر دراز پر جانا ہو گا اور سفر مذکور میں بعض بعض مقامات پر آنکھوں میں پی باندھنا ہوگی اس طرح پر مجھ کو اس مریض کے پاس جانا تھا جسکے علاج کرنے کی مجھ سے درخواست کی گئی تھی۔ اسنے یہ بھی کہا کہ اگر تم اس پر راضی ہوگی تو تمکو بے انتہا انعام ملیگا اور میں ہمیشہ تمہارا دوست و مددگار رہوں گا۔

اے خواتین یا نکلیں میں نے یہ خیال کیا

کہ میرے پھنسائیکے واسطے یہ ترکیب بھلا کیا ہوگی
شہری مذکور بڑا نامور آدمی تھا اور میری
جان اوسکے اُس مہفت کی تھی۔

پس میں راضی ہو گئی اور شہری
مذکور نے اپنی فیاضی سے مجھ کو کچھ دیا
بھی دیا جب شام کی تاریکی ہو گئی وہ
مجھے لینے کو آیا اور ہم دونوں ایک
ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر طقس
سے روانہ ہوئے۔

تمام رات ہم برابر چلتے رہے صبح ہوئے
ہم کوہ قاف کے جنگل اور پہاڑوں میں
تھکے چند گھنٹے تک ہم نے ایک پہاڑ
کی جوف میں آرام کیا اور شہری مذکور
نے وہاں چھوڑی سہی آگ روشن کی
کیونکہ سردی بہت شدت سے پڑتی

تھی اور برودت ہوا سے ہم قریب
ہلاکت تک کوئی گھنٹہ تک ہم پہاڑ کی
جوف میں رہے تاکہ ہم اور ہمارے
گھوڑے سستان میں آخر کار جب ہمارا سفر
پھر شروع ہوا میں نے دیکھا کہ میری آنکھیں
بہی باندھنے کا وقت آگیا، مگر اس طرح پر
میری آنکھ پر پٹی باندھی گئی مگر اس طرح
کہ اگر میں قریب سے دیکھنا بھی چاہتی تو
ممکن تھا۔

گویری آنکھ میں پٹی باندھی تھی میں

گھوڑے پر بدستور بیٹھی تھی اور شہری بھی
میرے قریب ساتھ جسا رہا تھا اور
میرے گھوڑے کی باگ ڈور پکڑے
تھا۔ اس طرح ہم راستے طے کرتے رہے
یہاں تک کہ شام ہونے لگی اور ہم پھر
ٹھہر گئے میری آنکھوں سے پھی پھی مٹائی
گئی اس وقت اس قدر روشنی باقی تھی کہ
میں دیکھ سکی کہ میں ایک نہایت جنگلی
اور خوفناک حصہ ممالک کوہ قاف میں ہوں
ہم ایک اور غار میں پہونچے آگ بھڑکنے
سیکھائی کھانے پینے کا سامان رکھا گیا اور
میں پھر آگ سے گرمائی اور کھا پی کر حواس
میں آئی۔

شہری نے مجھے پھر اٹھنے اور ساتھ
چلنے کو کہا اوسنے میری آنکھ پر پٹی
باندھی مگر اس مرتبہ ہم گھوڑوں پر
سوار نہیں ہوئے وہ پہاڑ کی جوف
میں بحفاظت تمام باندھ دیے گئے تھے
اور ہم پایادہ چلے۔ شہری مجھ کو ہاتھ
پکڑے لیے جاتا تھا آدھ گھنٹہ اس طرح
چلتے رہے۔ سردی ایسی سخت تھی کہ
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دماغ میں برف
کے سیخے بھے جاتے ہیں شہری نے میرا
ہاتھ پکڑ کر مجھے کہہ کہ اب تم کو ٹیڑھیاں
اوتارنا ہیں یہ اوتار در اگر اہل ہے

اور اس گھاٹی میں موسم بہار تھا انگور کی
بیلونین انگور نظر آتے تھے اور درخت
انواع و اقسام کے میوہ جات سے
لدا سے ہوئے تھے اور بیشمار گلاب کے
پھول میرے چاروں طرف کھلے ہوئے تھے
غرض کہ معزز شہری مجھ کو پھول اور میوہ دار
درختوں اور انگور کی ٹیوں میں ہوتا ہوا
لے چلا اور کہنے لگا کہ جو میوہ تمہارا چاہی
جاسے توڑ کر کھاؤ۔ چنانچہ میں نے
ایسا ہی کیا اور میں آپسے سچ عرض
کرتی ہوں کہ مجھ کو ویسے لذیذ اور خوش ذائقہ
میوہ جیسے میں نے اس دلفریب گھاٹی
میں کھائے تھے پھر کبھی میسر نہیں ہوئے
پھر شہری مجھے ایک چھوٹی عمارت کی طرف
لے چلا جو اس گھاٹی میں ایک شہرِ نچتہ
پر بنی ہوئی تھی۔ یہ عمارت مثل ایک حجرے
کے تھی جیسے وہ شخص مجھے لے گیا اور
وہاں میں نے مرہٹوں کو دیکھا اور ایک
ہفتہ میں میں نے اسکو چنگا کر دیا۔
ایک روز رات کے وقت میرے
معزز رہبر نے مجھے کہا کہ اب ہمارے رخصت
ہونا چاہیے۔ چنانچہ میں اپنے مرہٹوں سے
رخصت ہوئی اور میری آنکھوں پر پھر
بلی باندھی گئی اور اسی ڈھالو چڑھائی پر
ہم چڑھے۔

میرا ہاتھ پکڑے۔ ہو کچھ اندیشہ نہ کرو
مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی دروازہ کے
آہستہ سے کھلنے کی آواز آئی مگر میں ٹھیک
نہیں کہہ سکتی۔ غرض کہ اوتار شروع ہوا
اور ہمارے رہبر کی ایسی عجیب و غریب
عدا آئی تھی کہ اگر کسی دروازہ کے بند ہونے
کی آواز بھی ہوئے تو میرے کان تک
نہیں پہنچے غرض کہ ہم اترتے چلے گئے
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سیر پھیان چکر دار
ہیں اور سنگ خارا کو تراش کر بنائی
گئی ہیں جون جون ہم نیچے چلے جاتے تھے
ہوا زیادہ گرم ہوتی جاتی تھی۔ یکبارگی ہم
ٹھہر گئے اور ایک دروازہ باہر کی طرف
کھلا اور مجھ کو ہوا خوشگوار معلوم ہونے
لگی حالانکہ یہ سخت چلے کے جاڑے کی
رات تھی۔ میرا رہبر پھر مجھ کو ہاتھ پکڑ کر
لے چلا دروازہ میرے پیچھے بہت دور سے
بند ہو گیا اور میں نے ایسی زمین پر اترنا
شروع کیا جو بعض وقت نرم گھاس کا
سبزہ اور بعض وقت چلا ہوا راستہ معلوم
ہوتا تھا۔ غرض ہم برابر بڑھتے چلے جاتے تھے
اور ڈھالو ٹیلوں سے اترتے تھے آخر کار
میرا رہبر ٹھہرا اور میری آنکھوں کی پٹی
کھولی اور ایک درے کی تہ میں مجھ کو لیٹ گیا
ماہتاب ہر طرف نورِ برسا رہا تھا

نقلہ نے یہاں تک قصہ کہا تھا کہ مرحہ دفعتاً چونکی اور بڑے زور سے چیخ اٹھی۔

باب یازدہم

کالا سانپ

بیلی اور نقلہ گہرے گھر کی کھڑی ہو گئیں اور پیش خدمتین دوڑ آئیں مرحہ کے چہرہ پر نہایت خوف و ہراس طاری تھا اسی حالت میں اس نے اپنی پوشاک کا دامن ہٹایا تو اسکے منحنے کے گرد ایک کالا سانپ لپٹا ہوا تھا۔

اب ہر شخص کو گھبراہٹ و یاس خوف و ہراس کا سامنا تھا۔ سوائے نقلہ کے یہ عورت دیسی ہی باجو اس تھی اور ایک ریخت کی ٹوٹی ہوئی شاخ لیکر اسے سانپ کی دم پر جو گھاس پر پھیلی ہوئی تھی ایک ضرب لگائی سانپ نے سر سر اٹھ کرے ساتھ اپنے چکر کوٹے عاقلہ نے پھر اسکے بچی ماری اور وہ موت کی تکلیفوں سے بچ و تاب کمانے لگا تب نقلہ نے عورتوں سے کہا کہ مرحہ کو جواب نیم غشی کی حالت میں تھی چشمہ کے کنارہ سے ذرا ادب کی طرف کہیں جو تاکہ سانپ بچ و تاب کھاتا ہوا وہاں تک نہ پہنچ سکے اور خود جھک کر اسے فوراً اپنا بسم جسکی بہت تعریف

کی تھی زخم پر لگایا بعد ازاں کچھ سفوف نکالا جس میں اس نے تریاق کا نصف ظاہر کیا تھا اور پانی میں جو ایک خادمہ اس کے کمنے سے ایک پیالہ میں لائی تھی گھول کر حلق میں ٹپکایا۔

اب چشمہ کے کنارہ کا سامان لائق دید تھا آمنہ مرحہ کو اپنی گود میں بٹھائے ہوئے تھی زبدہ اس کا ہاتھ لیے ہوئے نہایت تردد سے اسکا منہ دیکھ رہی تھی اور مرحہ کی گرجی خادمہ خوف و ہراس سے ٹٹکلی لگائے ہوئے تھی نقلہ بھی کسی قدر غمزہ قریب کھڑی تھی گوا سے اپنی مجرب و امین استعمال کرائی تئیں جسکی نسبت بہت سترائی کی تھی۔ بیلی کہتے تھے کہ اس پر دعائیں مانگ رہی تھی اور سیل اشک اسکے رخسار پر روان تھا۔

مرحہ پر ایک غشی کی حالت طاری تھی جیسا کہ سننے اور بیان کیا ہے کہ بیلی یہ خیال کرتی تھی کہ مرحہ کی رگوں میں سانپ کا نہ ہر چٹک رہا ہے جس سے اس پر غشی کا عالم طاری ہو اور شاید بہت جلد یہ جیسی موت کے ساتھ مبدل ہو جائیگی بیلی گہرے گھر کی کھڑی ہو گئی اور نقلہ سے مضطرب ہو کر پوچھنے لگی کیا تم انکو بچا سکتی ہو اور انکو اپنی اوور پر فی الواقع اعتبار

ساتس باقی ہے مگر پہلے یہ تو۔۔۔ یہ ایک مرحہ
نے نہایت تکلیف و دقت سے اپنا پانچواں
اوٹھایا اور اپنے سینہ سے ایک چھوٹی چیز
نکال کر بیلی کے سامنے کی خاتون منگر لیا
یہ منہ سے۔۔۔ بے اختیار نعرہ خوشی و تعجب
کا نکلتا پڑا کیونکہ یہ چیز وہی انگشتری تھی
جو قیری قرمان اسکی انگلی سے
سراے کے گمراہ میں اتار لے گیا
تھا۔

مرحہ ۷: ہاں یہ ہمتا رہی ہو یہ ہمتا رہی ہو
انگوٹھی ہو۔۔۔ اب میں نے تم کو انگوٹھی دی
ہو ایک بہت بڑا بوجھ میرے دل سے
اڑھ گیا ہو۔

بیلی کے دل میں فوراً یہ سوال پیدا
ہوا کہ اس خاتون کے قبضہ میں میری انگوٹھی
کیونکر آئی۔

مرحہ ۸: سوائے بیلی کے اور سب لوگ
اڑھ جاؤ۔ بیلی تم میں رہو مجھ کو بہت کچھ
متے کھنا ہے۔

چنانچہ عاقلہ حبش۔ گرجن۔ زیدہ
اور آمنہ تھوڑے فاصلہ پر چلی گئیں اور
بیلی نہایت سسش و سچ میں تھی کہ وہیں
یہ خاتون کیا راز کی باتیں کہتی ہے کیونکہ
بعد ان الفاظ کے جو مرحہ نے ادا کیے
تھے ستارہ منگر لیا کہ وہ بھی تعجب تھا

ہو؟ ہر خدا خوب کوشش کر دین منگو انعام
سے مالا مال کر دوں گی۔

تفصیل ۹: انسان کا کام دو الگانا ہے باقی
کام اللہ کا ہو اسکا علم خدا کو ہے کہ ہمتا رہی
منفقہ زندہ رہے گی یا مرے گی۔
بیلی ۱۰: بار الہا بتا رہی گفتگو سے تو مجھ کو کوئی
امید نہیں بندھتی۔

مرحہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں
اس اثنا میں اسکو کچھ ہوش آ گیا تھا اور
اوسے ستارہ منگر لیا اور عاقلہ کی گفتگو سن
لی تھی اور کہا: ہاں کچھ امید نہیں ہو مجھ کو
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت کا زہر میری
انگوٹھیں بھیر رہا ہے موت آئی اور اب
آئی ہے مگر افسوس منگو میری طرف فی الجملہ
میلان محبت ہو۔

مہ جبین بیلی منگو میری وجہ سے
صد مہ ہوا۔

ستارہ منگر لیا جو مرحہ کے پاس دعا
مانگنے کے طور پر اپنے گٹھنے ٹیکے سنبی دیر
ایک نہایت تعجب کی نگاہ ڈالی جاپنا
نام اوسے مرحہ کی زبان سے سنا کیونکہ اب
تک بیلی نے اپنا نام نہ بتایا تھا۔

مرحہ ۱۱: مہ جبین بیلی میں تم کو جانتی ہوں
اور مجھ کو بہت کچھ متے کھنا ہے خدا ایسا
کرے کہ اس کے لیے مجھ میں تھوڑی دیر اور

کہ یہ کون ہی اور انگوٹھی اسکے قبضہ میں کیونکر پہنچے۔

مرحہ نے ظاہر جانکندی کی باتیں سن کر آہستہ مگر صاف آواز سے جو بخوبی سمجھ میں آتی تھی کہا: ”مہ جین لیلیٰ تم نے مجھ سے بڑی ہمدردی کی اب میرا دل بالکل کھل گیا ہے لیلیٰ تم یہ شکرت چوںکو کہ قیری قرآن کی زوجہ ہوں اور مجھ کو نفرت کی نگاہ سے مت دیکھو بلکہ مجھ پر غم اور ترس کی نگاہ ڈالو“

لیلیٰ: ”جو کچھ نقصان تمہارے شوہر نے مجھ کو پہنچایا ہے اسے اداسی تلافی کر دی تھی وہ انگشتری بھی مجھ کو دیدی جو اسے مجھ سے لے لی تھی۔ میں جانتی تھی کہ اسے انگشتری ملی ہے“

مرحہ: ”(تعجب ہو کر) تم جانتی تھیں“ لیلیٰ: ”ہاں میں نے اسکو اپنے کمرہ میں آتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں اپنے تئیں سوتا ہوا بنا لے ہتی کیونکہ اسکے ہاتھ میں خنجر تھا اور مجھ کو اندیشہ تھا“

مرحہ: ”تو تم نے میرے شوہر کو دیکھا ہی“ لیلیٰ: ”ہاں ہاں دیکھا ہی مگر یہ بتاؤ کہ وہ میرے پیچھے کیوں پڑا ہی“

مرحہ: ”لیلیٰ تم کو خوب معلوم ہے کہ تم اس انگشتری کی قدر و منزلت نہیں جانتی ہو جو میں نے ابھی تم کو دی ہے مگر افسوس

یہ میرا کیا حال ہوا جاتا ہے یقیناً یہ موت کے آثار ہیں۔ لیلیٰ میں تمہاری بڑی احسانمند ہوں اور تمہارے دل سے تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں میں تمہارے منہ سے یہ اقرار کرانا چاہتی ہوں کہ قیری قرآن کو کچھ نقصان نہ پہنچانا۔

لیلیٰ: ”میں قسم کھاتی ہوں کہ میں کچھ نقصان نہ پہنچاؤنگی“

مرحہ: ”اب آئندہ سے وہ تم کو تکلیف نہ دے گا“

لیلیٰ: ”میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ اگر کسی وقت تم اسکو پھنس بدلے ہوئے دیکھو تو اسکی اطلاع کسی سے نہ کرنا“ اب میرا وقت خیر ہی چھوڑی دیر میں ختم ہو جاؤنگی میں تم سے منت کرتی ہوں کہ تم بلا توقف طفلانہ کو چلی جانا اور میرے لاش کے پاس ایک لمحہ نہ ٹھہرنا۔

یہاں مرحہ کی آواز بند ہو گئی اور لیلیٰ سمجھی کہ شاید روح اسکے قالب سے پرواز کر گئی اسلئے مرحہ کا سر نہایت آہستگی سے سبزہ زار پر رکھ دیا اور آپ آہستہ آہستہ اس مقام کی طرف بڑھی جہاں اور غور میں جمع تھیں جو کچھ حادثہ گذرا تھا وہ اسکے چہرے سے ظاہر تھا سب نے جو واقعہ کو سمجھ میں بہت اندوہ و ملال کیا اور گرجن اور صیحتیں پھوٹ پھوٹ کر دنا شروع کیا

ایلی نے بستر اور بستر کے ٹکیوں پر دلا
دیا اور کہا کہ اب لاش کو اٹھو اور دیکھو
تکفین کی فکر کرو۔
وہ دونوں خادموں جوش و غم ضبط کر کے
آہستہ قدم اور سنجیدہ نگاہ سے اس مقام کو
چاہیں جہاں انکی خدمت پر تھی تھی۔

ستارہ منگر لیا اور انکی خواہشیں اپنے
اسپیکٹر ڈرونر سوار ہوئیں اور وہاں سے
پھیریں اور ایک طرف یہ پہرہ پہنیں اور ایک
دستار سے بڑبڑا جا رہا تھا۔ ستارہ منگر لیا
کو لوہاؤں دیا یا کسی سیدھا راستہ تھا کہ
جو یہاں سے بیس میل سے کچھ زیادہ ہے
یعنی چلی جا رہی تھی اور اس کے دائرے میں انواع
انعام کے خیالات جوش زبان تھے بھی
یومِ حرم کے مرنے پر اسکو ترس آتا اور کبھی
انکو بھی طمانے پر خوش ہوتی۔

باب دوازدهم نفلس

ایلی نے بستر اور بستر کے ٹکیوں پر دلا
دیا اور کہا کہ اب لاش کو اٹھو اور دیکھو
تکفین کی فکر کرو۔
وہ دونوں خادموں جوش و غم ضبط کر کے
آہستہ قدم اور سنجیدہ نگاہ سے اس مقام کو
چاہیں جہاں انکی خدمت پر تھی تھی۔
ستارہ منگر لیا اور انکی خواہشیں اپنے
اسپیکٹر ڈرونر سوار ہوئیں اور وہاں سے
پھیریں اور ایک طرف یہ پہرہ پہنیں اور ایک
دستار سے بڑبڑا جا رہا تھا۔ ستارہ منگر لیا
کو لوہاؤں دیا یا کسی سیدھا راستہ تھا کہ
جو یہاں سے بیس میل سے کچھ زیادہ ہے
یعنی چلی جا رہی تھی اور اس کے دائرے میں انواع
انعام کے خیالات جوش زبان تھے بھی
یومِ حرم کے مرنے پر اسکو ترس آتا اور کبھی
انکو بھی طمانے پر خوش ہوتی۔
ناظرین کے ردِ دہرہ پیش کیا۔
ایلی نے نورِ تم دیکھا ہو کہ میں آخر کار بجا
اپنے منزل مقصود پہنچ چکی۔
نورِ جہاں میں ہے اور امید کرتا ہوں کہ حضور
ایسا فرمائی کوئی جہہ نہیں ہے اور اسے
اوسے لیلیٰ کو باہک میں چھوڑ دیتے اور اسے
میں مدد دینے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔
ایلی نے کچھ غصہ و افحاش تو گزشتہ نگاہ
وہ گذشتہ ہے اور انکی چہرہ پر وہاں۔

چار بجے شام کا وقت تھا جب ایلی
اپنی خواہشوں کے نفلس کی طرف روانہ ہوئی
تھی۔ اس واقعہ خیز مقام سے چاکر سب
پچھلے قانون میں جو ایلی کو ملتا تھا اسے محفوظ
ساتھ لے لیے تھے۔ سوا د نفلس میں پہنچ کر
انکو پیش قرار انعام دیکر رخصت کیا

کر سکون یہ فرمائی کہ آپ اپنی ہی خواہشیں
اپنی خدمت میں رکھیں گی یا اس گھر کی
خادمہ مامور کیا گئیں؟

لیلیٰ: ”میں تو یہ چاہتی ہوں کہ میری ہی
پیش خدمتیں ہر ایک میرے کام میں رہیں
اور میں جہاں غائب ہوں، جہاں واپس آئے
مختار سے آقا کے تہار ہوں۔“

بڑھئی خادمہ: ”بہت خوب یہ نہ ہو
اصل دروازہ محل سے لگا ہوا ہے آپ
دیکھ لیا ہے اگر آپ شہر میں سیر کرنا چاہیں
تو باہر جانے کا راستہ یہ ہے اس طرح کے
کمرہ میں ایک دروازہ باغ کے جانے کا ہے
اس میں آپ بے کھٹکے اس طرح پر ہٹل سکتی
ہیں کہ کوئی آپ کو نہ دیکھے باغ سے بھی
ایک دروازہ شہر کو ہے اور کبھی اس چور دروازہ
کی اوس کمرہ میں بھی جھسکا میں نے ابھی ذکر
کیا ہے۔ یہ مرا تپ میں اسوجہ سے عرض
کرتی ہوں تاکہ آپ اس مکان کا انتظام
اور حالات سے واقف ہو جائیں جہاں
آپ کو تھوڑے روز رہنا ہے اور آپ کو کسی
قسم کی تکلیف نہ ہو۔“

لیلیٰ نے بڑھئی خادمہ کی ہر باتوں کا
شکر یہ ادا کیا بعد ازاں معصہ چلی گئی۔

لیلیٰ نے غسل کا قصد کیا جسکی ضرورت
بعد اسے دور دراز سفر کے کئی جب وہ اپنی

اب بہت سے نوکر چاکر و عورت پھاٹک
کے بروہا جانب کے مکانات سے نکلنے لگے اور
نور ادب سے آگ کھڑا ہو گیا تاکہ نوجوان
خاتون اور اسکی خواہشیں داخل ہوں ایک
بڑھئی خادمہ جو ظاہر اگر کے نوکروں میں
اعلیٰ درجہ کی معلوم ہوتی تھی لاپرواہی کے
لیے آئی اور تیر مقدم کیا۔

ستارہ منکر لیا اپنے مناسب الفاظ میں
یہ کشادہ پیشانی جو ابد یا بعد ازاں بڑھئی خادمہ
کشادہ سیٹھیوں پر ہو کر اسکو نہایت عورہ
کرو نہیں جو خوب آراستہ تھیں لے گئی۔

بڑھئی خادمہ: ”یہ کمرے آپ کی آسائش
کیا سٹے آراستہ کیے گئے ہیں میرا مالک
یعنی دو تہہ جہاں نواز منصور کسی ضروری
کام کی وجہ سے دو ایک روز کے واسطے
غیر حاضر ہے مگر چلتے چلتے حکم دے گئے
ہیں کہ حضور یہاں پہنچ کر اس مکان میں ایسا
برتاؤ کریں کہ گویا آپ ہی کا ہے۔“

لیلیٰ نے جھک کر معلوم کر کے افسوس ہوا کہ منسلو
موجود نہیں ہیں انکی نہ پانی کی شکر گزار ہوں
اور نہ تیری بھی کہ تم نے اسے ارشاد کی پوری
پوری تعمیل کی۔

بڑھئی خادمہ: ”میں نہایت خوش ہوں گی
کہ آپ کو جو ضرورت ہو اسے آپ بے تکلف
ارشاد فرمائیں تاکہ میں انکی پوری پوری تعمیل

قریب آٹھ بجے شام کا وقت تھا

اور لیلیٰ معہ اپنی خواہنوں کے باغ میں ایک
اور چکر لگا کر پھر گھٹنوں کو واپس آئی تھی کہ
بڑی خادمہ نشست کے کمرہ میں آئی اور
کہنے لگی: حضور ایک عورت آپ کے سلام کو
حاضر ہے اگر اجازت دیں تو حاضر ہو۔

لیلیٰ: ہاں اسکو آئے دو۔

بڑی خادمہ چلی گئی اور ایک لمحہ
میں ثقلمہ لیلیٰ کے سامنے حاضر ہوئی۔
لیلیٰ: تم یہاں کیونکر آئیں اور تمکو کیسے
معلوم ہوا کہ میں یہاں مقیم ہوں؟

ثقلمہ: اے حضور میں یہاں ایک پاک

اور مقدس غرض کیواسطے آئی ہوں گو میں
خود ترکی نژاد ہوں اور مجھکو گرجی مذہب کے
اسول سے کچھ دلچسپی نہیں ہے تاہم مجھکو ہر
مذہب کے عقائد کا پاس و لحاظ ہے اسیوجہ سے
میں اس مرتبہ بطور قاصد کے آپ کے پاس
حاضر ہوئی ہوں۔

لیلیٰ: ثقلمہ تمہارا کیا مطلب ہو تم کسی طرف
سے قاصد ہو کر آئی ہو۔

ثقلمہ: میں مردہ کی طرف سے قاصد ہوں۔

لیلیٰ: ثقلمہ خدا کیواسطے استعارہ اور تمثیل

کو بنانے دو جو کچھ تمہارا مطلب ہو صاف

اور صریح الفاظ میں بیان کرو۔

ثقلمہ: اے خاتون مہ لقا قری قرمان

پیش خدمتوں کے ساتھ بعد غسل کرنے کے

نشست کو کمرہ کو لوٹی اور سنے نہایت لذت

خوش ذائقہ کھانے دستر خوان پر چنپے ہوئے

پائے۔ لیلیٰ نے اپنی پیش خدمتوں کو اپنے ساتھ

دستر خوان پر بیٹھنے کا حکم دیا اور انھوں نے

سبک غذا میں جو ادنیٰ کے سامنے رکھی گئیں

کھائیں۔ لیلیٰ کی خوشی منزل مقصود پر یافت

پہونچنے اور انگشتی بلجانی سے غائب پوری ہوئی

مگر منصور کی عدم موجودگی سے کسبت و اداسی

خوشی میں خلل پڑا کیونکہ اسکو بہت اشتیاق

بلکہ خواہش یہ امر دریافت کرنے کی تھی کہ کیا

دور دور انداز اور یہ خطر سفر منکر یشیا سے دور

جاریہ تک کرنے کی اسکو کیون ہدایت ہوئی۔

جب کھانا ہو چکا تینوں خوب بیٹھی نیند

سوئیں اور جب صبح کو اوشیں تو ایسا محض ط

مکان پانے کا شکر یہ درگاہ باری تعالیٰ میں

ادا کیا جب بیردنی دروازہ کھولے گئے

بہت سی خادمہ نشست گاہ میں سر خوان

پر عمدہ کھانے چنے کے واسطے داخل

ہوئیں اور جب کھانا ہو چکا لیلیٰ نے باغ

میں ہوا خوری کا قصد کیا اور کئی گھنٹہ

تک لیلیٰ اور اسکی پیش خدمتین باغ میں

جہاں کوئی شخص اور نہ مغل نہیں ہوا اب

وہ پھر مکان کو واپس آئیں تو انھوں نے

دستر خوان چاہا ہوا پایا۔

درخواست منظور کر دیں اگر چھوٹے پیکر اطمینان ہو کہ یہ پھنسانے کا جال نہیں ہے۔
 نقطہ ۲ میں ہر طرف کی قسم کھاتی ہوں کہ میرا یا
 دیگر اشخاص کا اس امر کا خاص میں تمھاری
 نسبت کوئی بد ارادہ نہیں ہے میں تمھارا
 کوئی بال بیکا نہ ہوں۔

چنانچہ ییلی تھوڑی دیر سوچ بچار کر
 اوکھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ۲ میں تمھارے
 ساتھ چلتی ہوں۔

غرض کہ نقلہ کے پیچھے پیچھے ییلی کمرہ سے
 باہر گئی اور نہ بدہ اور آئینہ سے بغلیں ہونے
 کے لیے ایک لمحہ ٹھہر گئی۔ ییلی نے نقلہ سے
 کہا کہ ذرا تم اس خواگاہ کے کمرہ میں چلو
 اور یہ کمرہ غسل خانہ کے کمرہ میں چلی گئی
 وہاں سے اسے اپنا زور اور تارکیر ملادی
 میں رکھ دیا اور اپنی بیٹری سہا طبعی
 انگشتی کو متاچھنے لگا وہ پیسہ کی تبدیلی
 کے نہ ہر چھوٹا اس تھا تاہم کہ اگرچہ
 زیور ہوتا تو شاید پوشیدہ نہ ہو سکتی
 کرنے کا حوتہ ہو اور الماری کا قفل
 لگا کر اوستہ کبھی ایک ایسے مقام پر رکھ دیا
 جہاں اس کے ہاتھ نہ واپس آسکی صورت
 میں تھوڑی تلاش میں وہ یہ آسانی مل سکتی
 تھی بعد ازاں اس نے اپنی نقاب الی اور
 باغ کے کنارہ والے پھاٹک کی کبھی جو

کی زوجہ تھوڑی چند دشمنوں کے ساتھ سازش
 رکھتی تھی اور شکو نقصان پہنچانے کی واسطے
 کمر بستہ تھی کہ ٹھیک اویس وقت خدا سے تمکو
 اس سے دو چار کر دیا کہ تم اس کے سر کو بوقت
 موت اپنے سینہ میں جگہ دو میں نے اسکی
 خادمہ سے سب سنا ہے۔

ییلی نے اگر یہ نصیب مرحہ کے ارادہ میری نسبت
 خاصہ تھی تو میں اسکو معاف کرتی ہوں
 اور توبہ ہے اس کے قبور کو کھوکھلی ہوں
 اور یہ میں سب جانتی ہوں اور یہی وجہ ہے
 کہ میں نے کئے والی ہوں کہ تم اس معافی
 کی حد میں مشابہت عطا کرو اور اقام کے
 سرور و دلان پیش خدمتین یعنی گرجن اور
 جہن جہاں یہ نصیب مرحہ چھوڑ کر مر گئی ہے
 اور خداوند کی بخشش کو انفس میں نہیں
 اور گرجن سے مجھے درخواست کی تھی کہ کیا تو
 بتا دے میں ہا ہر ہو تو میرا تقی کران کہ آپ
 زفیہ و دانش کے پاس جیکر اس معافی کا
 بارہ کمرہ میں جو مرتے وقت آئے اسکو دی تھی
 ییلی نے توفیقی قرمان کی بد نصیبی دھمکی
 میں کہاں ہے۔

نقلہ ۲ نے کچھ دور نہیں ہے پشت
 کے سیرت اشارہ کر کے میں چارہ گلی
 کے قاعدہ پر اسطرت ہے۔
 ییلی ۲ میرا ہی دل چاہتا ہے کہ میں تمھاری

مرنے وقت ہر طرح کی تلافی بابت اس بدی کے جو فی الواقع اس نے لیلیٰ کی نسبت جو اس کے ذہن میں تھی گردی تھی اسی واسطے اس کی روح کو آرام کیلئے لیلیٰ نے بلاتالیاں میں ہر طرح کے عمل میں اس نے فی نسبت رضامندی و ظاہر کی سیغنے یہ کہ اس کی لاش کے پاس اس سہانی کا اعادہ کرے جو مرہ کی حالت حیات میں اس نے دی تھی۔

تلفہ طرکوں اور کلیوں میں ابابوب قریب خالی تحقیق چلی جاتی تھی اور لیلیٰ بھی طرح طرح کے دوسرے اور خیالات اپنے دل میں لاتی ہوئی چلی جاتی تھی تلفہ کا حال تو اسکو بہت کم معلوم تھا اور اسے امین خواہ خواہ یہ خیال آتا تھا کہ جب یہ سفالی کر سکتی ہے تو اتنا ارادہ پوشیدہ رکھنے کیلئے ہزاروں قسم کے ارادے اور اثرات و اقوت کرے، مگر اسکو کیا حال ہو سکتا ہے مگر اس کے طرز زندگی سے ایسی ہیلاقت ظاہر ہوتی تھی کہ لیلیٰ نے اپنے تئیں بالکل دوسرے پرہیز چھوڑا علاوہ یرین اسکو یہ خیال تھا کہ میرے اس فعل سے مرہ کی روح کو بہت آسائش ہوئے گی اور اگر فی الواقع کوئی سازش نہ کی گئی ہو اور کوئی جال نہ پھیلا یا گیا ہو تو مجھ کو ایسے مقدس کام سے انجام دینے پر اپنے تئیں سخت ملامت کرنا پڑے

حسب بیان متعینہ اس کے سنگار کے کمرہ میں رکھی تھی اسے کمرہ سے زبده اور ثقہ سے کما آئے اب میں چلنے پر طیارہ نہ نہ۔

عاقبت اس نے بھی اپنا تزیین کا پرقدہ منہ پر ڈال لیا صرف اتنی کھلی تحقیق زبده سے بھی اپنی نقاب دالی اور تینوں خفیہ زبده سے بارغ میں اور ترین۔ شام کی دھندلی روشنی میں وہ بارغ سے گزر گئیں اور اس سچانک پر پہنچیں جو دیوار کے کنارہ پر تھا۔

لیلیٰ نے قفل کھولا اور سب باہر نکلیں تلفہ نے سڑک پر رہبر کا کام انجام دینا شروع کیا۔

باب سیزدہم

مقدس رسم

لیلیٰ بہت ہیچہ دار تعلیم یافتہ اور نہایت ذہنی شعور بلحاظ اس ملک کے تھی جس میں اسکا مسکن تھا مگر مذہب عیسائی کے عقائد کے دل میں مثل نقش کا گچہ نہیں نشین تھے اور وہ ان توہمات کی بھی پابند تھی جو ملک کو وہ قافہ میں رائج تھے۔ لیلیٰ کے دل پر مرہ کی وفات کے ساتھ ہو شر کا بہت بڑا اثر تھا اسکو بد قسمت مرہ پر ترس آتا تھا اسواسطے کہ اس نے

ایں نقلہ لیلیٰ وزبدہ کو آہستہ آہستہ پلنگ
کی طرف لے چلی جہنم بھی تھوڑے فاصلہ پر
پہنچے پیچھے چلی آئی تھی مردہ کی نعیم کے لحاظ
سے لیلیٰ اور زبدہ نے اپنی نقاب اوٹھادی
اور پلنگ کے قریب لیلیٰ اور زبدہ دونوں
گھٹنے ٹیک کر دعا مانگنے کے طور پر کھڑی
ہو گئیں۔

نقلہ فریست کا منہ دیکھو یہ کھڑے آہستہ
سے سرخے منہ سے نقاب ہٹائی دیکھو
کیسا نوجوانی چہرہ ہے بنکوا منہ کرنا
چاہیے کہ یہ نورانیت فال نیک اسکی روح کی
نجات کی ہر وہ روح جسکو کامل آسائش
پہنچانے کیلئے آپ آئی ہیں۔

یہ کھڑے نقاب نے بھر و بسی ہی آہستگی سے
نقاب ال دی جیسی آہستگی سے اٹھائی تھی
اور مرصہ کا چہرہ نظر سے چھپ گیا ایک
منٹ تک بالکل خاموشی رہی بعد ازاں
لیلیٰ نے اپنی نازنین آواز سے نقل خاموشی
ٹوڑا اور لڑکھرائی ہوئی گویا آواز سے کہا
”مرصہ جب تم زندہ تھیں میں نے تمکو

اس برائی کی جو تھیں میری نسبت کی اور
جو تمہارے ذہن میں تھی معافی دی تھی
کہ میں اس برائی کی جو غایت اور نوعیت
سے بالکل لاعلم تھی اور اب تک ہوں طرباب
بیان تمہارے اس پلنگ کے پاس

چند منٹ میں نقلہ ایک پھاٹک پر پٹھری جسی
کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس کھڑکی میں وہ
داخل ہوئی اور لیلیٰ اور زبدہ بھی اسکے
پیچھے جہنم دروازہ کی دہلیز پر جہنم
میں چراغ لیے ہوئے کھڑی تھی اسنے
نہایت ادب سے جھک کر لیلیٰ کو سلام
کیا اور بغیر کچھ بولنے کے زمینہ کا راستہ
دکھلایا۔ غرض کہ سب لوگ زمینہ کے
اوپر پہنچے یہ مکان لیلیٰ کو برا لگے
فسن کا اور بہادہ معلوم ہوا کیونکہ زمینہ کے
اقتحام سے ہر طرف ایسی غلام گردش
اور کاس کے راستہ ملے ہوئے تھے ہر حال
اوسکو زیادہ دیکھنے بھاننے کا موقع نہیں ملا
کیونکہ جہنم نے ایک پٹ بلند ٹوٹ کے
کوڑے کا تھولا اور قبل دہلیز نالینے کے
اسنے چراغ باہر کی طرف زمینہ پر رکھ دیا ایک
سراہ مخمل کا پردہ ہٹایا گیا کمرہ کے اندر
بہت دہندہائی روشنی تھی جس میں لیلیٰ اور
نقلہ وزبدہ جہنم کے پیچھے پیچھے داخل
ہوئیں کمرہ کے سرے پر ایک پلنگ جو ترہ
پر بچھا ہوا تھا پلنگ پر ایک چیت گریساہ
مخل کی تھی اور اس کے چاروں طرف مخمل
کے پردے لٹکے تھے اس پلنگ پر مرصہ کی
لاش ایک چادر میں لپیٹی ہوئی رکھی تھی
اور منہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔

جسے مہتاب جسم بچان خواب جاودانی میں ہے
 میں صدق دل سے اور آپ خیالات سے
 اس معافی کا اعادہ کرتی ہوں اسے مدد اگر تم
 سچے مدت تک مثل مستویا ستارہ آسمانی
 کے ستین چہ آسمان سے نگر آیا نکلیا تھا خدا کر
 ہمارے روح اوس سے بلند تر اور خوشی
 کے کرہ آسمانی پر ہو چوائی جاسے جہان ہم
 صفائی اور پاکئی سے اوس مبارک روشنی
 میں نیکو جو عرض معنی سے آئی ہے۔
 لیلی خاموش ہوئی شاید وہ اس سے
 زیادہ کہتی لیکن مقدس خیالات کے
 جوش نے اوسکی قوت تقریر کو ساقل کر دیا
 اور صرف اوسے نے آنسو کے موتی نہیں بنائے
 بلکہ اسکے کانون تک اور دن کی چرخ کی
 صدا پہونچی۔ زبردہ۔ گر جن اور ہیشن بھی
 رو رہی تھیں اور نقلم کی آنکھیں بھی خشک
 نہ تھیں۔

عاقلم "بس ہر بتو مجھ کو بھی یقین ہوتا
 ہے کہ یہ رسم بلا اپنے اثر کے سونے کیونکہ اگر
 کسی مخلوق ارضی نے فرشتہ کی طرح دعا
 مانگی تو وہ تم ہو۔ یہ کہہ کر نقلم نے لیلی کا ہاتھ
 پکڑ کر اوسکو اٹھایا اور معزہ زبدہ کے کرہ
 کے دروازہ کی طرف لے چلی مٹھلی کا پردہ
 بٹھایا گیا۔ دروازہ کھولا گیا اور اب وہ
 زمرہ کے چاند پر ایسا دہے تھیں۔

نقلم نے ایجاب اب میں آپ کو اس محل
 خانہ کے بارغ کے دروازہ پر پہونچا دوں گی
 جان آپ رہتی ہیں اور جب تک آپ
 وہاں رہو سچ لیں آپ کو جو نعمتیں نقلم
 کی جانب بدگمانی ظاہر کرنے کا نہ بھیجے گا
 یعنی خود دعا قلم سے یہی کہنے والی تھی
 وہ اسکو بہت جلد سیر ہی سے اوتار لیگی اور
 وہ چارغ جو ہیشن نے نہ سہے چارہ پر پہونچا
 گئی تھی اپنے ہاتھ میں لے کر نکلائی تھی
 نقلم لیلی وزبدہ نے اپنے منہ پر نقاب
 ڈال لی اور جہنم میں جب وہ سر
 پر نکل گئیں بھاگ کر لکھڑکی بند ہوئی خاموشی
 اور عافیت کے ساتھ وہ چلی جاتی تھیں مجلس
 منظور کے بارغ میں دروازہ پر پہونچ کر
 لیلی نے نقلم سے کہا: اب یہ وقت ہے
 کہ تم مجھ کو معاف کر دو کہ تمہاری نسبت میں نے
 ایسی بدگمانی کی۔ لویا خنجر لیجاؤ۔
 نقلم "دیلی کے ہاتھ سے خنجر لے کر
 اگر اب مجھ سے اور آپ سے پھر ملاقات
 ہوئی تو آپ کو عاقلم پر اختیار
 رہے گا۔

اجا خدا حافظ

لیلی "نقلم ایک اور بات سے جاو معلوم
 ہوتا ہے کہ بعض معاملات سے تم پر سے
 طور پر آگاہ ہو۔ تم ایسے شخص کے ساتھ ہو

جو تکوین کے بغیر ہو سکتے ہیں ذرا یہ تو
بتاؤ کہ متوفیہ مرحوم کے ذہن میں میری
نسبت کیا بدی تھی۔

تقلید کے حضور بخیر معلوم نہیں خدا حافظ
یہ امر کہ جلد ہی جلدی اور تابی کی
وجہ سے ایک لمحہ میں نظر سے غائب ہو گئی

نہ بدو خوش ہو کر لی کی خدا کا شکر ہے
کہ ہم سب کو جانیت و ایسے آئے
ستارہ مندر لیلیا ان اللہ اعلم

وہ چھ ایک تین داخل ہوئیں اور
باغ میں ہو کر اپنے گروہ میں بیٹھ کر اپنے انگو
دلیکھ کر فرط مسرت سے آجیل پڑھی کیونکہ انہوں نے
واپس آنے سے طرح طرح کے اندیشہ
اور ترددات جو اس وقار چھو کر
کو شکر رفع ہو گئے۔

دوسرے روز بعد صبح کے کھانسنے
کے لیلی باغ میں سیر کرنے کو اور تری مگر
اس مرتبہ اسلی خواصین ہمراہ نہ گئیں۔
لیلی اپنے خیالات میں مستغرق ہو گئی یہ
وہی دن تھا جس دن منصور کی آمد تھی۔
لیلی ایک گنبد سے زیادہ باغین

پھر رہی تھی کہ اتفاقاً اسکا گدرا ایک ایسی
پروش پر ہوا جسکے دونوں جانب درخت
لگے ہوئے تھے جسپر وہ نہیں گذری

تھی لیلی اپنے خیالات میں غرق آہستہ چلائے
اوساوش پر چلی پھرتی تھی دفعتاً اسکے
کان میں ایسی آواز آئی جسے کوئی گواہ کی
تھو لہذا یہ لیلی نے اوپر آنکھ اوٹھائی تو
اول منزل کی ایک گھڑی میں تو جوان
انہوین گھڑا تھا۔

لیلی نے بڑی مشکل سے اس دین کو
دیکھا کہ وہی چہچہ کو ضبط کیا کیونکہ وہ اس کو
غیر فرماں سمجھ رہے تھے اور اپنی
لقاب جلدی سننے پر اس کو اس موقع پر

لہجی اور بجاگی اور شان و شہرت انہوں نے
گروہ میں پہنچنے کی شکل سے وہ چہرہ دار
کی سیڑھیوں پر پہنچ رہی تھی کہ زبردستی
کے دروازہ پر اسکو مٹی اور کینے لگی۔

پڑھی تھا وہ آگے بڑھتا ہے اسکا
آقا نے اسکا التجار منصور لایا اور
آیا ہے۔

لیلی نے خوش ہو کر اہم منصور واپس آگیا
اسکا شکر ہے اب اسکو معلوم ہوا
کہ یہ نامی سوداگر اسکا ہی خواہ اور
مواظف کے گا۔

غرض کہ جھٹ پٹ کنکھی چوٹی کے بارے
فاخرہ پتا تا کہ دو تہذیب سوداگر کے دروہ
بہر مناسبت حاضر ہوا اور اپنی طلسمی انگشتری
پنکودہ شہت کے گروہ میں گئی جہاں منصور

سے کیا تا اوس نے قیری قرمان کا نام نہیں لیا بلکہ اپنے دل کے خیال کو اپنی صورت سے ظاہر نہیں ہونے دیا پس جبکہ الہ دین حیرت مفتونی تعشق کی نگاہوں سے اسکو دیکھ رہا تھا لیلیٰ اپنی آنکھ بہت تندی سے اور بردباری سے اس انتظار میں بیٹھ گئی کہ منصور اس سے مخاطب ہو۔

منصور نے لیلیٰ کے کمرہ میں آنے پر اوسکا خیر مقدم کیا اور دونوں کے اس طرح مودب کھڑے ہونے سے پیر مرد ظاہر خوش ہوا اور آخر کار اوسنے کہا: میرے نوجوان دوستو! تم پیر مرد کی عزت کرنا خوب جانتے ہو تم میرے سامنے کھڑے رہے لیکن اگر بہ اعتبار شوشل حالت کے مقابلہ کیا جائے تو میں تم دونوں سے بدرجہا رتبہ میں کم ہوں (لیلیٰ کی طرف مخاطب ہو کر) حضور تشریف رکھیں (الہ دین کی طرف مخاطب ہو کر) اور خداوند تعالیٰ آپ بھی کرم فرمائیں۔

نوجوان ترک شہزادیوں کی طرح لیلیٰ کے خطاب کیے جانے پر تعجب سے چونک اٹھا اور لیلیٰ بھی بے اختیار چونکی کیونکہ اوس کو نہایت حیرت تھی کہ قزاق نے کیسا ذی رتبہ لوگوں کا بھیس بنا کر اپنے تئیں گرجی سوداگر کے سامنے پیش کیا ہے۔

جب الہ دین بائیں طرف اور لیلیٰ داہنی

اسکو اپنے آقا کے پاس لیجانے کے واسطے منتظر تھی۔

لیلیٰ خادمہ کے ہمراہ ایک غلام کو درش میں اوس عظیم الشان عمارت کے وسط کے مکان میں پہنچی خادمہ نے کمرہ کا دروازہ کھول دیا اور لیلیٰ داخل ہوئی اوس نے ایک جنگ بزرگ صورت ضعیف سوداگر کی دیکھی جو ایک صفت پر اوس آراستہ اور سراسر کمرہ میں بیٹھا تھا اور دوسری نظر ڈالنے سے لیلیٰ نے دیکھا کہ وہ شخص بھی موجود ہے جسکو قیری قرمان سمجھے ہوئے تھی۔

باب چہارم دہم

منصور

الہ دین بے اور ڈیر ہلا اپنے اپنے خیالات سے منصور گرجی ملک التجار کے مواجب میں دوچار ہوئے نوجوان ترک اس مہجینہ کے دیکھنے سے نہایت خوش تھا کیونکہ اوسکی تصویر اول ملاقات کے وقت سے اس کے دل سے دور نہ ہوئی تھی اور وہ فوراً بناط سے اوس کو لیلیٰ کے بھاگ جانے سے حیرت ہوئی تھی وہ یاد نہ رہی برخلاف اسکے لیلیٰ اب تک اسی خیال میں تھی کہ قیری قرمان میرے روبرو کھڑا ہے اور محض اُس اقرار کی وجہ سے جو اسے مرہ

نے ابھی ہی تھی عجیب ساخت کی انگوٹھی تھی۔ حیرت ایک یا دو ت جڑا تھا اور اس پر ایک سفر کندہ تھا منصور نے یہ انگوٹھی بھی لے لی اور بہت غور سے پتہ مارتا۔ ایک اسکو دیکھتا رہا۔ ناظرین قیاس کر سکتے ہیں کہ لیلیٰ کو اس انگشتری سے دیکھنے پر جو عجب اداسی انگشتری اس کے منہ کی جیسی شہرت اور سرگردانی ہوئی ہوگی۔

ابن یہ کیا بات ہو؟ کیا نوجوان ترک کی بات میں سخت غلطی پر ہوں۔ کیا میں اپنے دوسو سون سے ناحق اسکی نسبت گمان فاسد اپنے دل میں پیدا کیا؟ کیا واقعات بھی نتیجہ پیدا کر سکتے تھے ہوئے؟ اسکی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا بھید ہے اور اس کے خیالات بالکل پر آگندہ اور پریشان ہوتے جاتے تھے۔

منصور: "بیشک ہی انگوٹھیاں بن جو میں نے تم دونوں کے پاس سے ایک خط لے کر یہاں بلائی تھی واسطے بھیجی تھیں (نوجوان ترک سے مخاطب ہو کر اور لیلیٰ کی طرف اشارہ کر کے) یہ خاتون شہزادی ملک منگولیا کی ہے (لیلیٰ کی طرف مخاطب ہو کر اور نوجوان ترک کی طرف اشارہ کر کے) اسے شہزادی یہ شریف زادہ الہ دین بے تومنہ بولا بہت بجا قرص کے پاشا کا ہے۔"

طرف بیٹھ گئی منصور نے مسکرا کر کہا "اے میری پیارے نوجوان دوستو میں دیکھتا ہوں کہ میرے اس طرح خطاب کر نیسے تم دونوں کے چہرہ پر آثار تعجب کے نمایاں ہیں مگر چونکہ تم دونوں سے ملاقات نہیں ہوئی اب یہی فرض ہے کہ دونوں میں تعارف کراؤں اس تعارف کرا نے میں مجھکو ایک اور عمل بھی کرنا ہے جو بمقتضا حالات پابندی مضابطہ کے ہے۔ ہر دو تازہ لیلیٰ کی طرف مخاطب ہو کر "آپ مجھکو وہ نشانی دکھائیے جس سے مجھکو یقین ہو کہ آپ ہی ستارہ منگولیا ہیں جن کے پاس میں نے ملاحظہ مع اس نشانی کے اپنے وفادار چھو کر کے کے ہاتھ بھیجا تھا۔"

لیلیٰ نے اپنی انگلی سے طلسمی انگشتری جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے نکالی اور منصور کو دی۔

الہ دین نے بھی جلدی سے اپنی تلوار کی بیٹی کھولی اور اپنی شناخت کی نشانی اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے نکال کر کہنے لگا۔ "اچھے یہ میری نشانی ہے۔" کیونکہ جب سے اسکی پھیلی سے چیزیں نکال کر ترک پر گر گئیں تھیں وہ زیادہ احتیاط کرتے لگا تھا۔ یہی ایک انگوٹھی تھی جو الہ دین نے منصور کے دربار و پیش کی تھی۔ بخیر دلی تھی جیسی لیلیٰ

اور غدر خواہی کر کے میری انگوٹھی چھو داپس دیدی مگر تنہا حالات میری وہ رہا سے جو الہ دین کے واسطے مقرر تھی بدستور میرے ولین قائم رہی۔

الہ دین کا شکریہ ہے کہ یہ اسرار جس سے میں پریشان اور سرگردان تھا آج حل ہو گیا۔ ہا مغانی اور غدر خواہی اسکی نسبت یہی عرض کرنا کافی ہے کہ انکی زبان کا ایک لفظ میرے دل سے مضر خیال جو انکو میری نسبت تہاد ہو دینے کیلئے کافی ہے۔

منصورؒ ہاں تم دونوں پہلے مل چکے ہو خیر اب میں ظاہر کرنا ہوں۔ آپ دونوں دوستانہ تباہ سے ہاتھ ملائیں کیونکہ دونوںی رگون میں ایک ہی خاندان کا خون میان میں ہے یعنی آپ دونوں چچا زاد بھائی بہن ہیں۔

الہ دین اور لیلیٰ دونوں کے منہ سے بے اختیار نعرہٴ تعجب نکل پڑا اور اسکا استعجاب اس کثرت سے تھا کہ گودہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے انکو منصورؒ کے ارشاد کے مطابق ہاتھ ملانا بھول گیا۔

منصورؒ میرے نوجوان دوستواصل یہ ہے کہ تم دونوں پوتی پوتا پرش داناں کے ہو جو کسی زمانہ میں فرمان رواے ملک مقرر کیا کا تھا۔

لیلیٰؒ اسے شفیق صبران منصورؒ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ مجھ سے اور الہ دین سے ملاقات ہوئی ہو اب میں نہایت صدق دل سے اُنکے مغانی مانگتی ہوں کیونکہ مجھ کو انکی نسبت بڑے خیالات تھے۔

منصورؒ نے تعجب سے دونوں کو دیکھا اور کہا تم پہلے بھی مل چکے ہو، میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ جب تک تم دونوں اس کمرہ میں دو جا رہے ہو مشکل سے ایک دوسرے کا نام جانتے ہو گے۔

سارہ منکر لیلیاؒ کسیندر شرما کر بیشک ہم دونوں نے بیشتر ملاقات ہوئی۔ ہاں میں نے الہ دین بے کو نقصان پہنچایا ہے اور یہ نقصان نہایت خطرناک دوسو سون سے ہوا ہے خلاصہ اس اجمال کا یہ ہے کہ میں سرا میں پھڑکی تھی جہاں میری طلسمی انگشتری جو میں نے ابھی آپ کو دی ہے چوری لگئی تھی دوسرے روز اوس نوجوان شریف زادہ سے راستہ میں ملاقات ہوئی اتنا تا ایک ایک فقر کو خیرات دیتے وقت انکی تسبی سے روپیہ گر کے جہنم ایک انگوٹھی جس کو میں اپنی سمجھی اب یہ میرا دوسری طرح حل ہوا مگر اسوقت ایک خالص اے میرے ذہن دشمن ہو گئی جسکی وجہ سے میں نے بلاوقت انکاساتھ چھوڑ دیا بعد ازاں ایک شخص نے بہت افسوس

الہ دین نے جوش محبت سے اور خوشی سے
کہا کہ میں ہاتھ ملاؤ گوا سکی کسی طرح سمجھ میں
نہ آیا تھا کہ میں جو دراصل ترک ہوں کیونکہ
شکر لیا کے نصرانی بادشاہ کے حضور میں
ہو سکتا ہوں۔

مقصود یہ کہ اوٹھو میرے نوجوان دوستو
اوٹھو اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھو اور جو کچھ میں
بیان کروں اسے کان دہر کر سناؤ۔

لیلیٰ اور الہ دین اسے اور لیلیٰ تاجر کے
دائیں طرف اور الہ دین بائیں طرف بیٹھ
گئے دونوں نہایت تشش و بیچ اور
اشتیاف سے اسکا منہ دیکھ رہے تھے

کیونکہ اب انکو معلوم ہوتا تھا کہ اب غریب
اسرارہ سربستہ کا انکشاف ہونے والا ہے۔
مقصود یہ کہ دشمن ہرادی کی طرف مخاطب ہو کر

اگر میں صرف آپسے تو ضیع حال کرتا تو میں
بہت سی چوٹی چھوٹی تفصیلات کو جو آپکو
اپنے دادا پرنس دانیال کی بابت معلوم ہیں

متروک کرتا لیکن چونکہ الہ دین کی طرف
اشارہ کر کے آپکو غائبانہ حالات معلوم
ہوئے لہذا یہ ضرور ہے کہ میں انکو شرح کے

ساتھ بیان کروں۔ پس آپکو واضح ہو کہ
پرنس دانیال خود مختار بادشاہ ایک شکر لیا
کا تھا اور بوجہ اسکی عاقلہ ترا بیر اور غایت

انصاف اور فیاضی کے اسکی رعایا اسکو
بہت عزیز رکھتی تھی وہ عادتاً اپنے محل
میں بمقام کتا لیس رہا کرتا تھا جس محلہ

لیلیٰ بھی اس تمام گفتگو سے عالم حیرت
میں تھی لیکن اسکو یقین تھا کہ جو کچھ اسکے معزز
دوست نے کہا ہی ضرور درست ہوگا اور
اسے فوراً اپنا نازک ہاتھ الہ دین کے
ہاتھ میں دیدیا۔

مقصود یہ کہ اللہ تم دونوں کو شاد کام اور
آیزالہ رام کرے خدا سے بزرگ اور برتر
جہاں ہم پر سن کر تے ہیں تم دونوں کو
مزا اور آون عجیب و غریب نعمت کا کرے

جو ایک شخص ثالث کی طرف سے میں تمکو
عطا کر رہا ہوں اور خدا کرے کہ مذہب
سچی کا پاک (راہی) روشنی سے تمہارے

(الہ دین کی طرف اشارہ کر کے) گوشہ خاطر
کو متور کرے۔

مقصود یہ کہ الفاظ کو ایسے لہجہ میں
اداک کیا کہ دونوں الہ دین اور لیلیٰ اسکی
پیرونیے پاس گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہو گئے

اور اسکے ہاتھوں کو توبہ دیا کہ دونوں ساکت
تھے انکے دونوں ایسا جوش موجزن تھا
مہر سکوت ہوں پلگ گئی تھی پس جو کچھ

میں مقام کتا لیس رہا کرتا تھا جس محلہ

میں رہ جین لیلی تھے حال میں سفرِ فلس کا
 اختیار کیا ہے قریب ۲۵ برس کے زمانہ
 گذر اقبل تم دونوں کی پیدائش کے ایک
 مہرک عابد ایک مجلس اس کے دروازہ پر
 آیا اور پرنس دانیال کے سلام کا مستدعی
 ہوا بادشاہ ہمیشہ اون لوگوں نے جو اسکی ملاقات
 کے خواستگار ہوئے تھے ملا کر تاحیات انھوں
 زائد رہتے کیونکہ تمہارے دادا کو پورا
 عقیدہ مذہب عیسائی کے سچا ہونے کا تھا
 اور جہانک اختیار چلتا تھا وہ اس کی
 اشاعت کی کوشش کرتا تھا زائد محل میں
 آکر تخلیق کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اپنے
 مصاحبوں کو رخصت کیا اور مہرک زائد نے
 عجیب و غریب حالات بادشاہ کے گوش گزار
 کرنا شروع کیے زائد کی گفتگو قریب قریب
 اس مضمون کے تھی "جہاں پناہ اسوقت
 دنیا میں دو شخص ہیں جو واقف الحال
 ایک عجیب و غریب راز کے ہیں جنہے پہلے
 تین شخص تھے جو اس سے واقف تھے مگر
 ایک مرگیا ہے اب صرف دو باقی ہیں۔
 جنکے سینہ میں وہ راز سر بستہ مقفل ہے
 لیکن بموجب ایک اقرار واثق کے جو رہنا
 چلا آتا ہے یہ راز اب تیسرے شخص پر
 منکشف ہونا چاہئے کیونکہ یہ مناسب
 سمجھا جاتا ہے کہ تین شخصوں کو یہ راز معلوم رہی

تاکہ جہاں تک ممکن ہو اس کے معدوم ہونیکا احتمال
 نہ رہے یہ ہم جسکامین نے ابھی ذکر کیا ہے
 بلکہ خود راز مذکور کا یہ متقنا ہے کہ جب کسی
 تیسرے شخص کو اس راز کا رازدار کرنا منظور
 ہو تو نہایت لائق شخص جو بزرگوار اور آپسے
 زیادہ بہتر شخص کون مل سکتا ہے آپ نہایت
 دانا اور لطافت پسند بادشاہ اور نہایت
 تقدس مآب عیسائی ہیں۔"
 مضمون "یہ تمام سے دادا پرنس دانیال نے
 اوس زائد کا اسات پر بہت شکریہ ادا کیا کہ
 اُسے بادشاہ کو ایسے اہم اور عجیب راز کی
 رازداری کے لیے تجویز کیا۔ مگر ضلع عابد نے
 بادشاہ موصوف سے یوں کہنا شروع کیا۔
 "اے حضور ایک شخص راز ہے جو تدریج
 مدتہا مد سے ایک دوسرے کو پہونچا جاتا ہے
 اور ایسا راز ہے جو مجھ سے خاکسار فقیر
 اور عظیم الشان سلاطین کی حفاظت میں
 رہا ہے اور اسکا جانتا گویا ایسے شخص کے
 کیلئے بہت عجیب و غریب فوائد دنیادی
 کی کئی لاکھ آجاتا ہے جو اس سے مستفید ہوتا ہے
 بعد ازاں زائد نے پرنس دانیال سے
 اوس راز کی تصریح بیان کرنا شروع کی
 اور بادشاہ نہایت تعجب سے ان عجیب
 و غریب باتوں کو سنتا رہا جو کچھ وہ راز
 سر بستہ تھا یا ہو میں تھے اسوقت بیان نہیں کر سکتا

اور اسکی وجہ بھی میں تھوڑی دیر میں جان کر لگا
مگر لیلیٰ جسے یہ راز ابھی بتاؤنگا۔ اور الہ دین
یہ بتا رہے ہی اختیار میں ہے کہ کب میں
تمہاری نسبت ایسا ہی اعتبار اپنے ذہن
میں سمجھوں۔

منصور نے بہت تھوڑی دیر سکوت کیا
اور الہ دین اپنے دل میں یہ غور کرنے لگا کہ
جہاں تک میں نے سنا ہوا اس سے ظاہر
یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا اس راز سے
واقف ہونا مذہب اسلام چھوڑنے پر مبنی ہو
اور موت میں قابل جانتے اوس عجیب غریب
امر کے تصور کیا جاؤنگا اسکا جو کچھ میلان
طبع اس بارہ میں تھا وہ ناظرین پر تھوڑی
دیر میں کھل جائیگا۔

منصورؒ جان تو یہ ضرور ہوا کہ پرنس
دانیال زاہد کے ساتھ سفر افتار کرے
تاکہ اس مجید سے جسکا میں نے ابھی ذکر
کیا ہو کامل واقفیت حاصل کرے یہ سفر
عارضی تھا اسی وجہ سے بادشاہ اسکو
خفیہ طور پر انجام دے سکا اور اوس کی
دار الحکومت سے چلا جانا سوا کچھ خاص
مصلحتوں کے اور کسی کو معلوم نہیں
ہوا مگر وہ سوائے تبرک زاہد کے اور
کسی کو اپنے ہمراہ نہیں لے گیا اور جو کچھ
وہ دے زاہد نے کیے تھے اوس میں

بادشاہ کو ناکامی ہوئی۔ غرض کہ بادشاہ
اس راز نہفتہ کو معلوم کر کے کٹالیس کو
واپس آیا اور اسکو چند معقول فوائد بھی
حاصل ہوئے جسے اوس راز کے معلوم
ہونے کی وجہ سے وہ منتفع نہیں ہوا اور برس
بعد مقدس زاہد نے ایک معتبر قاصد پرنس
دانیال کو اطلاع دینے کیواسطے بھیجا کہ میں
قریب المرگ ہوں چنانچہ بادشاہ نہایت
عجلت کیساتھ اس مقام کو روانہ ہوا جہاں
وہ زاہد اپنی روح خالق کون و مکان کو سپرد کرتی
والا تھا بادشاہ نے اوسکی آخری دعا کی اور
رسوم تجنیز و تکفین ادا کی۔ پس مطابق امور
مقررہ کے بادشاہ کو بھی لازم ہوا کہ اس امر
نہفتہ کے جاننے کے لیے ایک اور شخص تجویز
کرے اور اسے مجھکو تجویز کیا پس میں بھی

مبجلہ اون تین خوش نصیبوں کے ایک
شخص ہوں جنکو یہ راز سربستہ معلوم ہے۔
تھوڑی دیر پھر تامل کرنے کے بعد منصور
نے یوں کہنا شروع کیا۔

”پرنس دانیال کے دو بیٹے تھے اور ان
دونوں کی شادی ہو گئی تھی جنکں تھا کہ اگر
اسکو منظور موتا تو اون بیٹوں یا بیویوں
میں سے کسی کو وہ اس راز سے آگاہ
کرنا اگر اسے بھی کو پسند کیا اور برس
ہوئے الہ دین تم بادشاہ موصوف کے

چوڑے بیٹے اسکی مہلقا بانو سے پیدا ہوئے۔
 الہ دینؑ این باہر میرے والدین ہا
 کیا ایک زندہ ہین ہائین ہین ہائین
 یہ مجکو امید ہین ہور نہ اتنے غرصہ تک وہ
 مجکو نہ چھوڑ دیئے۔
 منظورؑ میرے نوجوان دوست ہمارا
 قیاس صحیح ہے۔
 الہ دینؑ ڈانسو بہا کر مگر منظور یہ تو تیار
 کہ انہین نے کس طرح انتقال کیا۔
 منظورؑ ہمارا ہی نان ہمارے پیدا ہونے
 کے توڑے عرصہ بعد بتلائے بخار ہو کر طہمہ
 اجل ہوئی اور ہمارے باپ کا حال ابھی
 میں بیان کر فکا ذرا صبر کرو مگر یہ سننے کے
 لیے تیار رہو کہ یہ حال دردناک ہے یہ بھی
 واضح رہے کہ بادشاہ کے بڑے لڑکے کی
 شادی کے چند سال تک اوسکے کوئی
 اولاد نہیں ہوئی اسکا بھی ایسی نام
 دانیال تھا۔
 لیلیؑ ہاں میرا باپ۔
 منظورؑ اب میری قصہ کا سبب اندوہناک
 حصہ آیا اور انہین معاملات خاندانی اور
 واقعات تاریخی کا مجکو بیان کرنا بتصریح
 ضرور ہوتا کہ الہ دینؑ مجکو پوری واقفیت
 ائے ہو جاوے۔ تم چند جہینے کے تھے
 اوسوقت میں ایک راسخی فوج نے منکر یلیا

حکم کیا تھا۔ پرنس دانیال نے اپنی تمام فوجیں
 جمع کیا اور بذات خاص سرکردگی اس لشکر کی
 اختیار کر کے مع اپنے دونوں بیٹوں کے
 غنیم کے مقابلہ کو چلا مگر فوج منکر یلیا نے
 شکست کھائی اور بحالت انتشار کٹالیس کو
 واپس آئی اور کٹالیس پر دسیوں کا قبضہ
 ہو گیا اور غنیم کے لوگ شاہی خاندان کو قید
 کر لے گئے اور اسے بڑے اور الہ دین ہمارے
 والدین پر گوارہ ہو لیکر کٹالیس کی شہریناہ کے
 باہر نکل گئے بادشاہ اور اسکا بڑا لڑکا اور
 اسکی بہو قید کر لیے گئے مگر بادشاہ دانیال
 کی جان بچنے کا عمدہ اس شرط پر ہوا کہ وہ
 کٹالیس سے جدا جاوے اور قول دیوے کہ
 وہ دنیا سے ترک تعلق کر لگا اور معاملات
 ملک منکر یلیا میں دست اندازی نہ
 کرے گا چونکہ بادشاہ کے بیٹے کی جان
 معرض خطر میں تھی اوسنے طوعاً و کرہاً ان
 شرائط کو قبول کیا اور وہاں سے رخصت
 ہوا اور نوجوان شہزادہ یعنی لیلی ہمارا
 باپ جو معہ اپنی زوجہ کے کٹالیس میں نظر بند
 تھا دانی ملک قرار دیا گیا۔ اسکے دو برس
 بعد یعنی جسکو عرصہ اب برس کا ہوا لیلی
 تم پیدا ہو میں الہ دین ہمارا ہی اطلاع
 کیو اسے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ دو برس
 بعد لیلی کے والدین نے قریب قریب ایک ہی

کرنیکی بیصبری ظاہر تھی۔

باب پانزدہم

توضیحات مزید

منصورؒ نے ہاں تو اس قصر عظیم الشان کی بدولت بادشاہ دانیال کو موائیک کوہ قاف میں ایک محفوظ امن و امان کی جگہ میسر آگئی وہاں میں وقتاً فوقتاً اس کو ملتا رہا اٹھارہ مہینے ہوئے بادشاہ دانیال سخت بیمار ہوا اور میں نے دیکھا کہ اُسکو اس قدر دوا کی ہوا و سوت نفس میں ایک ترکہ عورت موجود تھی جسے بہت سے مہر کے کے علاج کئے تھے بس میں نے اُسکو بادشاہ کے پاس لیجانے کا ارادہ کیا۔

عورت کے لیجا تکی یہ بھی خواہش ہوئی کہ عورت کو چند احتیاط کی پابندی کو انا منظور تھا یہ آسانی ممکن تھی جو مرد سے شاید نہ ہو سکتی اتنا سفر میں اس عورت نے مجھ سے اکثر حال اون شہروں کا جو اس نے اپنی سیاحی میں دیکھے تھے اور ان مقامات کی نسبت طرح طرح کی روایتیں مجھ سے بیان کیں اتنا گفتگو میں اُس نے التفاف نہ کیا اتنا حاکم قمر ص کا بھی ذکر کیا اور اُسکی نیک مزاجی کی تعریف میں یہ بیان کیا کہ اُسکی لڑک کو جو بجاالت شیرخواری اُسکو ملا تھا بطور بچہ

وقت میں اور ایک ہی غار میں مبتلا ہو کر قضا کی اور پاشندگان ملک منکر ملیا اور حکام روسیہ نے لیلیٰ کو فرمانروا اسکا قرار دیا۔
الہ دینؒ بہر میرے والد کا کیا حال ہوا؟
منصورؒ نے اونکے کٹا لیس سے چلے جانے کے بہت عرصہ کے بعد نہیں معلوم کس طرح یہ خبر مشہور ہوئی کہ شہزادہ مذکور میرے قریب قریب کے کوہ قاف کے پہاڑوں میں مردہ پایا گیا پس بہر کہ وہ کو یقین ہو گیا کہ دونوں فوت ہو گئے لیکن دراصل یہ بات نہ تھی جیسا کہ ابھی معلوم ہو گا۔ مگر میں پہلے بادشاہ دانیال کا حال بیان کرتا ہوں روسی جنرل سے افراد کر کے اور کٹا لیس سے رخصت ہو کر بادشاہ مذکور کوہ قاف کے پہاڑوں میں داخل ہوا اور اس راز سے مستفید ہوا جو متبرک زادہ نے اُسے بتایا تھا اور اس راز کے جاننے پر ہزاروں سجدہ شکر کے بجا لایا کیونکہ اُسکی وجہ سے اُسکو ایسے مقام پر پہنچا جہاں عافیت حاصل ہوئی کجاں اس دنیا کے حوادث اُسکی خوشی میں کچھ خلل اندازی نہ کر سکتے تھے۔

بیان تک کہ منصورؒ ٹھہر گیا اور لیلیٰ طرح طرح کے اندرونی جوش سے اپنے خیال میں مستغرق تھی اور الہ دین کے چہرے سے اُسکو اپنے والد کے حالات دریافت

برادر زادہ کی پرورش کیا ہو چنڈ اور حالات سے جو عاقلہ نے اثناء سفر میں بیان کئے مجھ کو ایک قسم کا شبہ پیدا ہوا مگر میں نے اسکا ذکر بادشاہ دانیال سے نہیں کیا اس خیال سے کہ مبادا جو اس میرے بیان سے پیدا ہو وہ پیچھے نا اُمیدی کیسے تبدیل ہو جائے غرض کہ زن مذکور کے علاج سے بادشاہ بالکل چنگا ہو گیا اور پھر جب مجھ کو فرصت ہوئی میں نے ایک خط قاعد کے ہاتھ بادشاہ قرض کے پاس اس مضمون کا بھیجا کہ جو کچھ حال آپ کو اپنے منہ بولے برادر زادہ کا معلوم ہو اس سے اطلاع کیجئے۔

بادشاہ نے بہت جلد خط کا جواب مع حالات مستفسرہ کے بھیجا اس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ ایک روز چند ہفتہ بعد فتح ہونے کما لیس کے شکار کو گیا تھا اور وہاں اس نے ایک خوبصورت مگر شکستہ حال نوجوان کو ایک بچہ گود میں لئے ہوئے ایک مینڈ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ الہ دین وہ بچہ تم ہی تھے اور وہ بد قسمت شخص تمہارا باپ تھا۔

منصورؒ بادشاہ قرض نے ازراہ مہربانی تم سے تمہارے باپ کے دلگداز حالات کو واسطے چھپایا کہ تمکو رنج کا صدمہ نہ پہونچے مگر اب ضرور ہو کہ تمکو جلد حالات سے اطلاع دیجائے اور بادشاہ کو معلوم ہو کہ تم غفلت میں ہو چکا یہ حالات میری زبان سے سنو گے تو پائتا اس خوبصورت

نوجوان جو مینڈ پر بیٹھا ہوا اپنے بچہ کا منہ غم و الم سے دیکھ رہا تھا دو چار ہوا اور ترس کھا کر بادشاہ نے حال پوچھا مگر اسوس پاشا کو معلوم ہوا کہ اس بچہ کی عقل درست نہیں ہے۔

الہ دین نے اسوجلد اور موٹے موٹے روان ہو چکا اور لیلی ہی روتی تھی منصور کو بھی صدمہ تھا اسوجہ سے چند منٹ قصہ کا سلسلہ بند نہ پایا۔

منصورؒ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ بد قسمت شخص اور بچہ اس کے محل میں پہونچائے جائیں اور وہاں ہر طرح کی مہربانی اس اجنبی اور اسکے بچہ پر کی گئی مگر الہ دین تمہارے باپ کی زبان سے کچھ حال دریافت نہوا اسکی عقل بالکل سلب ہو گئی تھی وہ قریب المارگ تھا بعد چند روز کے تم الہ دین یتیم ہو گئے تمہارے باپ کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں مل سکی جس سے اسکی شناخت کا ذرا بھی پتہ لگتا مگر بادشاہ نے وہ لباس جو اجنبی اسوقت پہنے تھا اور نیز تمہارا لباس لے کر چھوڑا اور اس سے معلوم ہوتا تھا کہ متوفی بہت کم رتبہ کا آدمی تھا۔ غرض کہ بادشاہ نے تمہاری پرورش کی اور تم خود جانتے ہو کہ کیسی شفقت اور مہربانی کی۔

الہ دین بلاشبہ میں اس کو مہنزل اپنے باپ کے سمجھتا ہوں۔

منصورؒ بادشاہ نے یہ سبالات مع پوشاک مذکور کے میر پاس بھیج دیے اور میں نے بادشاہ دانیال سے یہ سبالات دریافت کئے اور اسنے دیکھتے ہی

بوجہ ایم اور خفیہ پوشش کے میں نے صفحہ رقم ۱۳۵
پر حوالہ دیا مگر نامناسب نہیں سمجھا۔

یہاں تک کہ مگر منظور سکتا ہو اور الہ دین
نے غور کے بعد نہایت ادب سے کہا کہ مجھ کو اس
مذہب کے عقائد کی جس سے میں واقفیت

نہیں رکھتا یقیناً صحیح اگر سر اول اس مذہب
کی طرف میلان کرتا تو آپ یقیناً کہنے کے
میرے دادا کی اور آپ کی تمنا پوری ہوتی۔

منصوبہ شہزادی ذرا بچکھو اور انکو مٹوٹی
درتخلیہ میں باقی کرتے دوں تمہارے بھائی
نے محقول بات کہی اور مجھ کو کوئی شک نہیں

کہ میں انکا مذہب تبدیل کرادو گا میں آپکو
ذرا دیر میں ابھی پھر بلاتا ہوں۔ لیلی اُس
کمرہ سے اٹھ کر اپنے کمرہ میں چلی اور اُن

سبب اوقات پر جو اسے سے کچھ غور کرنے
کیا واسطے تمہارا بیجا جاہ اور اپنی پیشہ متون
سے کہا کہ تم باغ کی سیر کر وجہ چلی گئیں

لیلی ایک صفحہ پر بیٹھ گئی اور خیالات میں
مستغرق ہو گئی۔

لیلی خیالات انواع و اقسام میں ڈوبی ہوئی
تھی کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شہزادی نے کہا
کوئی ہو سامنے آئے اور نوجوان لڑکا کو سامنے حاضر ہو

باب شانزدہم
لیلی اور لٹو
لیلی: "لو لٹو نہ کیا ہے۔ تم بیان کیوں کر آئے۔"

اوس پوشاک کو فوراً پہچان لیا یہ ادنیٰ درجہ کا
لباس تھا جسکے ذریعہ سے بادشاہ موصوف
کو چوٹے بیٹے نے بھینس بدکر اور ٹکڑو گو دین لیکر

بہت سال گزرے شہر کٹالیس سے اسوقت
فرار اختیار کیا تھا۔ پس الہ دین تہاری پیدائش
کہ بابت کوئی شک نہیں ہو تمہارے عالی

منزلت دادا کو تمہارے گلے لگاتے کی
ہمیشہ تمہارے ہی لگاؤ کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر
تمہارے پیدا ہونیکا خفیہ حال ادنیٰ زندگی

میں ٹکڑو معلوم ہوگا تو غافلانہ ایسے واقعات
ما بعد پیدا ہوں جنکو پہچانا ادھین منظور تھا۔
غرض کہ آئینہ باتوں پر خیال کر کے یہ جو تر

کیا گیا کہ بادشاہ دانیال کی وفات پر
الہ دین تمہارے پیدا ہونے کا راز تم سے کہا
جاوے۔ ایک مہینہ ہوا موت نے میری عالی جاہ

دوست کی آنکھیں بند کر دیں اور میں نے
اپنے ہاتھوں سے اسکی قبر اُس گوشہ عافیت
میں جہاں وہ اتنے برس تک رہا تھا کھودی

الحال صرف میں ہی شخص زندہ ہوں جسکو
اوس عجیب اسرار کی رازداری حاصل
ہو چکا میں نے اکثر اپنے بیان میں تذکرہ کیا ہے

یہی یاقین اپنی زبان سے کہہ کر ٹکڑو ستانے
کیا واسطے میں نے اسے قاصد لٹو کر موعہ خطوط
کے تم دونوں کے پاس بھیجا تھا اور طفس میں

بلا یا تھا جو تمہارے فوائد کی یقیناً اور جس کو

شہزادیؑ یہ منگو میری گفتگو ہی سے
معلوم ہو گیا ہوگا کہ ٹوٹر جھکو کوئی وجہ ہتھاری
کم قدری کی نہیں ہے۔
ٹوٹرؑ آپ کے اس فرمانے کا میں ہزار ہزار شکر
ادا کرتا ہوںؑ یہ منگو ٹوٹر نے نہایت ادب سے

ستارہ منگر لیا کو سلام کیا اور جلد ہی سے
ادس گھر سے چل دیا۔ اب زبدہ اور آمنہ
واپس آئیں اور لیلیٰ کہنے لگیؑ آؤ میری باپس
بٹھو جھکو تھے چند باتیں کہنا ہیںؑ دونوں
مرد صبر اور وفادار چھو کہ بالا اپنی مخدومہ
کے پاس تپائی پر بیٹھ گئیں اور انتظار میں
ہوئیں کہ شہزادی کیا کہتی ہے۔

لیلیٰؑ اولاً جھکو والدین کی نسبت سخت
غلطی ہوئی کیونکہ وہ قبری قزمان نہیں بلکہ
در اصل ایک نہایت ذی عزت نوجوان شریف
زادہ ہے اور فی الحال ترکی امرکار تہ اور کے
کا خطاب رکھتا ہو۔ زبدہ اور آمنہ یہ سننے ہی
خوشی سے چیخ پڑیں۔

لیلیٰؑ مگر سنو سنو جھکو اور بھی تھے کہ کہتا ہے
الہ دین میرا قبری رشتہ دار یعنی میرا چچا اور دادا

یہ خبر نوجوان بیخود متون کی واسطے فی الواقع
حیرت انگیز تھی اور ان دونوں ایکٹ بان
ہو کر اپنی مخدومہ کو ایسے رشتہ دار ملنے کی مبارکباد
دی خواہ کے واسطے موجب فخر تھا۔
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ پوری خادوم

ٹوٹرؑ حضور والا اولاً تو میں حضور کے سلام کرنا
موقع تلاش کرتا تھا نا نیا جھکو حضور سے چند
باتیں استفسار کرنا تھیں جنکی طرف میں
امید کرتا ہوں کہ حضور معلیٰ ازراہ غریب
نوازی توجہ فرمائیں گی۔

لیلیٰؑ ہاں ٹوٹر کیا باتیں ہیں۔

ٹوٹرؑ میں امید کرتا ہوں کہ حضور نے میرے
نامور آقا سے حضور کے پاس بمقام کٹالیس
بہ خوش اسلوبی پیغام پہنچانے کی بابت
میری تعریف کی ہوگی۔ کیونکہ تاریخ پھر
خط اور تاریخ رسید مقابلہ کرنے سے حضور کو
ردش ہو گیا ہوگا کہ میں نے راستہ میں
توقف نہیں کیا اور حضور سے جو میں نے عرض
کیا تھا کہ جارجیا میں حضور محض جھولی مسافر
کی طرح سفر کریں اور وہ راستہ اختیار
کریں جہاں لوگوں کو کسی خاص قسم کی توجہ
حضور کی طرف نہ تو اس محرومی میں میں نے

پوری پوری تعمیل ہے آقا کی طرف سے کی
جیسا کہ میرے آقا کی گفتگو سے بھی آپ کو
معلوم ہوا ہوگا۔

لیلیٰؑ ہاں ٹوٹر بلاشبہ ہمارے آقا نے
مجھ سے یہ سب مراتب کہے تھے جب مجھ سے
اوتے تھے اور عرصہ ہوا تھا ملاقات ہوئی تھی۔
ٹوٹرؑ تو ہر طرح حضور کا اطمینان ہو کہ میں یہ کام جو
جھکو تفویض ہوا تھا بنوان شایستہ انجام دیا۔

اگر کہا کہ حضور میرے آسمانے آپکو تشریف لے چلے
کی تکلیف دی ہو اسی کمرہ میں آپ کا انتظار
کر رہے ہیں جہاں پہلے ملاقات ہوئی تھی۔
لیلیٰ پھر منصور کے پاس گئی۔ اوس وقت
الہ دین وہاں نہ تھا۔

منصور نے جھکو سے ایک بڑی خوشخبری کہنا ہی
وہ یہ کہ الہ دین نے اوس عقائد مذہبی کو جو
دین نے اوسے بیان کیے ہیں مان لیا وہ مذہب
جیسا ہی اختیار کرے گا۔ ان کل شام کو
اوس مکان میں ایک مذہبی رسم ادا کی جائیگی
اور ہمارا اچھا زاد بھائی انبیا اسلامی نام بد لکر

مسیحی نام دیا نال اختیار کرے گا بعد ازاں وہ
وہ روز ہفتہ آشکار کیا جائیگا۔ جسکی بابت
ہمارے دادا کی یہ خواہش تھی کہ تم دونوں
اوس کے راز دار بنائے جاؤ گے۔ پس تم دونوں
سے کل اصل حال کا انکشاف کیا جائے گا

اور اوس کے بعد تم دونوں کو میرے ساتھ
بلا توقف کوہ قاف کا سفر اختیار کرنا ہوگا
اب میں جھکو کوڑے عرصہ کے ہمارے اُس
عزیز کے پاس چھوڑا ہوں جسکو تم نے کج پایا ہو
لیلیٰ منصور سے نقلہ کا حال کہنے والی

تھی کہ وہ غنا دہ ادٹا اور ایک دروازہ سے
چاندرونی کمرہ کا ستا اندر چلا گیا مگر دروازہ
کو بند نہیں کیا۔ الہ دین فوراً دہلیز پر
نہوار چھا اور لیلیٰ کی طرف بڑھ کر

اوسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا آج بہت
مبارک دن ہے کہ جھکو یہ معلوم ہوا کہ تم میری
رشتہ دار قریب ہو۔ لیلیٰ نے کچھ مناجات ابدیہ
الہ دین سے کہو اپنی اور ہمارے نسبت بہت
سچہ باتیں کرنا ہیں تم مجھ سے میرے وطن مالوف
کا حال بیان کرو۔ وہ وطن مالوف منکر ملیا جے
دیکھنے کی جھکو از حد متناہی مگر ہاں لیلیٰ پہلے
مجھ سے یہ تو بتاؤ کہ کل شام کو تم اُس تابوت
کے پاس کیوں گئی تھیں۔

لیلیٰ نے اتفاق وقت سے اُس خاتون سے
ملاقات ہو گئی۔
الہ دین نے دیات کاٹ کر (ابن مرصہ زوج
قیری قرمان سے۔ کل مجھ سے بیان کیا گیا تھا
کہ وہ نقش مرصہ کی تھی اور جھکو ہمارے
نظر و نے معلوم ہوتا ہے کہ تم اُس امر سے
واقف نہیں ہو۔

لیلیٰ نے ہاں مرصہ سے ملاقات ہوئی میں
اُس وقت موجود تھی جب سناپ نے اوسے
کاٹا تھا اور وہ میری گود میں مری ایک عورت
تھی جسکا نام عاقلہ ہو اور عطریات درد و این
کرتی پھرتی ہے۔

الہ دین نے دیات کاٹ کر (اوس نے جھکو
بھی اوس میت میں بلا یا تھا۔
سارہ منکر ملیا۔ اور بٹنے دیکھا کہ وہی جھکو
وہاں لیلیٰ وہ میرے پاس بیان آئی اور

ہو میں آج ہی وہی کہتا ہوں جو کل میرا قول
تھا کہ ہر امر کی ناکامی تمہارے آدمیوں کی
بزدلی سے ہوتی اور کیس قدر مر مرہ خاتون کے
قوت ہو نیسے ہی ہے۔

قیری قرمان "اوسکا نام مت لودہ
مرنے وقت یو نا نکلی۔"

ٹوٹنے اہل قوم پر کہ انگری کار کہنا مرہ
کیواسے فضول تھا جب دسے یہ سچ لیا کہ وہ
مر رہی ہو اور چند منٹ میں موت اُسکو لگو تھی
کام میں لائے روک دیگی۔

قراق "ٹوٹ تم سچ کہتے ہو جگواسے الزام دنیا
چاہئے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اب اور کچھ کہنا ہی نہیں۔"

ٹوٹ "ہاں میری ہدایت سنو ٹھیک آدمی
رات کو جھنڈا اور تم پھوڑے کے پھاٹک پر
آؤ جو مجلس منظور کے اراضیات متعلقہ پر اندر

کی طرف کہتا ہو میں جاگتا رہو گا تم میں مرتبہ
اپنی اٹکھو تے دروازہ کھٹکھٹا نا دروازہ فوراً

کھول دیا جاو گیا باقی کام میرے اور چوڑو۔
قراق "ٹوٹ تم سچ کہتے ہو مگر ذرا اوسکے
بعد کے اغراض سے بھی تم جھگو مطلع کرو۔"

ٹوٹ "شہزادی لیلی کو ظاہر اچھے شہم ہر اسے
جھگو بہت ٹولا اور میرے چہرہ کو دیکھتی رہی ہے

سچ کہ میں نہیں دیکھتا اوس کی گفتگو رکاوٹ
اور احتیاط کے ساتھ تھی میں نہیں جانتا

وہ کیا دسائل رکھتی ہے مگر اس میں شک

مجھ سے وہاں چلنے کی درخواست کی میں نے اوسکو کہنے
پر عمل کیا اور اوسکے بعد کا حال تم خود جانتے ہو۔"

اب منظور ہر کمرہ میں واپس آیا اور اپنے
نوجوان دوستوں سے دعوت میں شریک ہو کر

افتخار بستے کی خواہش کی اسوجہ سے جو
گفتگو ان چارادہائی بہن میں ہو رہی تھی

وہ قطع ہو گئی منظور لیلی والدین مسٹر خان
پریشیے اور کوئی شخص کھانے میں شریک تھا۔

باب ہفتم

ٹوٹ اور قیری قرمان

اب ہم ٹوٹ کا حال بیان کرتے ہیں ستارہ
منگر لیا سے گفتگو کر کے وہ محل سے نکلا اور بہت

سی گلیوں میں ہو کر آخر کار شہر فلس کے
ایک نہایت ذلیل اور غریب محلہ میں پہنچا

وہاں اوس نے ایک حقیر مکان کے دروازہ
کی کدھی کھٹکھٹائی اور ایک چند ہی

عورت نے دروازہ کھول کر اوسے اندر بلا لیا
اور ایک اندرونی کمرہ میں لے گئی جہاں

ایک آدمی نہایت ٹھیکین اور متردد
بیٹھا تھا۔

آدمی "این تم ہو۔ تو ہی میرا شیطان ہے
اور تیری ہی وجہ سے چھپرے سب مصیبتیں

میں جو میں جمیل رہا ہوں۔
ٹوٹ "خکو اس طرح مجھ الزام لگانا دیا نہیں

مطلب کی نگاہ سے دیکھا اور یہاں تک کھول دیا
ٹوڑ داخل ہوا اور دروازہ بند کر لیا گیا۔
بعد ازاں اس نے اپنے تین بہت سی حسین
و مرتبہ درشیزہ عورتوں کے درمیان میں
پایا جنہوں نے غایت حسن و جمال سے اسکی
آنکھوں میں چکا چوند اور حواس میں خلل
پیدا کر دیا۔

باب ہفتم و ہم حسینوں کا جگمگ

اوس جبرٹ حسینان سے تھوڑی دیر اپنی
آنکھیں سینک کر ٹوڑ صحن کے ایک جانب
مڑا اور دیوار کے قریب قریب تینوں
دیکھو وہاں سے ایک مودب فاصلہ پر چلا چند لمحے کے بعد
وہ ایک چوڑے رنگین بنگلہ پر پہنچا جو
اعاطہ کے ایک گوشہ پر تھا وہاں ایک
حسن خفص مسند پر حقہ منہ میں لگائے
بیٹھا تھا اور اسکی نیم باز آنکھوں سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ خواب اور کچھ بیداری
کی حالت میں ہو و خن سے وہ سلمان معلوم
ہوتا تھا ٹوڑ کو دیکھ کر وہ ذرا سنبھل بیٹھا اور
اپنی نیم و آنکھوں کو کھول کر نیم دراز حالت سے
سنبھل کر اٹھ بیٹھا۔

ٹوڑ: سلام علیکم

مسلمان: وعلیکم السلام

ٹوڑ: اوس مسلمان تو تھوڑے فاصلہ پر

نہیں ہو کہ صرف ایک امیر جسے ان کا رروایوں
میں میں نے اپنے تین مشکوک کیا یہ تھا کہ میں
نے الہ دین اور نیلی کو قرض اور کٹا لیس سے
وہ راستہ بتایا تھا جس پر انکو فی الواقع چلنا چاہیے
تھا مزید بیان میں نے شہزادی سے یہ بھی کہا تھا
کہ کوئی محافظ جس ذکر سے ہمراہ ہو کر سفر کرے
حالانکہ منہور کی یہ ہدایت تھی کہ محافظوں کی
قدرا محدود ہو یہ تمام مصلح جو میں نے دی
تھی اوسکی یہ غرض تھی کہ الہ دین اور شہزادی
پر ہمارے رفقا کا حملہ آسان ہو۔

بعد ازاں ٹوڑ نے اس تدریک کو جو اسکے ذہن
میں تھی بیان کرنا شروع کیا جسکو قری قرمان
نے پسند کیا۔ یہ پانچ بجے شام کا وقت تھا
ٹوڑ خزانہ سے رخصت ہو کر اوس جوتڑی
کے باہر نکلا بجائے اسکے کہ وہ اپنے آقا
کے مکان کو جائے وہ شہر کے باہر گیا
اور تھوڑے فاصلہ پر وہ ایک عمارت کے
قریب پہنچا جو ایک باغ کے پاس بنی ہوئی
تھی۔ یہ ایک خوبصورت عمارت تھی جس میں
ایک بڑا رستے کا مکان تھا اور اوس کے
معلق وسیع صحن اور باغ تھا۔ ایک
پوڑا ترک نہایت منحوس صورت چھاٹک پر
کھڑا تھا اوس شخص سے ٹوڑ نے کہہ کہا اسنے
جو دراصل دربان تھا ذرا اسلام کے طور پر
سرگوشی دی اور نوجوان چھوکر سے کو

بیٹھ گیا اور اس کے بولنے کا منتظر رہا۔

مسلمان: ”کہو کیا خبر ہے؟“
ٹوٹنر: ”کوئی خاص خبر نہیں ہے اللہ آپ کو
جتنا رکھے۔“

مسلمان: ”کوئی کام کرتے ہو؟“

ٹوٹنر: ”میں منصور کا ملازم ہوں۔“

مسلمان: ”منصور بڑا تاجر اور قابل آدمی
ہو اسے بہت دولت پیدا کی ہو خدا کا فضل
منصور کے شامل حال ہو گو وہ نصرانی ہو۔“

اس کے بعد توڑی دیر تک خاموشی رہی

اس درمیان میں مصطفیٰ یعقوب چونکہ اس ترک

مسلمان کا نام تھا ٹوٹنر کو غور سے دیکھتا رہا اور

ٹوٹنر اس طرح بیٹھا رہا کہ گویا اسے یہ معلوم نہ تھا

کہ وہ ترک اسے غور سے دیکھ رہا ہے۔

ترک: ”اللہ تمہارے اس کام کو سرسبز کرے۔“

جس کے واسطے تم بیان آئے ہو۔ یہ کلمہ اسکا

اشارہ تھا جس سے ٹوٹنر اپنی عرض

بیان کرے۔“

ٹوٹنر: ”میں منصور کا ذکر کیا ہو اور میں اب آپ کو

اطلاع دیتا ہوں کہ اس وقت اس کے مکان میں

ایک خاتون بری جھم فرود کش ہو جسکا سن

سترہ سال ہو اور ایسا سڈل جسم پایا ہے کہ بایں شاید

ترک: ”(حیفونے جھٹ کی طرف اشارہ کیا)

اور بھاکر) دیکھو وہاں بھی بری تمثال بھی

حور موجود ہیں۔“

ٹوٹنر: ”اگر میں نے اس پر کچھ کوند کیا ہوتا تو میں
منور کہنا کہ یہ عورتیں لاشا کافی ہیں۔ مگر اس
معشوق کے مقابلہ میں جسکا ذکر میں کر رہا ہوں
یہ زندگی عورتیں ہیں۔“

ترک: ”ان حور دن کو بھر دیکھو اور تب کو کہ تم

انکے مقابلہ میں مباغثہ کرتے ہو یا نہیں؟“

ٹوٹنر: ”میں تمہاری ان حسینوں کو پہلے ہی

دیکھ چکا ہوں اور ٹھیک عرض کرتا ہوں کہ اس

حور کے مقابلہ میں جو منصور کے بیان وارہ ہے

انکی کچھ سستی نہیں ہے۔“

مصطفیٰ یعقوب: ”اللہ بزرگ اور برتر ہے

اور اس کے کام عجیب و غریب ہیں مگر خبر

تمہاری اس حور میں کیا زیادتی ہے۔“

ٹوٹنر: ”(افسوس ظاہر کرتے) باوجود حسین ہونے

کے اس میں ذرا نقص ہے مگر اس نقص کو اس کے

ذاتی جمال سے کچھ تعلق نہیں (پیشانی پر ہاتھ

رکھ کے) وہ بیان ہے۔“

ترک: ”میں سمجھا اس کے دماغ میں فتور ہے۔“

ٹوٹنر: ”بہت خفیف اور وہ بھی ایک خاص امر کی

بات۔ اسے بہت عمدہ تعلیم پائی ہے اور

ہزاروں طرح کے کمال اسکو حاصل ہیں وہ

بہت سی زبانیں بول سکتی ہے علم موسیقی میں

بھی دستگاہ رکھتی ہے۔ ممالک کوہ قاف کی

تاریخ اور نظم سے بھی ناہر ہے اور اسکی

شیریں اور موٹا ہیں۔“

ٹوٹے اور سو کا ایک قسم کا جنون ہوئے حسن و جمال کی تعریف سننے کی ایسی عادی ہو رہی اور خوشامدیوں نے ایک خاص طرف اس کا سر پھیر دیا ہے جس سے وہ اسے کو ستارہ منکر لیا تصور کرتی ہو جس کا سبھی نام لیتی ہے۔

ترک: اگر صرف یہی عیب ہو تو کچھ نہیں اسکو اپنے خیال باطن میں رہنے دو۔ اس کے یہ خیالات کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بشرطیکہ اور طرح اور اسکی عقل درست ہو۔

ٹوٹے اور طرح اور اسے خواص خمسہ درست ہیں جیسا میں آپسے اول کہہ چکا ہوں منصور نے اس جنون کے بارہ میں جواب دے دیا اور اس کے بسبب بخت کی مگر کچھ فائدہ نہواہ انہی

تین ایسے شد و مدی ملک منکر لیا کی شہزادی بیان کرتی ہے جس سے تعجب ہوتا ہے اور اس بارہ میں اسکی گفتگو ایسی سچی اور واقعی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی اجنبی پہلے پہل اسکی باتیں سنے تو یقیناً اسکو درست اور سچ سمجھے گا۔

وہ بہت سے دلائل بہ ثبوت اس امر کے کہ وہ فرمانروا اس ملک کی ہو پیش کرتی ہے۔ ترک: میں کہی ایسا نہ سمجھوں گا۔ شہزادی منکر لیا منصور گرجی کے مکان میں کسی طرح

فرود کش نہیں ہو سکتی۔ ترک: اچھا اب مطلب کی بات کہو۔ ٹوٹے: یعقوب کی طرف کھسکا اور اب

وہ دونوں پیشتر کی بہ نسبت زیادہ احتیاط سے آہستہ آہستہ بائیں کرنے کے قریب قریب آدھ گھنٹہ تک اس طرح بائیں ہوتی رہیں اور جب بائیں ہو چکیں تو ترک سے رخصت ہو

اور محسن کی طرف کھسکا اور اطمینان کی چال سے چلے لگا اور دروازہ پر پہنچا اور اسے بین مرئیہ دستک دی۔ یہ ہے دربان نے فوراً دروازہ کھول دیا اور ٹوٹے نے چند روپیہ اس کے ہاتھ میں رکھ دیے بعد ازاں وہ شہر کی طرف چھٹا اور

منصور کے مکان پر پہنچا اور اسوقت کا منظر یہ تھا کہ اسکی تدبیر عمل میں آئی تھی۔ غرض کہ وقت گزر گیا اور آدھی رات کے

عمل میں ٹوٹے کے سے اس وسیع باغ میں جو مکان کی نشست پر تھا چلے دیا اور اسکو بٹھری ہوئے چند منٹ سے زیادہ نہ گزرے

تھو کہ دیے پاؤں کی چاب دیوار کے دوسری طرف بڑھتی ہوئی معلوم ہوئی پھر بین مرئیہ آہستہ مگر صاف کھسکا دروازہ پر ہوا اور ایک

کنجی سے جو اسے پہلے ہی سے اپنے قبضہ میں کر رکھی تھی اسے دروازہ کھول دیا دو شخص فوراً داخل ہوئے یہ قمری قرمان اور حمید تھے۔ ٹوٹے نے دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا

اور کنجی قمری قرمان کو دے دی بعد ازاں وہ تینوں آہستہ آہستہ بڑھے اور اس دروازہ تک پہنچے جو خفیہ زینہ کے نیچے تھا جس سے

چڑھ کر یلی کے غسل خانہ میں جانا ہوتا تھا۔
 قفل اور قلاب توڑے گئے اور جب دروازہ
 باہر کھٹکھٹا تو وہ آگے کی طرف بڑھتا اور دونوں
 قزاقوں نے اسکو ہاتھوں سے تھام لیا۔
 ٹوٹری (قیری قرمان) اب باقی کام تم کرو
 میں نے اپنے وعدے کے موافق مصطفیٰ یعقوب
 سے بخت و پزیر کر لی ہے؟ یہ مکر ٹوٹری وہاں سے
 جلد پاؤں اور درخون میں جو باغ کی پشت
 کے دروازہ کی طرف والی روس کے کنارہ
 پر لگے تھے غائب ہو گیا وہاں چھپ کر ان نے
 اپنی اس شیطنت کو جسکی کارروائی جاری
 تھی دیکھنا شروع کیا۔ قیری قرمان نے
 دلے پاؤں سہری کے پاس جا کر ایک
 چوٹی شیشی یلی کی نانک کے پاس لگائی
 بعد ازاں وہ ایک خواص کو وہی شیشی تنگنا
 کے واسطے بڑھا اور جھینڈنے دوسری خواص
 کو شیشی تنگنا نے میں آدھکی پیروی کی ان
 شیشیوئیں کوئی قوی الاثر ست تھامیں
 سے ایک منٹ سے کم میں یلی اور اس کی
 دونوں خواص میں بیہوش ہو گئیں اس
 کھوڑے وقفہ میں دونوں قزاق کھڑے
 رہے اور سونوالوں کے رخسارہ سے قلاب
 کے پھول کا سا رنگ رفتہ رفتہ اڑتا ہوا دیکھتے
 رہے بعد ازاں انہوں نے اطمینان سے
 ایک دوسرے پر نظر ڈالی کہ کام ہو گیا اور نژادی

کو سہری سے اڑھانے کیواسطے بڑھ رہا۔ اسکو
 انہوں نے اس کے جسم پر وہ کپڑے پہنا دیے
 جو اس نے سوتے وقت اتار ڈالے تھے
 اور غسل خانہ میں ہو کر وہ اسکو زیر میں لیٹے
 قیری قرمان نے اب یہ بوجہ بالکل اپنے
 ہاتھوں پر لے لیا اور سٹریٹ ہوں سے اترنا شروع
 کیا اب ٹوٹری کا حال سینے بخود رختوں میں
 اپنی مہم کے نتیجہ کا منتظر چپا ہوا بیٹھا تھا اسکو
 وہاں بیٹھے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذر رہا تھا
 کہ اس کے دل میں یہ دوسوہ پیدا ہوا کہ میں غ میں
 بالکل تنہا نہیں ہوں اسکو یہ معلوم ہوا کہ
 کھوڑے فاصلہ پر پیرونگی چاب اور پتوں
 وغیرہ کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔
 دم روک کر اس نے سننا شروع کیا اور چند
 بل میں اسکو یقین ہو گیا کہ ضرور بیان کوئی
 ہے۔ پیرونگی چاب اور یہی پڑھتی ہوئی
 معلوم ہوئی اور ٹوٹری نے کچھ آواز سنی اور
 پہچانی بھی اور اس شخص کی صورت بھی دلی
 جو روش پر آہستہ آہستہ چلا آتا تھا یا اسکا
 معزز آقا گرجی تاجر تھا۔
 منصوص (اپنے آپ) آج کیا ہے کہ
 میرا دل بیقرار ہے کیا کوئی آفت آتی ہے
 ہے یہ پہلا مرتبہ کہ مجھ کو معمولی سونے کے
 وقت بخند نہیں آئی۔ شاید باغ کے
 چند چکر میرے دلوں کو تسکین دین اور پھر

کمرہ میں جا کر چھوٹا تیار کر دے۔
منصور نے دیکھ کر بہت متاثر ہوا اس طرح
کہتا چلا آتا تھا۔ توڑنے کے دل پر سخت زحمت
طالعہ نہ تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ منصور اور
فرزاقون میں میرے بیٹے کا جو معاملہ ہے اور
وہ ساری ہوا ہے اور اس کی طرف چلا جا رہا ہے تاکہ
اوسکو یللی کے کمرہ کی طرف چور دروازہ
کے پاس سے آئے چور کے پیروان کی جانب
سنائی دی وہ متعجب ہو کر سوچنے لگا کہ اوسکو
دو شخص جنہیں سے ایک کے ہاتھ میں کسی
مقدار کا بوجھ تھا چور دروازہ کی طرف
سے تیز چلتے ہوئے دکھائی دئے۔ منصور
فوراً چلا اٹھا کیونکہ اوس کو یقین ہو گیا کہ
کچھ دال میں کالا ہے۔

جمشید پیر و کی طرف بھاگا اور اسکو زین
پر گرا کے ایک فتنی منصور کے کلیجہ میں بھونک دیا
اور سانحہ انتقام کو پہنچ گیا۔

منصور کے چلانے کی آواز سن کر ٹوڑ اپنے
پوشیدہ مقام سے فوراً نکلا اور خون نشے
ساتھ گہری طرف بھاگا وہ موقعہ واردات
سے زیادہ فاصلہ پر تھا اسوجہ سے اُسے
نہیں دیکھا کہ کیا ہوا مگر چونکہ پھر کوئی مدد
نہ آئی توڑ نے فوراً بھانپ لیا کہ منصور
مقتول ہو گیا وہ دفعتاً مڑ کر اوس مقام کی
طرف جہاں منصور فرزاقون سے دوچار ہوا

بھاہوٹھا اور اپنے معزز آقا کی بجائے جان
سپاہیہ ڈال دیا پایا خون اور اس کے سینہ
کے زخم سے ہمارے ہاتھ لگا اور غیب شد و قبری
فرمان اس کے منہ سے نکلا اور وہیں پہنچا
جوسے ہاتھ لگا کر اپنے ہاتھ سے اور وہ کبھی
بچنے جا رہے تھے۔

ٹوڑ کو معلوم ہوا کہ میرے پورے طور پر انجام
کو چھوٹا چھوٹا پس وہ فوراً غم سے بے تاب ہو کر
منصور مقتول کی لاش سے الٹ پٹ گیا اور
دیوانہ وار اُسے اپنی بائیں اُس بڑیاں
کے گلے میں ڈال دیں جسکو قتل سے بچا۔
کیلئے دیر میں موقع پڑھوٹھا تھا۔

اس طرح پر چند منٹ گزر گئے مگر اب ٹوڑ
کے دل میں ایک اور وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر میں

تہا لاش کے پاس پایا جاؤں گا تو میری بہت
قاتل ہونے کا شک ہو گا اب اوسکو اپنے
بچاؤ کی فکر پیدا ہوئی۔ باغ میں بالکل خاموشی
تھی توڑ دھان سے چل دیا اور بیچ کے دروازہ

سے جسکی کچی اوس کے قبضہ میں تھی مکان میں
داخل ہوا اور چند لمحہ میں اپنے کمرہ میں پہنچ
گیا اور کچھ سوچ سمجھ کر وہ دھان سے بلخ

میں آیا پھر وہ اوس مقام پر پہنچا جہاں
اوس کے مقتول آقا کی لاش پڑی ہوئی
تھی اور لاش پر جب کہ ٹوڑ نے کھان
ٹوٹا شروع کیا جو سوداگر اپنی جیب

میں ٹوڑ کر کو شک نہ پا کہ یہ وہی کاغذات
میں جنگلی اوسکو تلاش تھی اور غنیمت بھاری
گھری ہوئی جنت میں وہ گلستان کا عقدہ
حل کیا گیا ہے۔

ٹوڑ کے جی میں آیا کہ لقاؤ کو چاک کر دی
اور ان امور سے جلوہ جانتا تھا کہ اس میں
درج ہیں دیکھ لے گا ان کام کی اسکو جرات
میں لقاؤ پائے گا پڑوں میں جیسا کہ اور
کتب میں لے کر یہ کہہ سے نکلا اور منظور کی
تاش کے پاس آیا اور قاتلوں کے کپڑوں
میں اسی مقام پر کینیاں رکھ دیں اور پھر
رد اور از رہن کے گودام میں گیا اور ایک
سپاؤر انکال کو سدا بہار درختوں کی جاڑی
میں ایک غار کھود کر اس میں کاغذات
نذ کو دفن کر دیا۔ بعد ازاں بھاڑا
گودام میں رکھ آیا۔ یہ کام کر کے ٹوڑ
پھر صدر دروازہ کی طرف جا رہا تھا کہ
دفعۃً تین آدمی اوسکو دکھائی دیے
وہ بھاگنے کی واسطے مڑا مگر ان تینوں نے
اوسکا تعاقب کیا۔ یہ تینوں شخص ابراہیم
ابراہیم اور حافظ تھے جو ایک کو اس شخص کے
پاس پہنچ گئے جسکو دیکھ کے اذکو سخت
تعجب ہوا کہ وہ ٹوڑ ہے۔

اللہ ذیہ میں اتنی رات کو تو بیان کیا کہ ابراہیم
ہوا اور کھود دیکھ کر تو کیوں بھاگا اور آدہ

میں رکھا کرتا تھا اور چند لمحہ میں اوسکا ہاتھ
اوپر پڑا اوسکو یہ معلوم ہوا کہ منظور
کے چہرہ پر کچھ آثار جان باقی رہنے کے
نمایان ہیں اور پیر مرد کی آنکھیں جو کھلی
ہوئی تھیں اُن سے اوس نے خشکین ملات
آمینہ نگاہ چھو کرے پر ڈالی اور ہونٹ اخرج
حرکت میں آئے کہ گویا آگاہی یا نبی کے
الفاظ بولنے والے ہیں۔

کینیاں لیکر ٹوڑ اوس ہولناک مقام سے
بھاگا اور پھر کینیاں میں داخل ہوا اور ان
دو جگہ سے منظور کے گھر میں گیا۔ وہاں
ایک شخص روشن تھی اوس نے بے لاد رنگ
مضبوط مینر کی دراز تھولی جس میں آدہ
نچ کے کاغذات رکھنا تھا اور دو تہہ
سلاش کیے جنگلی خیر میں اوسکا منوفی
آقا تین چار ہفتہ پیشتر مصروف رہا کرتا
تھا اور جبکہ منظور ٹوڑ نے ایک دفعہ دیکھ پایا
تھا وہ کاغذات اوسکو جلد مل گئے یہ سب
نوشتہ سرسبز لقاؤں میں ملفوف تھے
اور لقاؤں پر یہ لکھا تھا کہ منظور کے
اوصیانہ پیکٹ ایک نوجوان ترک اور
کس خاتون ملک منگولیا کو جو ایک ہی
قسم کی ساخت کی انگشتری جس پر ایک
یا قوت جڑا ہوا اور صفر کندہ ہو پیش کر کے
حوالہ کریں۔

گنٹہ ہو کر کیا شور مٹا

ابراہیم نے اول تو ٹونز کو پکڑ لیا مگر جب
یہی انا تب چوڑ دیا مگر اوسکو کچھ بھی سی اپنے
ہاتھ میں معلوم ہوئی اوسنے اپنی انگلیوں
کو دیکھا انہوں نے داغ معلوم ہو کر وہ بے
سہارا چلا اور ٹھٹھا ادا کر دیکھو تو خون ہے
اسنے میں غلط چچا اوٹھا مگر کوئی چیز اوسکو
دش کے کنارہ پر پڑی ہوئی دفعۃً ایسی
نظر پڑی جو مشابہ جسم انسان کے تھی۔ وہ
فوراً ادا ہو گیا اور خوف کے مارے چلا اوٹھا
اور اللہ دین و ابراہیم کو اوس مقام پر لے گیا
اب ابراہیم نے پھر ٹونز کو مضبوط پکڑ لیا اور
گھسیٹتا ہوا لے چلا۔ امر واقعی تو اب ظاہر ہوتا
کہ خدا تعالیٰ سے قتل ہوا۔ ٹونز گھٹنے ٹیک کر

کھڑا ہوتا اور خوشامد سے اپنی بے گناہی
تابت کرتے لگا۔ مگر اوسکی صورت سے
اوسکا عظیم ہونا ظاہر ہوتا پس اللہ دین نے
انترام کیلئے اپنے رفقا کو حکم دیا کہ فوراً اود
تھا تو فی حاصل کریں۔ یہ بات سن کر ٹونز
بیہوش ہو کر گر پڑا اور اوسکی حالتیں حافظ
اور ابراہیم اوسکو ادا ٹھا کر محل میں لے گئے
چند منٹ میں اوس امن و امان کے مکان
میں ہر طرف شور و غل مچا ہو گیا اور ایک
گنٹہ میں حکام و عاملان مخالفون آہوئے
اور مکان کا معائنہ شروع کیا اوسوقت

یہ معاملہ ہم یہ کہ لیلی غائب ہے۔ گویا تمام
دنیا کی مصیبتیں دفعۃً اللہ دین کے سر پر
آپڑیں۔ اُسکا معزز دوست جسکو وہ اپنا
بھی خواہ جانتا تھا مارا گیا اور اوسکی محتوفہ
بھی غائب ہو گئی۔ اللہ دین مضرب دونوں
رفقا کے اُسکی تلاش کے واسطے روانہ ہوا
اور اوس مکان کے ملازمان قسم ذکر کو حکم
دیا کہ گھوڑ و پیروار ہو کر تعاقب کریں۔
ٹونز جواب ہوئے میں آگیا تھا اور عاملان
انصاف کے پنجہ میں تھا اپنی جگہ ہی
شد و مد سے بیان کرتا رہا۔ پس اُسکی
زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلا جس
سے ستارہ منکر لیا کے غائب ہونے کا
پتہ چلتا۔

باب ٹونز دہم

مصطفیٰ یعقوب

جب لیلی ہوش میں آئی اُسنے اپنے مبین
ایک گاڑی میں پایا جو بہت تیز جا رہی تھی
اوسنے پردہ اوٹھایا اور جہانکا تو دیکھا کہ ایک
لنبا آدمی ترکی پوشاک پہنے ہوئے عرابہ
کے پاس ایک بڑے گھوڑے پر سوار کو دھا
چہلا آتا ہے اوس نے ترکی زبان میں
پوچھا کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ مگر لیلی
نے جواب نہ دیا۔ اسنے میں ایک من آدمی
کیس قدر اچھی ترکی پوشاک پرانی وضع کی

شہزادیؑ میں حکم دیتے ہیں کہ جب رات ہو
اور گستاخی موقوف کر دو تو کتا ہونہ بن بطور
کینٹرک کو خیر پد کیلگی ہوں کس نے جھگو فروخت
کر خلی بیواتیؑ

یہ فقیرؑ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ
لوگ فروخت کرتے ہیں جنکو منصب فروخت
کر نیک حاصل نہیں ہے ہمارے فروخت کا
مناظر ہمانک مجھ سے تعلق ہے کافی معافی
اور ایماندار می سے عمل ہو آیا ہے ایک
مذہب چھو کر اپنے اپنے تین مشور کا ملازم
بیان کیا تھاؑ

یہی ہے ہان بان لبا سا اٹھارہ برس کی
عمر کا جسکی آنکھیں جھک رہی چہرہ صاف اور
بال کھینچ رہی ہیں۔

برودہ فروشیؑ ہان وہیؑ

یہی نے چپکے سے ٹوٹر کا نام لیا اور ایک
قسم کی نفرت نے اوس کے دل پر هجوم کیا
بیشک یہ وہی تھا جس سے خبردار رہنے کی
مجھے ہدایت کیلگی تھی افسوس میں نے اس
خبر داری پر توجہ نہ کیؑ

برودہ فروشیؑ تم کیا کر رہی ہو ہمارے
فروخت کا معاملہ میرے اور اوس پر کر رہا
کے درمیان میں ہمارے بھائی کی طرف سے ہےؑ
یہیؑ (نہایت بد دماغ ہو کر) این۔ میرے
بھائی۔ میرے کوئی بھائی نہیں ہےؑ

ہنے ہوئے اور ایک گھوڑے پر سوار عرابہ کے
پاس آیا اور دوسرے اپنے آدمی سے پوچھا کہ
نوجوان خاتون کی کتنی ہےؑ

لیسا آدمیؑ نے خاتون نے ابھی تک کچھ نہیں کہا
ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسے پردہ پہنایا گیا ہے
میں یہ پوچھنے کو بڑھا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہےؑ
مس شخصؑ تم پیچھے رہو اور مجھے خاتون
باتیں کرنے دوؑ

لیساؑ یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کس قدر ذی اختیار
ہو مہربانی کر کے مجھے بتاؤ کہ میں اپنے تین کیوں
اس حالت میں دیکھتی ہوںؑ

مس شخصؑ اسکا جواب بہت آسان ہے
تم اون دس بارہ عمر جینیوں کے جرم سے
ہو جھگو میں نے زلفہ سے خبر کیا ہےؑ

لیساؑ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوںؑ

مس شخصؑ میں جانتا ہوں کہ تم سے زیادہ
حسین اور کوئی نہیں ہے اور اس شخص نے
جو ہمارے فروخت کا معاملہ اولے طے کر لیا
تھا ہماری شکل و صورت کو دوسرا ہی بیان
کیا تھا جیسی تم خود ہوؑ

لیساؑ بس بس یہ گستاخی معاف کر دو تم نہیں
جانتے ہو کہ میں کون ہوں میں فرمانروا کے
نیک منگلیا ہوںؑ

مس شخصؑ ای خاتونؑ دھکی جھکوڑا نہیں سکتی
ہے میں نے بہت کچھ سرد گرم دیکھا ہےؑ

برودہ فروش نے اند گواہ ہو کہ اوس نے دے
نے مجھے۔ لیکن دایا تھا کہ وہ ہمارے
ہو ایون کی طرف سے معاملہ کر رہا ہے میرے
باس روپیہ موجود تھا میں نے قیمت ادا
کر دی۔ پھر قانون کا بھی کچھ خوف نہیں
ہے کیونکہ چند گنہگار ہیں ہم ترقی علیاری
میں جو سچے جاوید ہیں۔

لیلیٰ نے کیا قیمت دی تھی ہو اگر چھوڑ دو
تو میں اوس سے دو گنا قیمت دے دوں گی
اگر میں ایک سطر سے زائد لکھ دوں تو

برودہ فروش بہ دایا کا کہیں بازو تو
ایک دسہ سواروں کا اتفاق کیا اسطے
بیشک ہوئے گا۔

نیلی نے نہیں نہیں پتہ نہ پڑا لیکن
اور اپنے کسی دوست کے نام سے پتہ
منگا لیا۔

شرک سے نہیں ہا تو ان ہم ایسے بیوقوف ہیں
نہیں آسکتے ہم ہمہ سچہ جانتے ہیں
ہمارے بالی دھوپ میں نہیں بقیہ
ہوئے ہیں۔

بد قسمت لیلیٰ نے اپنے آپ سے کہا
”خدا یا یہ تو اٹھا کر رہا ہے۔ پھر اسے کہا
”اجا تم شر الکا بیان کرو اور وہ طریقہ
بتاؤ جس سے ہمارے شر الکا دور سے
ہو سکیں میں بہت دو تلمذ ہوں تم زیادہ

روپیہ طلب کرنے میں پس و پیش نہ کرو۔
افسوس اگر یہ ازیر بیان ہوتا تو نقطہ وہی
ایک شہزادی کے غریب کو کاٹی ہوتا۔
لیعقوب۔ ”اللہ اللہ بھروسہ ہی شہزادی کا
قصہ مگر خیر عیسا میں نے اوس چھو کر سے
سے کہا تھا جو مجدد سے مل کر بیچ کا کرتے
آیا تھا کہ اس جنوں سے کسی کو نقصان
نہیں ہو سچہ سکتا ہے۔

لیلیٰ کو معلوم ہو گیا کہ یہ نونری
تو امرنگی ہے جس سے بچ کر یہ سب مصیبتیں
ہیں اور جب اوس نے اپنی اور یعقوب
کی گفتگو پر خیال کیا اسلیں بھی میں فوراً
اٹھا کہ کس قدر تک کو نزلے چالائی کے
ساتھ بدی کی ہے یعنی یہ کہ رہا ہے کہ
یہ اپنے شیخ شہزادی منکر لیا بیان کرتا
تو وہاں آئے اور نونری سے پس یہ بھی کہ
اس ہمارے چھوٹے فائدہ ہو گا اور اسکی
صداقت کا کوئی دوسرا پتہ نہ ہو گا خاموش
رہی اور شر الکا روبرو نہ گئے لیکن فرار کا
موقعہ نہ ملا۔

آخر کار سر ہر گزرنے سے تیس دن
شام کو یہ سب بند رہا طوم میں پہنچے
اور رات ایک مکان میں بسر کی گئی۔ دوسرے
روز صبح کو کل گروہ ایک بڑے تری جہاز
پر جو قسطنطنیہ کو جانے والا تھا سوار ہوا۔

شہزادی اپنی نقاب کی شکنوں سے
 قریب قریب بدحواس نگاہیں ڈال رہی
 تھی اور یہ اخیر امید کر رہی تھی کہ شاید
 کوئی ذریعہ نکلتا جس سے یا کوئی اہلکار
 آجائے جس سے بین خرابیاں مٹ جائیں کہ فقط
 آسٹو یہ معلوم ہوا کہ اس کی نگاہ اور لڑکھانچہ
 پر بڑی جسکودہ پہچانتی ہے کہ یہ پوشاک
 نقشہ قادیانی ہے لیکن اسے منہ سے امید اور
 خوشی کی ایک جھلک بڑھتی تھی کہ نقشہ
 نے اپنی نقاب کے شکاف سے ایک تیز
 نگاہ ڈالی جس کا مطلب یہ تھا کہ خاموش
 رہو۔ شہزادی نے ویسا ہی کیا مگر اب
 وہ شش و پنج سے لرز رہی تھی کہ یہ نگاہ
 یقین ہوا کہ میں بالکل بے یار و مددگار
 نہیں ہوں۔

جہاز نہ روانہ ہوا اور سب سے پہلے
 سینیو پامین پہونچا اور وہ ان کچھ روزوں
 اسباب لادنے کے لیے ٹھہرا۔ بعد ازاں ان
 وہ باسفورس کو روانہ ہوا۔ اور بعد دو تین
 بادِ مخالف کے جو کون کے جو اکثر بچا اسٹو
 میں دفعتاً پیدا ہو جاتے ہیں اور جہلی
 وہرے سے اس میں جہاز رانی بہر وقت
 خطرناک تھی بے غایت باطوم سے روانہ
 ہونے کے ساتویں روز شام کو قسطنطنیہ
 پہونچا اس تمام واقعہ میں لیلیٰ نے نقشہ

معدہ اسکی ہمراہی کو جو سید فام تھی وہ
 سے دیکھا کیونکہ ترک اور اس کے قازم
 سختی آگرائی کرتے تھے کہ اور لوگ
 بہرے آکر ان کی بات نہ
 کرنا چاہتے۔

پارسیوں نے بھی تمام کو جہاز قسطنطنیہ
 میں داخل ہوا اور جب جہاز نے اسٹو
 ڈالا تو وہ ان کے گرد و نواح سے پہلے
 اترنے کے واسطے کشتیاں تیار تھیں
 لیکن جب لیلیٰ ریلوے سے اترنے لگی
 اُسے ایک نگاہ جہاز کے اگلے حصہ کی
 طرف ڈالی اور اس نے دیکھا کہ نقشہ
 منتظر اسی ایستاقہ کی بھیجی ہے اور اس کے
 جواب میں امید بھری ہوئی خوشخبری دے
 والی نگاہ ڈالی لیلیٰ کو پھر ذرا سی
 ڈھارس بند ہی کہ میں بالکل بے یار و مددگار
 نہیں ہوں۔ لیکن شہزادی کو وہ ہمارے
 گمان بھی نہ آتا تھا کہ نقشہ کس طرح جھوٹ
 مدد پہونچا دے گی۔

مصطفیٰ یعقوب کا کہ وہ پاپہ تخت
 سلطانی کے مسائل پر اتر آ اور جہاز
 فروش کے مکان کو گیا جو بہت قاصدہ پر
 نہ تھا مکان میں بہت سے پر خوراک لیلیٰ
 اور دیگر کنیزیں غسل کو بھیجی گئیں اور غسل
 سے فارغ ہونے پر ان سکنوایت قیمتی

پوشاک اور زیورات پہنے کو دیے گئے کیونکہ
برودہ فروش نے بلا توقف ایک قاصد محسوس
سلطانی کو روانہ کیا تھا اور اسے یہ جواب
لاکھ دیا تھا کہ برودہ فروش آج ہی شام کو
اپنے حبیون کا جگرہ سلطانہ والدہ کے حضور
میں پیش کرے۔

باب ہستم

سلطانہ والدہ کی بیکہ

یہ ضروری امر تھا اس باب کے فروغ
میں بیان کر کے ہم ہر اپنے قصہ کا سلسلہ شروع
کرتے ہیں۔ جس وقت برودہ فروش قسطنطنیہ
میں پہنچا تو وہ پری پریوں کے داخل
ہوا۔ رمضان ختم ہونے میں تین دن باقی
تھے۔ غریب آفتاب کی توپ شام چوٹی
کے سمندر میں نگار دے کے جہاز سے دیے
ہیں دغی تھی اسے تحت سلطانہ کی کوراجل
دریا پر جہاز نو پین چڑھیں تھیں سب
گرجا شروع کیا کہ مصطفیٰ یعقوب نقاب
پوش حبیون کو سوا کر کے محل سراے
شاہی کو روانہ ہوا اس وقت سڑکوں
پر قہر خانوں کے دروازہ کھل رہے
تھے اور صدائے اللہ اکبر کی شہر کے ہزاروں
میناروں سے بلند تھی سڑکوں پر لوگوں کا
ہجوم تھا کوئی مسجد اور کوئی عیش کے

ظامون کو جاتا تھا غرض کہ گاڑیاں
محسوس کی عظیم الشان عمارت کے
اندرونی عین میں پہنچیں وہاں یہ
کنیزوں گاڑیوں سے اتریں اور بہت
سے حبشی غلاموں نے جو ہم سراے کے
اندرا کام کرنے پر مامور تھے انکو ہاتھوں
باندھ لیا اور عمارت کے اندر لے گئے۔
جہاں برودہ فروش کو جانے کی اجازت
نہ تھی یہ چھوٹ حبیون کا ایک عہدہ

زنیہ برہم جو کمرہ بہت سے وسیع تھے جو
کروں میں ہوتا ہوا سلطانہ والدہ کے
کرد خانہ کے برآمدہ میں ہوتا ہوا
قصر آغا خانی حبشی غلاموں کا سرخاوردہ
عثمانیہ کائنات کے پاس آیا اور حیدر تاشک
کے الفاظ ان کنیزوں سے تھے جو اس
دروازہ کے پاس تھیں جس سے وہ
داخل ہوا تھا۔ چند لمحہ میں بڑے بڑے
لوٹ کے کوڑ جو برآمدہ کے سر پر رکھے
کھول دیے گئے۔ قصر آغا نے ان سب کو
اشارہ آگے بڑھنے کا کیا اور وہ سب
ہوئے کمرہ کے اندر داخل ہوئیں۔ جہاں
سلطانہ والدہ تھیں۔

اب ٹوٹے دروازہ بند کر دیے گئے
اور قصر آغا کے اشارہ کرنے پر سب
کنیزوں نے اپنی اپنی نقاب اوتار لی

سلطانہ نے مر جبینوں کے چھٹے پر نظر نہیں ڈالی بلکہ اطمینان سے منتظر اس امر کی رہی کہ ہر ایک فرداً فرداً پیش کیجاوے لیلی جسکا دل ایک قسم کے سکوت اور صاحب فراس کی حالت میں تھا جو حالت انتہائے یاس کے وقت ہوتی ہے اوستے بھی کل کی تیلی کی طرح دوسروں کی پیروی کر کے اپنی نقاب پیچھے ڈال دی اور نہ دائیں طرف دیکھتی تھی نہ بائیں طرف بلکہ ادھڑکی آنکھیں ہلکانے اور لا یعقل کی طرح اس سرد مہر پر جس طرح حرکت و رفیع انشان پر ٹکلی لگائے تھیں جو کمرہ کے اُس مہر پر ہلالے مسند تھیں۔

اب کنیزوں کا پیش ہونا شروع ہوا اور یہ سب کارروائی اس طرح خاموشی کے ساتھ تھی یہ سب کنیزیں تعداد میں ایک درجن سے زیادہ تھیں اور قصر آغا نے ترتیب کے ساتھ اس کنیز کے شروع کیا جو مسند کے نہایت قریب کھڑی تھی سب سے آگے والی کا ہاتھ پکڑ کر یہ بڑا عمدہ دار آہستہ سے اس چوڑے سے چند قدم کے فاصلہ پر بیگیا جس پر مسند بھی تھی کنیز کے نے نہایت ادب سے سلطانہ کو سلام کیا سلطانہ کے چہرہ میں ذرا بھی تغیر نہوا اسکی بڑی آنکھیں تھوڑی دیر تک پہلی اُمید دار پر پڑیں

اور اسی ایک مختصر نگاہ سے اوستے نے دلفریبی صورت اور بدنگی جو اس کنیز کے کو حاصل تھی دیکھ لی بعد ازاں یہ کنیز کمرہ کے دوسرے کنارہ کو چلی گئی اور قصر آغا دوسری کو جسکا نمبر تھا پیش کرنے کے واسطے بڑھا۔

اسی طرح ایک دوسرے کے بعد کنیزیں پیش ہوتی رہیں اور سلطانہ کے چہرہ سے کچھ علامت پسند ہونے کی نمایاں نہ ہوئی اب قصر آغا لیلی کا ہاتھ تھام کر چوتھے کے قریب لے گیا اور جب فاصلہ مناسب سے اس نے سلام کیا جو ایسی شاہزادی کیواسطے جس پر مصائب کا سہاڑ ٹوٹا تھا مودب سلام کیا جاسکتا ہو مگر تاہم وہ سلام ایسی عظمت و شان سے بھرا ہوا تھا کہ جس سے یہ ضعیفایا جانا تھا کہ وہ اس امر سے واقف ہے کہ میں اسکی طرف خمیدہ ہوئی ہوں جو میری مدد کرنیکی قدرت رکھتی ہے نہ ایسے شخص کی طرف جسکو میں اپنے سے بڑا تصور کرتی ہوں

سلطانہ والدہ نے اسپر ویسی ہی سرد مہری سے نظر ڈالی جیسی چند لمحہ پیشتر اور کنیزوں پر اوستے نے ڈالی تھی جو فرداً فرداً پیش کی گئیں تھیں مگر بعد ازاں سلطانہ نے پھر دیکھا اور اب اسکی آنکھیں لیلی

باب بست و یکم

لیلی محل میں

اب اس بارہ میں لیلیٰ کو کچھ شک بھی باقی نہیں رہا کہ میں بطور تحفہ رمضان کے انتخاب کی گئی ہوں کیونکہ سلطانہ والدہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مجبوری سے دیا اور لیلیٰ کے دونوں رخساروں پر بوسہ لیکر اسے کہا: میری مبارکباد قبول کرو سب میں سے میں نے تم کو اپنے بیٹے کے واسطے بطور تحفہ کے پسند کیا ہے۔

لیلیٰ نے اسے خاتون عالی وقار اگر میں آپ کے سامنے سر تسلیم خم نہ کروں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ میں فرمانروا شاہزادی اپنے ملک کی ہوں مگر تاہم میں تمہارے سامنے مستغنیانہ جھکتی ہوں اور تمہاری حق پسندی اور انصاف کی دہائی دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر لیلیٰ گھٹنے ٹیک کر کھڑی ہو گئی سلطانہ والدہ اس کا منہ دیکھنے لگی اور فرط تعجب سے اس کے منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔

لیلیٰ نے اسے حضور جو کچھ میں کہہ رہی ہوں بالکل درست ہے یہ فرمانروا شاہزادی ملک منکر بیباکی آپ کے سامنے کھڑی ہے۔

کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں اب آہستہ آہستہ لیلیٰ کے پورے جسم پر وہ پھیر بن چہرہ کی طرف وہ اوتھیں پھر خط وخال کی جانچ کی گئی چہرہ صبر کی پرتال ہوئی اور پھر سلطانہ کی نظر تمام صورت و شکل اور قدموں پر پڑی اور اب سلطانہ کا برف سا جما ہوا سکوت پکھلنے لگا۔ اسکی آنکھوں سے تعجب بنایاں ہوا پھر حیرت ظاہر ہوئی خوشی و دلون سے ملی ہوئی تھی۔ سلطانہ والدہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لیلیٰ کو مبارکباد دینے کے واسطے جوتے سے اترتی یہ ایک علامت تھی جسکو قصر آغا فوراً سمجھ گیا اس نے زمین دوز ہو کر سلام کیا اور دوسری کنیزوں کی طرف پھر کر انکو کمرہ سے باہر چلے جانے کا اشارہ کیا وہ سب جلد کمرہ سے چلی گئیں اور مطلقاً کوڑا ملاقات کے کمرہ کے جو آنکے آنکے واسطے کھولے گئے تھے اب انکے جانے بعد فوراً بند کر دئے گئے۔ قصر آغا انکے ساتھ صحن تک چلا گیا کیونکہ یہ اسکا منصبی کام تھا کہ بلا توقف مصطفیٰ یعقوب سے ملاقات کر لے۔

مگر کیوں جو اس واسطے کہ سلطانہ والدہ نے اپنی پسند کا کام پورا کر دیا تھا انتخاب ہو چکا تھا اور لیلیٰ بطور تحفہ رمضان کے پیش ہونے والی تھی۔

کے ہاتھ فروخت کر دی گئی جو اپنی کمزور
کو آپ نے ملاحظہ کے واسطے محل کو لایا۔

سلطانہ نے قسم خدا و رسول کی بردہ فروش
کو اسکی سخت مراد پکاری اسی دم وہ
قلعہ ہفت مینار میں جھوس گیا مائیگا اور
کل عدالتہائے عالیہ اوسکے اطفال کی
تحقیقات کر لگی۔ ہاں دیکھو یہ شخص میرے
حکم کی جلد تعمیل کرے گا۔

جسوقت ہم ہم سلطانہ یہ گفتگو کر رہی
تھی قصر آغا پھر کمرہ میں داخل ہوا اور جوترو
کے قریب آیا اوسنے یہ ادب سر جھکا کر کہا
”حضور معلیٰ مجھ کو ایک امر اہم حضور کے
گوش گزار کرنا ہے۔ جس میں گستاخی صاف
ہو تو وقت نہیں ہو سکتا۔

لیلیٰ کی طرف بھی خطاب کر کے کہا۔
”شہزادی آپ چند لمحہ بیان ٹھہریں۔“
اور یہ بیکرہ پہلو کے ایک دروازہ سے
ہو کر کمرہ سے چلی گئی۔ قیصر آغا لیلیٰ کو
شہزادی کے لقب سے خطاب کے
جانے پر اس پر ایک تعجب انگیز مگر تیز نظر ڈالتا
ہوا سلطانہ کے پیچھے پیچھے کمرہ سے نکلا گیا۔
مگر ستارہ منگر لیا نے جتنی کی یہ نگاہ نہیں
دیکھی وہ نہایت تپاک اور شکر گزار دی
کے چہرہ سے سلطانہ والدہ کی طرف سرخم
کرتی تھی۔

سلطانہ والدہ۔ ”این اکبا یہ ممکن ہے
تم لیلیٰ ستارہ منگر لیا ہو جسکا میں نے
ذکر کیا ہے۔“

ستارہ منگر لیا۔ ”اے خاتون عالی جاہ
میں آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے
اس قصہ کی صداقت کو جو میں نے کہا
فوراً تسلیم کیا۔“

سلطانہ والدہ۔ ”اے شہزادی شکریہ
کی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھ کو تمہاری
گفتگو کو سچ یا در کرنا فرض ہے میں ہرگز
قیاس نہیں کر سکتی کہ تم ایسا جھوٹ

کر رہی ہو شہزادی میرے پاس بیٹھو اور
بتاؤ کہ یہ عجیب و غریب بات کیسے واقع
ہوئی تم بیان کیے آئیں بطور امید دار۔
لیلیٰ۔ ”سلطانہ میں خوشی سے اُمید دار

ہو کر نہیں آئی۔ یہ کہہ کر خود وہ سلطانہ
والدہ کے پاس مستر بیٹھی اسکے رخسار و
برگرم خون کی سرخی آگئی۔ سینے میں قصہ
مختصر ہے ایک خفیہ اور ضروری کام کی

وجہ سے میں حضور کے ہمراہ ہوں کے ساتھ
انبارتہ چھا کر بطور معمولی شریف عورت
کے شہر نکلتی اپنی دار الحکومت سے
اطلس دار السلطنت جا رہی تھیں سفر

کرنے پر مجبور ہوئی وہاں ایک سخت دغا
بازی سے میں مصطفیٰ یعقوب دہ فروش

کرہ کو اب سجاؤں گی تم اسکو اس محل میں
لیجاؤ۔ جو اس کے واسطے تجویز ہوا ہے اور
دیکھو اس کے واسطے سب چیزیں مہیا
کر دینا۔

قصر آغا نے جھک کر سلام کیا گویا صورت
حال سے یہ کہا کہ سلطانہ والدہ کے احکام
کی پوری پوری تعمیل ہوگی اور اس کے
حنور سے رخصت ہوا۔

قصر آغا (لیلیٰ کے پاس پہونچکر) اے
خاتون توجہ فرما کر میرے پیچھے آئے تاکہ
میں آپکو اس مکان میں پہونچاؤں جو آپ کے
لیے تجویز ہوا ہے۔

لیلیٰ نے پوچھا کیا میں اپنی سلطانہ
والدہ کو نہ دیکھوں گی۔

قصر آغا: بالفعل سلطانہ کو اور کام ہیں۔
شہزادی: یہ بتاؤ کہ پردہ فروش نے
تمہے کیا کہا۔

قصر آغا: مہربانی فرما کر میرے ہمراہ اپنے
مکان کو چلے وہ آپ کے واسطے تیار
ہے۔

لیلیٰ نے چند ساعت تک تامل کیا اور
آخر کار استقلال اور حاکمانہ طور پر اس
سے کہا: اپنے آقاے عالیجاہ سلطان العظم
کے پاس جا اور کہہ کہ ملک منگولیا کی شہزادی
آپسے ابھی کچھ عرض کرنا چاہتی ہے۔

ہکو بیان پر یہ کھدیا ضرور ہو کہ بعد
پیش ہونے کثیر دن کے قصر آغا پردہ فروش
کے پاس واسطے ادا کرنے قیمت لیلیٰ کے
گیا تھا اور یعقوب نے وہ مصنوعی قصہ بات
لیلیٰ کے جواو سنے ٹوڑ سے سنا تھا کہ دیا تھا
یہی قصہ تھا جسکو قصر آغا نے امراہم تصور
کر کے سلطانہ والدہ سے فوراً کتنا مناسب
سمجھا تھا۔

پس ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس رنگی
نے لیلیٰ کو شہزادی کے لفظ سے کچھ بچاؤ
پر کیوں اس پر عجیب نظر ڈالی تھی سلطانہ اور
اس کے پیچھے پیچھے قصر آغا ایک تہائی کے
کرہ میں گئے اور اس نے تعجب اور غصہ
سے اس بیان کو سنا سلطانہ پیدا نشی
نیک مزاج تھی اسوجہ سے اسے فوراً
لیلیٰ کے بیان کو یقین کر لیا تھا مگر اب
وہ اپنے خیال کے مطابق بہت بددماغ
ہوئی کہ یہ مجھ سے ابلہ فریبی کرتی ہے
اول اس کے جی میں آیا کہ لیلیٰ کو بے عزتی
کے ساتھ محل سے نکلوا کر اپنے دل کو
عقہ کرے لیکن قصر آغا نے اس کے غصہ کو
سمجھا بھا کر فرو کیا۔

سلطانہ والدہ: ہمارے سمجھانے
سے مجھے یقین ہوا اور ہمارے شکوکے
میں ملوث ہوئی لیکن میں ملاقات کے

واسطے رکھنا چاہیں سب مقرر کر دیئے
جائیں گے مگر ستارہ منکر ملیا نے جس نے
ایک سرسری طور پر بے پروائی کی نگاہ
چاروں طرف ڈالی جب ہر کمرہ اس کو
دکھایا گیا تو اس نے غلین از خود رنگی
کی حالت میں اپنا سر ہلایا جس سے رنگی
اٹکار سمجھا کہ اور خدام کی ضرورت نہیں
ہے بعد ازاں اسے سلام کیا اور
رخصت ہوا۔

لیلیٰ معہ دونوں کنیزوں کے اس
کمرہ میں ٹھہری۔ کنیزین مؤدب فاضلہ
پر کھڑی تھیں اور لیلیٰ ایک صف پر اپنے
غلین خیالات میں ڈوبی بیٹھی رہی
بالآخر اسے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں
اٹھائیں اور دونوں چھو کر یوں کی طرف
نظر پھیر رہی اور اپنے پاس آتے کا
اشارہ کیا۔

وہ قریب آئیں اور ہر ایک نے نہایت
ادب سے جھک کر سلام کیا لیلیٰ نے انکا
نام پوچھا اور باتیں دریافت کیں جبکا
جواب سنوں نے فوراً ادب سے دیا۔

لیلیٰ نے پوچھا کہ تم کبھی پہلے کسی اور
منتخب شدہ خاتون کی خدمت میں رہی ہو
جو بطور متحدہ مضامین منتخب ہوئی ہو۔
مگر یک چھو کر مئی نے ہان حضور سے پہلے

قصر آغا خاتون میں آپ کے فرمانے
کی تعمیل نہیں کر سکتا مجھ کو قطعی حکم مل چکا
ہے کہ آپ کے مکان میں چلوں جو آپ کے
واسطے تیار ہے۔

لیلیٰ اگر شکو اپنے ہم جنس انسان کی
طرف کیوں نہ کر رہائی کا خیال ہوا ہو تو میں
التجائزئی ہوں کہ تم ہی میرے ساتھ کچھ
بہرہ ریزی کرو۔

اس نے پیشتر کی بہ نسبت ذرا سخت
آواز سے کہا مگر تاہم پورے ادب کے تراؤ
سے کہا اور خاتون نے مکان میں بوجھ دیا
کے مضمون پر عمل کرنا لازمی ہے۔

لیلیٰ تو بہر خیر امیری مدد دے رہی تھی
ہوے وہ قصر آغا کے پیچھے ملاقات کے
کمرہ سے چلی اور وہ اس کو نفیس مکان میں
لے گیا جو لیلیٰ کے واسطے تیار کیا گیا تھا
ہر چیز جو آنکھوں کو خوش اور شوق کو پورا

کرنے والی تھی یا جوان تربیت یا فتنہ
خاتون کے واسطے ضروری تھی اس
مکان میں موجود تھی ہر چیز جو اس کی
آرائش اور آرام کے لیے ضروری تھی
دو خوبصورت کنیزیں اپنی اس نئی
مخدومہ کو ہاتھوں ہاتھ لینے کے واسطے
تیار تھیں اور قصر آغا نے لیلیٰ سے یہ بھی
کہا تھا کہ جب قدر خدام آپ اپنی ذات کے

میں جان مناسب سمجھیں عا دین اگر آپ
تکین توکل میں سلطانہ کو اطلاع دے
تاکہ وہ آپ سے ملنے آویں۔

لیلیٰ نے ہاں مجھ کو اس سلطانہ کی ملاقات
سے جکا ذکر تم کر رہی ہو بے پایاں
خوشی ہوگی؟

گر یک چوکری نے آج تو شام ہو گئی
کل ضرور سلطانہ ترخانہ اپنے قدم مین
لڑوم سے آپ کو سر فراز فرمائیں گی۔

لیلیٰ نے اچھا میرا پیغام ہو سچا ہے وقت
تم یہ بھی کہہ دینا کہ میں تمہاری ماں اور
بہنوں سے حال میں ملی یقیناً درخیز

کی خبر و عافیت تم سے بیان کرنا ہوگی
چوکری نے کہا بہت اچھا اور دونوں
نے بطور اظہار فرمانبرداری کے اپنے سر کو

نیچے کیٹ فرس جنبش دی۔
آستارہ منکریلیا دوسرے دن ملاقات
کی اُمید سے خوش ہو کر آرام کرنے چلی

گئی اور اس کی نیند زیادہ اطمینان
کی تھی۔

دوسرے دن وقت محمودہ پر لیلیٰ
اپنی کینزدن کو یاد دلانے والی تھی کہ اسکی
تمنا پوری ہو نیکا وقت اب آگیا ہے
مگر وہ بھی غافل نہ تھیں کیونکہ گر یک چوکری
نے ادب کی نگاہ سے دیکھا اور مکر سے

دو سال سے میرا اور میری جوڑی دار کا کام جزو
فرض منصبی رہا ہے۔

لیلیٰ نے تو تمکو وہ خاتون ضرور یاد ہوگی جو
سال پیوستہ میں انتخاب کی گئی تھی۔

گر یک چوکری نے ہلکو خوب یاد ہے
وہ خاتون گرجی نزا د اور نہایت ہی
خوبصورت تھی۔ اور اوس کا نام
عائشہ تھا۔

لیلیٰ نے کیا تم اسکی خبر چھو دے سکتی ہو
مجھ کو جزو وجہ سے اس نوجوان خاتون کا
اشتیاق ہے۔

گر یک چوکری نے انکا نام ترخانہ ہے
انکے بطن سے ایک شہزادی پیدا ہوئی
ہے اور انکو مرتبہ سلطانہ کا حاصل
ہے۔

لیلیٰ نے وہ خوش ہیں۔

گر یک چوکری نے آسے حضور بہلا وہ
کون ہوگا جسیر سلطان کے مراہم خسر دانہ
ہوں اور وہ خوش نہو۔

لیلیٰ نے کس قدر بے برداری سے کہا
”میں خیال کرتی ہوں کہ شاید یہ امر خلاف
دستور محل کے ہوگا کہ میں اس سلطانہ سے
جس کا ذکر تم کر رہی ہو ملاقات کر سکوں۔“
گر یک چوکری نے نہیں حضور سلطانہ کو
اختیار ہے کہ حرم سرکاری عظیم الشان تجارت

وہ سمجھتی تھی کہ سلطانہ کو موجودہ خوشخبری سننے کا اضطراب ہوگا۔ ترخانہ نے اہستہ تر اور محبت بھری ہوئی آواز سے کہا "اللہ کا شکر ہے"

اب یلیٰ ترخانہ کو بیٹھنے کی جگہ پر لیگئی اور خود اوس کے پاس بیٹھ گئی۔ نوجوان کنیزین ادب سے ہنسنے والی فاعلہ پر بھڑکی تھیں اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ انھوں نے ان دونوں خاتونوں کی کسی بات کو نہیں دیکھا۔ یلیٰ چاہتی تھی کہ انکو باہر جانے کا اشارہ کرے مگر اوسکو معلوم نہ تھا کہ یہ امر خرافات دستور مرد و عورتوں کے ہے یا کیا۔ مگر ترخانہ یلیٰ کی نظروں سے اس بارہ میں اوس کے دل کا حال سمجھ گئی اور اوس نے چوکریوں سے کہا تم جاؤ تا وہ تمہیں ہم بھرنے بلا میں نہ آؤ۔"

دونوں کنیزین اگلے کمرہ میں چلی گئیں اور یہ دونوں اب تنہا ہوئیں۔ ترخانہ "رومال سے آنسو پونچھ کر۔ یلیٰ یہ تو بتلاؤ کہ میری ماں اور بہنیں میری جدائی کو کیسے برداشت کرتی ہیں۔"

یلیٰ نے آخر سخت صدمہ ہے۔ ابکی والدہ کی زبان سے میں نے یہ دردناک

چلی دی۔ چند لمحہ میں نوجوان کنیزک اور ایک نہایت مہجبین اور باکمنت خاتون کو ہمراہ لائی جسکو اوس نے سلطانہ ترخانہ بتایا۔

باب بست و دوم

سلطانہ ترخانہ

جون ہی ترخانہ کمرہ میں داخل ہوئی ستارہ منگر لیا اوس کے استقبال کو لیگی اور بوجہ اس ملاقات کی شکر گزاری اور خوشی کے نہ بطور تحفہ اپنے رتبہ شہزادی فرمانروا کے وہ اس کے قدموں پر گر پڑی اگر سلطانہ ایسا کرنے سے اُسکو نہ روکتی پس اسکا ہاتھ پکڑ کر اور سینہ سے لگا کر ترخانہ نے ہلکی پرچوش آواز سے کہا "اے مہ تقایلی آؤ میں تم سے بغلیں ہوں کیونکہ مجکو معلوم ہے کہ تم اون لوگوں کی خبر لائی ہو جو مجکو ہمیشہ پیارے ہیں اور اپنی ماں اور بہن کی دوستی کے اعتبار سے میں انکو بھی اپنا دوست سمجھتی ہوں۔"

ستارہ منگر لیا خوش ہوئی اور امید سے پھولی نہ سمائی گو ترخانہ کے اس مہربان اور محبت آمیز برتاؤ سے اوس کے دل کو بھی کچھ رقت ہوئی۔ یلیٰ نے جلدی کہا "ہماری ماں اور بہن ابھی ہیں" کیونکہ

ہے تو میرے دل سے بہت بڑا بوجھ
اوتر جائیگا۔ یہاں ان دیواروں میں
میں اپنے گرد ایک سولونڈیان بلا سکتی
ہوں لیکن اگر یہ چاہوں کہ ایک ادنیٰ
قاصد کوئی دل خوش کن پیغام میرے
پیارے بھڑے ہوئے عزیزوں کے
پاس اسونکے دور دراز مکان پر بھیجا جائے
تو اس سے انکار کیا جائیگا۔

لیلیٰ نے ترخانہ کی طرف آرزو کی
”سناہ سے دیکھ کر کہ“ اگر میں اس نفرت انگیز
غلامی سے آزاد کر دیکھاؤں تو میں خود
تمہارا پیغام اس دور دور از گرجی
کے مکان میں پہنچا دوں گی جہاں سے تم
زبردستی جدا کی گئی ہو۔

ترخانہ ”کیا تمہارے دہرے بھی ویسی ہی
گذرتی ہے جیسی مجھ پر گزر رہی ہے؟“
لیلیٰ ”ہاں وہی بزدلہ فروش جو تم کو
زبردستی چالایا تھا بانی میری مصیبت
کا ہی میں نے سلطانہ والدہ سے فریاد بھی
کی مگر کچھ سود مند نہوا۔“

ترخانہ ”اوہ یہ کچھ تعجب کی بات نہیں
ہے کہ تمہاری فریاد سود مند نہوئی
کیونکہ تم نہایت خوبصورت ہو اور
سلطانہ والدہ کو بہت فخر اور خوشی
ہوگی۔ جب اختتام رمضان پر

قصہ سنا اس خلع میں جہاں وہ رہتی ہیں
میں ایک روز مسافرانہ اونکے بیان سب
باش ہوئی اور ادھون نے سب حال
آپ کے زیر دستی لے بھاگے جانیکیا بیان
کیا لیکن مجھ کو یقین ہے کہ اگر ان کو
آپ کی خبر پہنچے اور یہ معلوم ہو کہ آپ
بالکل ٹھیک نہیں ہیں بلکہ تقدیر پر اسنے
تین چوڑ دیا ہے تو شاید وہ بھی
تقدیر پر قانع ہو کر بیٹھ رہیں یہ نفع
ان کے غم کی سختی بہت کم ہو جائے
یہی حال آپ کی بہنوں کا ہے جو
آپ کی والدہ کے بہ نسبت آپ کی
جدائی کا الم رکھتی ہیں کیونکہ وہ بھی
چوٹی بہن اور کچھ خوشی کا زمانہ ہوتا ہے
علاوہ اس کے محبت مادر بنی کی وجہ سے
آپ کی والدہ ان کے سامنے عائشہ کا
نام نہیں لیتی ہیں۔“

جب لیلیٰ یہ ذکر کر رہی تھی ترخانہ روتی
جانی تھی اور شہزادی کے بیان ختم ہونے
پر ایک لمحہ تک بالکل سکوت رہا۔

ترخانہ ”اگر میری طرف سے صرف ایک
پیغام ان لوگوں کو پہنچ جاوے جو مجھ میں
دوہیان لگائے ہیں کہ میں خوش نہیں ہوں
میں نے اپنے تین تقدیر پر چوڑ دیا ہے
اور میں نے ان کا خیال نہیں ہلایا

کہلا اور فوجوان گر مک چھو کر ہی آہستہ سے
مکرہ میں داخل ہوئی۔ وہ دون خاتونوں
کو جبک کر سلام کیا اور یلی کی طرف
مخاطب ہو کر کہا: "قصر آغا کچھ عرصہ من
کرنے کو ہے۔"

ترخانہ نے یلی کی طرف سے فوراً
جواب دیا: "اچھا آئے دو" اور جب
چھو کر یلی گئی اس نے چپکے سے کہا
"دیکھیں یہ بڑا عمدہ دار کیون آتا ہے
کیونکہ میری پیاری دوست اب ہر امر
تمہارے واسطے اہم ہوتا جاتا ہے۔"
قصر آغا داخل ہوا اور سلطانہ کو دیکھ کر
بہ نسبت یلی کے زیادہ جبک کر سلام کیا۔
ترخانہ نے کہا: "یو تو کیا ہو؟"

قصر آغا: (یلی کی طرف مخاطب ہو کر)
حضور ایک جوان عورت جو آپ کے ملک
میں آپ کی نوذنی تھی قسطنطنیہ گئی ہے
اور وہ اجازت چاہتی ہے کہ مثل سابق
کے آپ کی خدمت گزاری میں حاضر
ہوے۔"

یلی کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا
اور اس کا خیال اپنی وفادار زبہ ہا اور
آسنہ کی طرف گیا اور وہ یہ سمجھی کہ شاید
انہیں میں سے کوئی ہوگی اس نے کہا
"ہاں تو اسے نام یہاں بتایا، مگر خیر اسکو

وہ وقت آئیگا کہ وہ اپنے بیٹے سلطان المعظم
کے حضور میں پیش کش کرے گی۔"

یلی: "ایک ساعت کی واسطے سلطانہ والدہ
کو میرے حال پر بہت ترس آیا تھا مگر ایک
غریب آمیز اور زبون اطلاع سے جو اس کے
کان تک پہنچائی گئی وہ پھر میرے خلاف
ہو گئی خلاصہ یہ کہ لوگ جھوٹا گل کہتے ہیں
اور محض غرور اور تکبر کی وجہ سے میں اپنے
قیمتین شہزادی شکر یلیا سمجھتی ہوں مگر میں
اپنے قول کا خدا کو گواہ کرتی ہوں جو
اوپر ہے اور میں دراصل وہی بد نصیب
شہزادی ہوں۔"

ستارہ منکر یلیا نے ترخانہ سے بھی پھر
انہیں خیالات کا اعادہ کیا جو بہتر سلطانہ
والدہ سے بیان کیے تھے۔

سلطانہ نہایت غور سے سنتی رہی اور
اسکو اس قصہ پر جو اس سے بیان کیا گیا تھا
پورا پورا اعتبار تھا اور قصہ ختم ہوتے پر
اسکا چہرہ غلگنی سے متفکر تھا۔

سلطانہ: "پیاری یلی تم اطمینان رکھو کہ
تمہارے کام کے واسطے میں ہر طرح کے
خطرے انگیز کمزوری مگر میں تم سے کہتی ہوں
کہ اس بارہ میں میں لاچار ہوں۔ افسوس
اگر کوئی تدبیر ہوتی۔"
یہاں تک کہ پانی تھی کہ اس کے گروہ کا دروازہ

فرما آئے دو۔

ترجاء جو حرم سرای سلطان کے آداب کے زیادہ واقف تھی ایلی سے کہا۔

”ذرا صبر کرو کام فرماؤ جو کوری سیتی تالی سے نہیں بلائی جاسکتی۔“

خواجہ سرا ادب سے اتنے فاضل رہتا کہ سلطان نے جو ایلی سے کہا وہ نہیں سن سکا اور سلطان نے اوس سے پھر پوچھنے کو کہا۔

قصراً غا۔ ایلی کی طرف مخاطب ہو کر یہ عورت جسکا میں ذکر کر رہا ہوں اس بات کی خواہشمند ہے کہ آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کی نظر و گفتگو سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اس برائی خادمہ سے خوش ہیں اور اسکو پھر اپنی خدمت میں لینا چاہتی ہیں مگر اس صورت میں سلطان والدہ کا استعراج لینا ضروری ہے۔

ترجاء نے میں یہ کام اپنے ذمہ لیتی ہوں ابھی سلطان والدہ سے اجازت لیگوا لیں آتی ہوں۔

نوجوان سلطانہ کمرہ سے نکلی اور قریب پاؤں تختہ کے عرصہ میں کامیاب واپس آئی۔

سلطانہ نے میں نے سلطانہ والدہ کو راضی کر لیا ہے مگر اوسے چند معمولی

شرائط کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ کینزک عمر پھر تمہارے پاس رہے باہر جانے کی اجازت نہیں اور تمہارے عزیزان و اقارب تک یہ قیام نہ چھو جائے۔

ایلی نے زبہ اور آمنہ پر خیال جما کر کہا ”یہ تو بہت وحشت ناک شرائط ان میں سے ہر دو دار چوکری کے واسطے ہے۔“

ہنوز یہ بات ختم ہوتی تھی کہ پھر خواجہ سرا واپس آیا اور بعد معمولی سلام کے ایلی سے کہنے لگا۔ ”لو نڈی“

نے وہ شرائط مجوزہ منظور کر لیے اور اگلے کمرہ میں منتظر آپ کے بلانے کی ہے۔

ترجاء نے ایلی اب میں رخصت ہوتی ہوں کیونکہ تمکو ادس چوکری سے بہت کچھ سیکھا ہے اور کل شام کو پھر تمہارے پاس آؤنگی۔

بعد ازاں سلطانہ ایلی سے بخلگیر ہوئی اور جلدی قصر آغا بھی اُسکے پیچھے ہو گیا۔

ایلی نہایت فکر و تردد سے اپنی جگہ سے اٹھئی کہ دیکھوں یہ زبہ ہے یا آمنہ جسکو میں سینہ سے لگانے کے واسطے تیار ہوں کمرہ دروازہ کھلا اور ایک اجنبی نے اندر قدم رکھا۔

نوجوان سلطانہ کمرہ سے نکلی اور قریب پاؤں تختہ کے عرصہ میں کامیاب واپس آئی۔

سلطانہ نے میں نے سلطانہ والدہ کو راضی کر لیا ہے مگر اوسے چند معمولی

شرائط کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ کینزک عمر پھر تمہارے پاس رہے باہر جانے کی اجازت نہیں اور تمہارے عزیزان و اقارب تک یہ قیام نہ چھو جائے۔

ایلی نے زبہ اور آمنہ پر خیال جما کر کہا ”یہ تو بہت وحشت ناک شرائط ان میں سے ہر دو دار چوکری کے واسطے ہے۔“

ہنوز یہ بات ختم ہوتی تھی کہ پھر خواجہ سرا واپس آیا اور بعد معمولی سلام کے ایلی سے کہنے لگا۔ ”لو نڈی“

کہ میرا جھکاوا مکان سے خارج ہو۔
 کلاڈسا " نہیں حضور ہر طرح کی امید ہے
 کہ آپ کو اس نفرت انگیز غلامی سے آزادی
 ہو جاوے۔"

لیلیٰ نے ایک خوشی اور شکر گزاری
 کی نظر سانولی صورت پر ڈالی جسکا بیان
 کرنا ناممکن ہے اور پھر گھٹنوں کے بل کھڑی
 ہو کر اور اپنے منہ پر وہ دن بابتہ رکھ کر
 اسے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا
 کیا جس پر اسکی آخری امید ملی ہوئی تھی
 اور جسے اسکو بھڑا تھا۔

باب بست و سوم

کلاڈسا

جب کلاڈسا گھٹنوں کے بل کھڑے
 ہونے کی حالت سے اٹھی لیلیٰ نے اسکو
 مسند پر اپنے پاس ٹھہرنے کا اشارہ کیا
 کیونکہ وہ اسکو ٹونڈی کے طور پر رہنا
 نہیں چاہتی تھی مگر کلاڈسا نے کہا۔
 "حضور صاف کہیے میں تھوڑے
 فاصلہ ہی سے رہوں گی مصلحت اور
 دور اندیشی اسی کی متقاضی ہے کہ
 میں حالت ایسی ہی حقیر بنا رہوں
 جسکی بدولت میرا گذر بیان تک
 ہوا ہے۔"

لیلیٰ کا دل دفعۃً اندر ہی اندر ڈوب
 گیا اگر ایک لمحہ کے بعد اسکی کیفیت پھر بدلی
 کچھ یاد آنے سے اسکے دل میں پھر امید
 پیدا ہوئی اسکو وہ لائبنی نقاب پوش
 سانولے رنگ کی عورت یاد آگئی
 جسکو اس نے ثقلہ کے ساتھ جہاز پر
 دیکھا تھا۔

عورت کے اندر آنے پر دروازہ بند
 ہو گیا اور وہ اور لیلیٰ اب تنہا تھیں۔

یہ سانولی عورت آہستہ آہستہ لیلیٰ
 کی طرف بڑھی اور ایک فاصلہ مناسب
 پر پہنچ کر یہ کہنے لگی "خود اپنے تئیں اوندھی
 بنایا تھا۔ گھٹنے ٹیک کر دو ٹون ہاتھ
 سینہ پر باندھے اور سر نیچا کر کے
 رہ گئی۔"

لیلیٰ "اوٹو اور تیار کہ تم کون ہو؟"

کہنے لگی "میرا نام کلاڈسا ہے۔"

شہزادی "پھر کلاڈسا تھے میرے بے
 اتنی کیوں پتہ ماری کی؟"

کلاڈسا نے کمرہ میں چاروں طرف
 خوب دیکھ بھاں کر کہا "ثقلہ نے مجھے بیان
 بھیجا ہے۔"

لیلیٰ نے اسکو نہایت گرمجوشی
 سے گلے لگایا اور پوچھا کہ تیار و میری حالت
 ایسی ناامیدی کی تو نہیں ہے جس سے

لیلیٰ ۛ اچھا کلاڈ سا یہی سہی مگر میرے
دائمی شکر یہ کہ تم خوب نصیحت کرو چاہے تم
مجھ کو بیان سے آزاد کر سکو یا بصورت
ناکامی تم بھی میرے ساتھ اس طبع کے
نفس میں رہو لیکن یہ تو بتلاؤ کہ کیا
امید ہے ۛ

کنیز نے جواب دیا وہ تدبیر جو نقلہ نے
سوچی ہے اور جس کے انجام دینے کی واسطے
میں بیان آئی ہوں اگر آپ پسند کریں ۛ
لیلیٰ ۛ اوہ کیا شکوہ ہے کہ میں پسند نہ
کرونگی کسی مصیبت سے دوچار ہونا اور
کسی خطرہ کی جرأت کرنا اس سے بہتر یہی
کہ میں اپنے تئیں اس نفرت انگیز قسمت
پر چوڑ دوں لیکن مانو کہ میں موت کی پیچ
میں جلد چلی جاؤں گی یہ نسبت اس کے کہ
اس ہولناک قربانی کے واسطے شکار
ہوں ۛ

کنیزک نے کہا کہ نقلہ نے جو تدبیر
سوچی ہے اور جس کے عمل میں لانے کے
واسطے مجھ کو بھیجا ہے چند لمحہ میں بیان
نہیں ہو سکتی ۛ ابھی اس کا ذکر کیا
جاسکتا ہے ۛ

شہزادی اس امر کو ذرا ملتوی
رکھ کر کہو کہ مجھ کو ایک اور ہم رنج دینے والا
واقعہ بیان کرنا ہے۔

لیلیٰ ۛ وہ کیا بات ہے ۛ
کلاڈ سا ۛ منظور بانی نہیں بہادہ بہت
بیرحمی سے مارا گیا اور نابھار ٹوڑ بانی اس
جرم کا گرفتار کیا گیا ہے ۛ

لیلیٰ ۛ اوہ تم بہت وحشت ناک خبر لائی
ہو میرا دل منظور کے مرنے کا حال سن کر
پاش پاش ہو گیا ۛ

کلاڈ سا ۛ جب نقلہ اور میں حکمیں سے
چلی سوں وہ حراست میں تھا ہر اس سے
قتل کے حالات دریافت کرنے کو پہن
ٹھہرے عاقلہ کو تین جلد مدد پہنچاتے
کی فکر تھی کیونکہ وہ خوب جانتی تھی کہ بردہ
فروش نے کیوں تمپر قبضہ کر لیا، ہوس اس
خون کی بابت جو کچھ حال میں آپ سے
کہہ سکتی ہوں وہ اس قدر ہے کہ منظور کی
لاش باغ میں پائی گئی اور ٹوڑ وہیں
موقف پر گرفتار ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد
آپ کا نائب ہونا معلوم ہوا اب آپ بتلائیے
کہ آپ کو کس طرح لوگ لے بھاگے ۛ

لیلیٰ ۛ میں بیچارے منظور کے مکان
میں اپنے کمرہ میں سوئی تھی جب میری
آنکھ کھلی میں نے اپنے تئیں ایک اعراب میں
پا میں نہیں جانتی کہ کیونکر مجھ کو لوگ ہاں
سے اٹھا لائے غائب کیا مجھ کو وہ وہاں
بیہوشی سنگھائی گئی اور ٹوڑ بانی اس

دغا کا ہوا ہے؟

لیلیٰ کلاڈ ساسے اس تدبیر کا حال
پوچھنے والی تھی جو قلعہ نے اسکی رہائی کے
دواسطے سوچی تھی کہ دونوں کمیزیں کشیتوں
میں انوار عدا قسام کے کھاتے لیے ہوئے
آئین شام کی قوبانے باشندگان شہنشاہ
کو دیر ہوئی کہ مطلع کر دیا تھا کہ اُسکے روزہ
کھوتے کا وقت آگیا ہی مگر سارہ منکر لیا
ترخانہ سے ملاقات اور کلاڈ ساسے
بات چیت کرنے میں ایسی مصروف
رہی کہ اسے کچھ دن سلوم ہوا گو
فی الحالہ اسکو بھولنے بھی مگر وہ محضاً
کہانا کھانے کو بیٹھی بعد کہانا کھانے
کے مخرج ارجحے خیالات کرتی ہوئی
سو رہی۔

دوسرے دن لیلیٰ نے کلاڈ ساسے
تفصیل اس تدبیر کی پوچھی جو قلعہ نے اسکی
رہائی کیواسطے سوچی تھی۔

کلاڈ ساسے اپنے کلی مجھے کہا تھا کہ اب
موت کو اسکی بہ نسبت پسند کر نیکی کہ
آپکی تقدیر میں وہ بات ہوئی جو خطر حالات
آپکی قسمت میں تھی۔

لیلیٰ بلاشبہ میں نے ایسا کہا تھا اور
اب بھی میں کہتی ہوں۔

کمیز شہزادی آپ مرنے پر تیار ہیں

اور تحفہ رمضان ہونا نہیں چاہتی ہیں بہت
اچھا ایسا ہی ہوگا کہ مردہ کی طرح آپ
میان سے رہائی پاویں۔

لیلیٰ ان الفاظ سے چونک پڑی اور کہنے
لگی یا اللہ کیا خوفناک گفتگو ہے۔
کلاڈ ساسے شہزادی ڈروہن جو متوجہ مجھ
نکالنا ہے ادھر دفعہ کو دکر سپر سچ جانا
ٹھیک نہیں ہو آپ کو معلوم ہو کہ عاقلہ حید
غرقوان کے خواہش سے خوب ماہر ہے
یہ ایک سفوفت ہو (سینہ سے ایک پیر
نکال کر اور نہ کھلا کر) اسچن سے اگور اور
سباہی کہی کو کھلایا جائے تو اسکی حالت
ایسی خشنی اور مرنے کی سی ہو جاوے گی کہ حکیم
ہو مزارا کہ بے گاہ اسکی روح ہمیشہ کے
دوست جسم سے مفارقت کر گئی۔ حالانکہ
اندر سے زندگی کی علامتیں تراکلی نہیں
ہو تیں اور یہ اسے قرار دینا آچکا کام ہو
کہ آیا اسیر غل کرنا چاہیے یا نہیں۔

لیلیٰ "نعم میری دوست ہو اور فکیر بھی
میری دوست ہے میں ہتھاری صلاح
پر عمل کر دگی آج شام کو میں یہ عرق ہوئی
جس کے ذریعہ سے میری رہائی ہوتا
ہے۔"

اسلیلی دوسرے کو دین چلی گئی
جان دونوں چھو کر یا ان بیٹی تین جیٹ

داخل ہوئیں اور شہزادی نے کسی بہانہ سے
اؤٹکوائی خواہنگاہ کے کمرہ میں بھیج دیا تاکہ
کلاڈسا اور وہ کمرہ میں تخلیہ میں رہیں۔
جب تخلیہ ہو گیا لیلیٰ نے کلاڈسا
سے کہا دو فوراً تیار کرو اور یہ سلطانہ
جو ابھی میرے پاس آئی تھی اس تدبیر
میں مدد سے گی۔

کلاڈسا نے تھوڑا سا سفوف پیالہ
میں ڈالا اور بعد ازاں لیلیٰ کے پاس آئی
اور پیالہ پیش کیا شہزادی نے اسے بین
خدا کے حوالہ کر کے اُسے پی لیا اب
ستارہ منظر لیا ہر ایک کیفیت موت کی سی
تیزی کے ساتھ طاری ہونے لگی اور
بیہوش ہو کر مست ہر گورہی۔

بعد اس کے چند منٹ کے عرصہ میں یہ
خبر محل میں پہنچی کہ تحفہ رمضان نے دختر
جہان فانی سے رحلت کی۔

باب نسبت و چہارم

برودہ فروش

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ تحفہ رمضان
دفعتاً انتقال کیا تو مجلس سے شاہی
میں بیسی کہ لیلیٰ پڑھی جسکا بیان کرنا
مشکل ہے کلاڈسا چیخی اور اوسے زار و قطار
رد و ناشروع کیا جس سے دونوں چہو کرمان چر

کلاڈسا تخلیہ میں باہر تین گھر ہی تھی اور
اسوقت سے سلطان کی کشتی پر سوار
ہونے کے وقت تک لیلیٰ کا یہ خواب
آورد و اپنے کارادہ مستقل رہا۔

نیک مزاج ترخانہ اپنے وعدہ کے
موافق شام کے وقت لیلیٰ کے پاس
آئی اور جب وہ تنہا ہوئیں ستارہ منظر لیا
نے اپنی اس ہوا خواہ سے سب حال

اس تدبیر کا بیان کیا۔ نو جوان سلطانہ
نے لیلیٰ سے دیر تک کلاڈسا کی معتبری کی
بابت گفتگو کی لیکن جب اسکو معلوم ہوا
کہ شہزادی نکلے گی کارپردازیوں پر

پورا اختیار اور پھر وہ کہنتی ہے تو وہ کچھ
تنبولی بلکہ اوسنے نہ دل سے ستارہ منظر لیا
کو اس امید کے ہمار کیا دی۔ اور
اوسنے کہا کہ میں خود اس تدبیر کی

کامیابی میں مدد دے گی چونکہ لیلیٰ اور
ترخانہ کو جدا ہونے کے بعد ہر امید
علاقات نہ تھی لہذا ترخانہ نے انگلیار
آنکھوں سے شہزادی کو محبت آمیز

سلام و دعا دی بعد ازاں نہایت
گرجوشی سے ایک دوسرے سے بغلیں اور
رخصت ہوئیں۔

روزہ ختم ہونے پر دونوں کنزین
کشتیوں میں کمانا لیا ہوئی تھیں کہ کمرہ میں

لیلی کے سونے کے کردہ بین تہین گہرا لکین اور اس کمرہ میں جہان انہوں نے اپنی مخدومہ کو ساڈنی کینز کے ساتھ چھوڑا تھا انہوں نے دیکھا کہ لیلی زرد و سجرت دیکھان مسند پر ٹپی ہو اور کلاڈ سا اوپر چبکی ہوئی پہلے اختیار زور رہی ہو۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اوپر سخت صدمہ ہے۔

گر تک چوکری فوراً قصر آغا کے پاس دوڑی گئی اور بعد ازاں ترخانہ کے محل میں پہنچی دوسری لونڈی نے فوراً یہ اندوہناک خبر سلطانہ والدہ کو پہنچائی چند لمحہ کے بعد یہ جملہ اشخاص معہ اطباء سلطانی لیلی کے کمرہ میں جمع ہوئے جہاں کلاڈ سا بقیاراری سے رو رہی تھی۔

حکیم شاہی لیلی کی طرف جھکے ہوئے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ نبض چلتی ہے یا نہیں اور ایک چھوٹا آئینہ اس کے لبوں کے سامنے کر کے امتحان کرتے تھے۔ سلطانہ والدہ قصر آغا دونوں چھوکر بیان اور ترخانہ بھی ترود کی نگاہوں سے یہ سب عمل دیکھ رہی تھیں اور کلاڈ سا تھوڑے فاصلہ پر روزانو بیٹھی دیکھ رہی رو رہی تھی آخر کار حکیموں نے بہت سنجیدگی سے اپنا سر ہلایا جس سے معلوم ہوا کہ نچہ امید باقی نہیں ہے اور لیلی کا خاتمہ ہو گیا۔

کلاڈ سا "سلطانہ کے قد مون پر گر کر حضور معلی میری بات سے گو میں ادنیٰ کثیر ہوں میری باری مخدومہ کو بردہ فروغ لے مار ڈالا ہے وہ اس کو اس کے وطن سے زبردستی چھین لایا اور اسی نے میری مخدومہ کو دیکھ کر بیٹھی پلائی تھی جس کا قوی اثر کئی گنٹہ تک قائم رہا یہ زہر اسکی رگوں میں پھیل گیا اور اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے! قسوزا ویسی بخت نے یہ سب کیا ہے؟

سلطانہ "اوشہ عورت اوٹھ اور یاد رکھ کہ یہ ساتھ جانکا ہوا تحقیقات کے نچوڑ دیا جائے گا۔"

قصر آغا سے مخاطب ہو کر۔

سلطانہ "تم جاؤ اور مصطفیٰ یعقوبیہ کو فوراً محل میں لاؤ۔"

یہ نام عمدہ دار نے سر تسلیم خم کیا اور چلا گیا۔

حکیم لوگ بھی رخصت ہوئے اور دل ہی دل میں خوش ہو کر یہ عالم جہان تک مجھے متعلق تھا بلا بدنامی کے بخوبی طے ہو گیا۔

ترخانہ "سلطانہ والدہ کی طرف مخاطب ہو کر حضور سے میری ایک التجا ہے جیسے میں حرم میں داخل ہوئی ہوں

نگاہ میلی کے چہرہ پر ڈال کر کمرہ سے چلی گئی۔

اب ہم ناظرین کو محکمہ اس سلطانی کے ایک کمرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں جہاں سلطانہ والدہ نقاب پوش ایک کرسی چائے تخت پر بیٹھی ہے اور اسکی بلند نشست کے مقام سے کسی قدر نیچے ایک کرسی پر ایک بزرگ صورت لمبی سفید ڈاڑھی والا شخص منصبی لباس پہنے بیٹھا ہے یہ شخص قاضی عسکرینے چیف جسٹس قسطنطنیہ کا تھا۔

بہت جلدی غلام برہنہ تلوار پیچ لیے ہوئے دونوں طرف اوس جو ترہ کے جیسر سلطانہ اور بیچ کی نشست پر بھی تصویر کی طرح بچھن اور حرکت کرتے کھڑے ہوئے اور کمرہ میں بالکل غلاموشی تھی۔ اور چند منٹ میں اوس بڑے کمرہ کے سر پر ایک دروازہ کھلا اور قصر خلافت نصف درجن حبشی کارپردانہ بردہ فروش کی رسیدوں سے مشکین باندھے ہوئے نمودار ہوئے وہ بردہ فروش کو قاضی عسکر کی نشست سے تین چار گز کے فاصلہ پر لائے۔

بردہ فروش اس قدر تو ضرور سمجھتا تھا کہ کچھ دال میں کالا ہے۔ مگر اوس کو اور کچھ

آپے ہر طرح میرے اور مرہانی کی اور کچھ یقین ہے کہ اب بھی میری بات خالی نہ جائیگی میں اس بد نصیب خاتون سے جو مر گئی ہے دو مرتبہ ملی تھی اور میں یہ بھی کہہ چکی ہوں کہ اوسنے اپنی موت کے قریب اوتھوے ہوئے کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی درخواست کی تھی کہ اگر ایسی حالت میں نہ وہ مذہب عیسائی رکھتی ہے اور ہنوز مسلمان نہیں کی گئی ہے اسکا انتقال ہو جاوے تو تجیز و تکفین اوسکی بہ قاعدہ نصارتہ عمل میں آئے مشوفیہ کی طرف سے میری بھی التجا حضور سے ہے۔ علاوہ اس کے میں یہ بھی جانتی ہوں کہ خدمت انصرام مراہم تجیز و تکفین میرے اوپر چھوڑ دیجائے۔

سلطانہ نے جواب دیا۔ ”اجا کچھ ہرج نہیں ہے۔“ اور ہر کلا ڈسا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ”کلا ڈسا تم یہ خیال مت کر دو کہ بردہ فروش اسکی پاداش سے بچ جاوے گا اوسکو سخت سزا دیا جائے گی اور غلامتھاری و خاداری کا پورا صلہ دیا جائے گا قبل اسکے کہ تم اس محل سے رخصت ہو۔“

یہ کہہ سلطانہ والدہ نے ترجمان کے رخسارہ کا بوسہ لیا اور پھر آخری ٹکٹیں

مین سچ سچ حال عرض کرتا ہوں اس چھوٹی محرمی کو اسکے سنگ بھائی میرے پاس لائے تھے اور اس وقت بیہوشی میں تھی اسکو اعزہ میں لے آیا تھوڑی عرصے کے بعد اسکو ہوش آیا۔ قاضی: ”کمینہ تو اپنے قول سے مجرم قرار پایا ہو تو نے اس خاتون کو اس وقت پایا جب اس پر غم خواب اور کائنات طاری تھا اور پھر تو نے ایسی عورت کو مجلس شایہ میں لانے کی جرأت کی بد ذات کیا تو نہیں جانتا ہے کہ اس بارہ میں کیا حکم قانون ہے کہ جو شخص سلطانہ والدہ سے حضور میں کوئی ایسی دوشیزہ عورت بطور تحفہ رمضان میں پیش کرے جسکو کوئی مرض جسمانی ہو جس سے ہمارے بادشاہ عالیجاہ کے بیان مرہون ولادہ پیدا ہو۔ پس اسے کبخت آگاہ ہو کہ وہ خاتون جسکو تو نے فروخت کیا تھا اسی ہم خواب کے اثر سے فوت ہو گئی جو اسکے معاہدہ میں باقی رہ گیا تھا۔“

برودہ فردوس ہیلی کی وفات کا حال نہ کر خوف اور گھبراہٹ سے تشدد نہ تھا کیونکہ وہ دیکھتا تھا کہ واقعات نے اسکو قانون کے جال میں ڈالا ہے اور پھر زمین بوس ہو کر بہت نجات سے رحم کی درخواست کی۔“

قاضی عسکر: ”کبخت خاموش رہ اور جو

حال معلوم نہ تھا کیونکہ ہیلی کے مرنے کی خبر محل کے دروازہ سے باہر نہ پہنچی تھی بچاؤ نہ رہا اور پھر تھرتھاتا گھٹنے ٹیکے کھڑا ہوا۔ برودہ فردوس ادب سے سلام کر کے اٹھا اور تھرتھرتا ہوا زچ اور سلطانہ کے روبرو کھڑا ہو گیا۔

قاضی عسکر: ”مصطفیٰ یعقوب بہکو تھنے استفسار حال کرنا ہو سچ سچ جواب دینا چھوٹ نہ بولنا کیونکہ ہمارے پاس ثبوت اور تائید بہت سی چیزوں کی ہے۔“
مصطفیٰ یعقوب: ”اللہ بزرگ اور برتر ہے اور حضور بڑے دانشمند ہیں حضور کے سامنے بھلا کون جھوٹ بول کر خاک بھانک سکتا ہے۔“

قاضی: ”تم طفل سے ایک نازنین بری تمنا لائے جسکو تھنے بطور تحفہ رمضان پیشکش کیے جانے کے واسطے فروخت کیا۔“

برودہ فردوس: ”درست ہے لیکن اگر جرم ہے تو۔“

قاضی: ”بات کا ٹکڑ چپے ایمان میری بات کا جواب دے تو نے اس خاتون کو جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کوئی خواب آوردوا پلائی یا پلائی۔“

برودہ فردوس: ”اللہ بڑا قادر مطلق ہے

کے واسطے لیجانے کو آئی ہیں انہیں سے ایک قفلہ بھی تھی۔

جب لیلیٰ کی لاش تابوت میں رکھنے کا وقت آیا ترخانہ ہماری بھانجی بیروین کی طرف جھکی اور اُسکے ابرو کو بوسہ دیا اور لاش تابوت میں رکھی گئی اور اور سے چادہ ڈال دی گئی قفلہ اور اوسکی ہمراہی غورقون نے محل سے دھکا ہوا تابوت اٹھایا اور اُس کمرہ سے چلین دونوں چھو کر باہر تھوڑی دور پر کھڑی ہو رہی تھیں۔ ایک حبشی غلام جو حرم سرا کے متعلق تھا اُنکے آگے آگے راستہ بتاتا جاتا تھا۔

غرض کہ یہ سب لوگ زیتہ سے اتر کر صحن میں پہنچے بعد ازاں ایک قریب کے آئینہ میں پہنچے اور اب حرم سرا کا انکے پیچھے چھاٹک بند کر دیا گیا اور یہ لوگ اب اس مقام پر پہنچے جہاں جنازہ کی گاڑی تیار کھڑی تھی جس پر خود تابوت گر منتظر بیٹھا تھا۔

غرض کہ تابوت گاڑی میں رکھا گیا اور گاڑی حدود حرم سے باہر چلی گئی ایک اور گاڑی جو تابوت گرنے بہم پہنچا رکھی تھی اس میں کلاؤں سا قفلہ اور دیگر مستورات بیٹھیں اور وہ بھی گاڑی چلی۔

کچھ میں کتا ہوں اُسے سن۔ تیری کل جائداد دار الشفا اور یتیم خانوں کے فائدے کے واسطے ضبط کی گئی۔ تیری لونڈی غلام فروخت کیے جاوٹے اور یرے بچا س ضربا بید لگائے جاوٹے اور اگر کل طلوع آفتاب کے وقت تو اس شہر بیاہ کے اندر یا یا جائیگا تو بالیقین تجھ کو بچھا کنسی ہوگی قصر آتنا کے حبشی غلاموں نے فوراً یعقوب کو پکڑ لیا اور ایک صحن میں لیجا کر بچا س دُرسے زور زور سے لگائے بعد ازاں قریب گھاٹ سے ایک کشتی میں سوار کر کے اُسکو سقوطی کے دوسری جانب ساحل ایشیا پر پہنچا دیا۔

سلطانہ ترخانہ کو چونکہ سلطانہ والدہ کی طرف سے اجازت مل چکی تھی کہ وہ لیلیٰ کو فرقی تجیز و تکفین کا انتظام کرے لہذا اسے بلا درنگ ایک حبشی غلام کو ایک نصرانی تابوت گر کے پاس جو قسطنطنیہ میں رہتا تھا بلا بھیجا کلاؤں نے سلطانہ کو اس تابوت گر کا نام بھی بتا دیا تھا جسکو بلا نامعلوم تھا چنانچہ علی الصباح قبل طلوع آفتاب چار عورتیں جو مثل ارمنی عیسائیوں کے لباس مانتی پہنے ہوئے تھیں محل میں آئیں اور بیان کیا کہ وہ تھہر مصنان کی لاش کو نصرانیوں کے مدفن میں دفن کرنے کے

باب بست و پنجم

سقوطی

جب لیلی بالکل ہوش میں آئی اُس نے اپنے تین ایک آراستہ کمرہ میں کوچ پر لیٹا ہوا پایا اور ثقلا اور کلاڈسا اس کے اوپر چھکی ہوئی تھیں اُس نے کلاڈسا کے گلے میں باہن ڈال کر اور اُس کو اپنے سینہ سے لگا کر کسا دین ہتھاری از حد احسان مند ہوں۔

لیلی نے ثقلا کا بھی بہت شکریہ ادا کیا عاقلہ پیاری شہزادی گو میں تیرے ہون مگر میں ہمیشہ ہتھاری بھی خواہ رہوں گی آپ تم اپنے تین ایسی خبر سننے کے لیے تیار کرو جو بحیثیت مجموعی مطلقاً ناخوشی کی نہ ہوگی۔

لیلی: "تاؤدہ کیا چیز ہے جو میرے واسطے ناخوش نہ ہوگی؟"

عاقلہ: "نوجوان ترک الہ دین کل رات کو قسطنطنیہ میں پہنچ گیا ہے وہ اسی مکان میں فروکش ہے اور آپ کے دیکھنے کی لذت تمنا رکھتا ہے۔"

لیلی کے چہرہ پر شرم چھا گئی اس نے کہا مجھے اُس کمرہ میں لے جاؤ جہاں الہ دین سے میں ملوں۔

غرض کہ لیلی جب ہاتھ منہ دھو چکی اور

کنکھی چوٹی سے آراستہ ہو گئی اُس کے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی اس کو لوگ اس کمرہ سے ایک اور کمرہ میں لے گئے جو اسی نصرانی تابوت گر کے مکان میں تھا جہاں لیلی پناہ گزین ہوئی تھی۔ ثقلا اور کلاڈسا بہت گھٹن اور چند لمحہ میں نوجوان الہ دین خوشی اور انبساط سے بھولا ہوا نمودار ہوا لیلی کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔ لیلی فرط انبساط سے بیقرار ہو کر زار و قطار

رونی رہی دونوں کو بہت کچھ کہنا اور سننا تھا ان کے مکالمہ میں کبھی خوشی اور کبھی رنج کی باتیں جو تین منصور کے سفائی سے مارے جانے اور لونہ کے گرفتار ہونیکا تذکرہ دیر تک رہا۔ منصور کی موت کا ذکر کرتے میں الہ دین اور لیلی کو یہ بھی خیال گذرا کہ خدا جانے کوہ قاف کے جنت ارضی کا راز سربستہ اُس کے ساتھ تلف ہو گیا یا وہ نوشتہ جکا منصور نے ذکر کیا تھا موجود ہیں؟

دونوں نے یہ خیال کیا اگر جی تاجر سے ہوشیار اور سمجھ دار آدمی نے اُن نوشتہ کو قبل اسکے کہ از ہفتہ سے ان لوگوں کو آگاہ کرے جنکو بتانا اُسے مقصود تھا۔

کبھی ضائع نہ کیا ہو گیا پس یہ راز اس کو قرار دی کہ وہ کاغذات ضرور کسی

جگہ مکان میں چھپا دیے گئے ہونگے اس طرح
پر انواع و اقسام کی باتیں ہوتی رہیں۔
جب لیلیٰ نے ممالک کوہ قاف کو پھر
واپس چلنے کا ذکر کیا اُسے الودین سے یہ
بھی کہا کہ مجھ کو وہ وعدہ بھی بلا وقت پورا
کرنا ہے جو میں نے ترخانہ سے کیا ہے کہ
اُسکی زبان اور سینوں کو سلام اور دعا پہنچا
دون گی۔

غرض کہ الودین اور لیلیٰ میں دیر تک گپ
شب رہی آخر کار ستارہ منگر لیا نے
خیال کیا کہ اب یہ امر دریافت کرنا ضروری کہ
نقلہ نے تابوت گر کے مکان سے اُسکے
رخصت ہونے کا کیا بندوبست کیا ہے کہ نہ
اس امر سے الودین کو کچھ وقت نہ تھقی
وہ صرف اس قدر جانتا تھا کہ رات کو کوچ
کرنا ہوگا غرض کہ ہمارا ہیر وکتھڑی دیر کے
واسطے لیلیٰ کے کمرے سے چلا گیا اور
نقلہ بلائی گئی۔

لیلیٰ نے جہاں تک اُسکی زبان نے
یاد ہی کی پھر قلعہ کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں
حرف مطلب زبان پر لائی جسکے واسطے
بلا یا تھا۔

نقلہ نے آپکی روانگی کا سبب انتظام ہو گیا
بعد ازاں اُسے مفصل حال بیان کیا
اور یہ کہنے لگی۔ میں تھوڑے عرصہ

تک قسطنطنیہ میں اور قیام کرنے کا ارادہ
رکھتی ہوں مگر کلاڈس آپ سے یہ التجا
کرتی ہے کہ اُسکو آپ کے ہمراہ جا رہیا
تک جانے کی اجازت دیجائے۔
لیلیٰ نے یہ امر خوشی سے منظور کیا اور
تعجب سے دیکھ کر کہا۔ تو کلاڈسانی الواقع
ہماری لونڈی نہیں ہے۔

نقلہ۔ ”نہیں شہزادی مجھ کو لونڈی کی کیا
ضرورت ہے۔ کلاڈس میری دوست ہے
اُس پر مجھ کو پورا بھروسہ ہے اسلئے اس مہم
کے انجام دینے کے لیے میں نے اس کو
مامور کیا تھا جس میں خوش قسمتی سے
یوری کامیابی ہوئی وہ طغلس کی رہنے
والی ہے اور وہیں واپس جایا چاہتی ہے۔“
لیلیٰ نے ہمارے پاس ضرور کچھ اتارنا ہوگا
جو تھنے میرے واسطے صرف کر دیا اگر تم
میرے ساتھ چلو تو اپنے وطن مالوف میں
ہو چکے تمکو مال مال کر دوں گی۔“

نقلہ۔ ”حضور مجھ کو معاف کیجیگا مجھ کو یہ منظور
نہیں مجھے روپیہ کا نام ہرگز نہ لیجئے بلکہ
مجھ سے اُس کام کی ہدایت کیجئے جس سے
میں کچھ نیکی کر سکوں۔“

کچھ عرصہ تک ادھر ادھر کی بات چیت
کر کے نقلہ تھوڑی دیر کے لیے ستارہ
منگر لیا سے رخصت ہوئی اور الودین

لنگر انداز ہوئی تھی یہاں تک کل کارروائی کامیابی کے ساتھ ہوئی مگر بیان پر ہلکو سلسلہ داستان تھوڑی دیر کے واسطے قطع کرنا مناسب ہے تاکہ کچھ توضیحات مزید کیے جاویں جن کی یہاں پر ضرورت ہے۔

برودہ فروش ایک روز پیشتر رات کو سقوطی میں اتر اٹھا اور اسکو یہ علم تھا کہ وہاں سے کوچ کر کے بلا توقف ایشیا سے کوچ کر کے اندرونی ممالک میں چلا جائے لیکن سقوطی میں ایک دوست تھا جو برودہ فروشی کرتا تھا اس کے مابین یعقوب برودہ فروش رہتا جہاں اُسے تباہ پائی اسنے اپنے ہم پیشہ سے صلاح لی کہ اپنی جائداد کو قسطنطنیہ سے بچانے کیلئے کیا تدبیر کرنا چاہیے اسنے اسے دی کہ وزیر اعظم کو عرضی دینا چاہیے پس قبل طلوع آفتاب کے برودہ فروش کا دوست انہا سے مجبور کر کے قسطنطنیہ کو گیا کہ اُسکی درخواست وزیر اعظم کے سرکاری کے رد و رد پیش کرے سکریٹری نے جواب دیا کہ بہتر ہوگا کہ تم آج قسطنطنیہ میں رہو اور شام کے وقت وزیر اعظم کے حضور میں حاضر ہو تاکہ تمکو اس درخواست کا جواب ملجائے اُس نے اس تجویز

پھر اُسکے پاس گیا تب اسنے الدین سے سب خیالات بیان کیے کہ ہمارے چلنے کے واسطے یہ انتظامات ہوئے ہیں ہمارے پیرونے ان سب سے فوراً اتفاق کیا اور شام ہونے تک وقت بہت جلد گزر گیا۔

شام کی توپ افطار کے وقت بجی اور اس کے بعد ایک گاڑی تابوت کر کے دروازہ کی طرف گھر گھرائی ہوئی آئی لیلی اور کلاؤس دوسالہ اوڑھ اور سوئی نقاب ڈال کر گاڑی میں بیٹھیں اور گاڑی چلی۔ الہ دین۔ ابراہیم اور حافظ بھی اسی وقت اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور تابوت کر کے مکان کی پشت پر ایک محسن سے نکل کر اس راستہ سے اور سمت کو چلے جدھر گاڑی گئی تھی۔ گاڑی ساحل باسفورس کے سب سے قریب گھاٹ کو گئی وہاں ایک کشتی جو نقلہ نے یہاں ہی کرایہ کر رکھی تھی تیار تھی۔ لیلی اور کلاؤس کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی ساحل پر روان ہوئی اور تھوڑی دیر میں سقوطی پہنچ گئی۔ ایسوقت ایک بچہ جسکو آٹھ منٹ مانجھی کھے رہے تھے الہ دین اور اُسکے رفقا اور تین گھوڑے اس میں سوار تھے اسی مقام پر پہونچا جہاں چھوٹی کشتی

کہ سب کارروائی بلا مزاحمت ہو رہی ہے
چاند کی شفات روشنی لیلیٰ کے چہرہ پر
پڑی اسوقت بردہ فروش پر جو کیفیت
طاری ہوئی اسکا بیان جملہ امکان سے
باہر ہے۔

وہ اپنی جگہ پر ایسا گر گیا گویا پتھر کا
ہے۔ عرابہ آگے کو بڑھا اور تینوں شخص
گھوڑوں پر چل نکلے جب گاڑی کی گھڑ
گھڑا ہٹ اور گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز
بوجہ فاصلے کے بالکل زائل ہو گئی
یعقوب کو کچھ ہوش آیا اُسے اپنی چھائی
پیٹ کر کہا کہ قسم خدا کی اس معاملہ میں
خبر در کچھ دغا بازی ہوئی ہے۔

باب بست و ششم

فراہ کا حال کھل گیا

بردہ فروش اپنے دل میں اس معاملہ
کی بابت سوچ ہی رہا تھا کہ ایک کشتی پر
سے ڈانڈ چلانے اور پانی کی سورش کی
آواز اُسکے کان میں پہنچی اُسے اُنباے
باسفورس کی طرف نظر اٹھائی اور ایک
کشتی کو گھاٹ کی طرف آتے ہوئے دیکھا
چند ساعت کے بعد اسکا دوست کنارہ
پر اُتر اور بردہ فروش نے گھبرائی
ہوئی آواز سے کہا کہ ذرا کشتی کو

کو پسند کیا اس اثنا میں یعقوب سقوطی میں
ٹھہرا رہا اور یہ سمجھ ہوئے تھا کہ آج شام
کو اُسکی تقدیر کا فیصلہ ہے شام کی ٹوپ
دغنے کے بعد اُسکو ایسی الجھن ہوئی کہ
وہ قریب کے گھاٹ کو چلا تا کہ اپنی قسمت
کا فیصلہ سننے کے لیے تیار رہے جون ہی
اسکا دوست ساحل پر اُترے۔ یعقوب کی
گھاٹ پر پہنچے کچھ دیر ہوئی تھی کہ اُسے
ایک پردہ پڑا ہوا عرابہ میں جہین دگھوڑے
جتے تھے فاصلہ یک گھڑے ہوئے دیکھا
چند ساعت میں اُسے یہ بھی دیکھا کہ ایک
چھوٹی کشتی کنارہ کی طرف آ رہی ہو اور جہین
ہی کشتی گھاٹ پر لگی ایک بھرا ہوا گھوڑے
اور کئی آدمی تھے اسی طرف آتا ہوا دکھائی
دیا وہ ایک بھٹان کی آڑ میں ہو گیا کہ مبادا
اُسے ہمارے کوئی شکار سا ہو وہ دیکھ نہ لے
پس اُسے کشتی اور بھرا ہوا لوگوں کو اُترتے
ہوئے دیکھا دو عورتیں نقاب پوش اُتریں
اور تین شخص ترکہ پوشاں زیب کیے ہوتے
بجڑے برآمد ہوئے اور تین گھوڑے
بھی تختہ رک کر اُتارے گئے ان دنوں
عورتیں عرابہ میں سوار کی گئیں اور تینوں
آدمی گھوڑوں پر سوار ہوئے لیلیٰ نے
عرابہ کا پردہ ہٹا دیا اور اپنی نقاب تار
ڈالی جس سے وہ اطمینان کر لے کر

لیلی کے ساتھ گئی تھی۔ وہ بڑی زیرک تھی دنیا کے معاملات میں اسکو کامل تجربہ تھا وہ اس تمام معاملہ پر قابو ڈالنے کی فکر میں تھی وہ اپنی معمولی پوشاک میں یہ کہنے لگا اب ڈالنے ادویہ اور عطریات کا صندوقچہ ہاتھ میں لیے ٹل کے اس پاس پھر رہی تھی کہ دفعہ اسکی نظر ایک شخص پر پڑی جو کسی قدر گھبراہٹ کی

حالت میں لپکا چلا آتا تھا۔ اُسے فوراً بردہ فروش پہچان لیا جو حکم اسکی نسبت صادر ہوا تھا اور مرناسکو دی گئی تھی اسکی قسطنطنیہ میں عام طور پر شہرت ہو گئی تھی پس جب نکلنے باوجود مدد و حکم چلا وطنی کے اسکو شہر میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ محل کی طرف جھٹکا چلا جاتا ہے اسکا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے وہ ذرا گھبر گئی کہ اگر ممکن ہو تو اس عقدہ کو حل کر لے۔

ایک سپاہی نے جو پھاٹک ٹانگ پھیلانے پڑا تھا کہا کہ قسم ہے دیکھو یہی خراجزادہ ہے جسے سلطانہ والدہ کے ہاتھ زہر بخور دے نوٹھی۔ بیچی تھی۔

دوسرا کیا یہ ہماری آنکھ میں خاک چھونکے آیا یہ اب کی مرتبہ صرف بید ہی نہ لگاؤ جاؤ بلکہ جلا دے آنکھیاں اُس کی گردن پر

ابھی روکے رہنا اس کے دوست نے اسے علیحدہ لجا کر کہا یہ سب بیفائدہ ہوتا رہی عرضی پر نتیجہ لحاظ نہیں ہوا اور براعظم نے ایسے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل نہیں کنا جو قاضی عسکر نے حسب ایما سلطانہ والدہ کے صادر کیا ہے پس ہمارا قسطنطنیہ کو جانا محض خط ہے۔

بردہ فروش نے اپنے دوست سے وہ جملہ مراتب بیان کیے جو اسکی نگاہ سے گزرے تھے مگر اس کے دوست کو اس قصہ پر یقین نہ آیا تھا مصطفیٰ یعقوب نے اپنی گفتگو پر اصرار کیا اور بہت تصریح اور تفصیل کے ساتھ جو کچھ دیکھا تھا بیان کرتے لگا اور ہر ایک امر کا اپنے قرینہ سے اعادہ کیا کہ آخر کار اس کے دوست نے یہ خیال کیا کہ اس قصہ کی اصلیت کچھ ضرور ہے مگر باسفرس کے اس بار بردہ فروش کے ساتھ جانی سے انکار کیا لیکن خرچ کی مدد کی بردہ فروش نے اپنے دوست سے مصالحت کیا اور کشتی میں جا بیٹھا اور کشتی پانی تخت سلطانی کی طرف تیزی کے ساتھ روانہ ہوئی۔

بیان پر یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ نکل

اپنا کام کر نیگی۔

برودہ فروش میں ہماری آنکھ میں
خاک ڈالنے نہیں آیا ہوں بلکہ ثابت
کرنے آیا ہوں کہ ہم سب کی آنکھ میں خاک
ڈالی گئی عجب حکم دیا گیا ہے میں تو
بر باد ہی ہو گیا مگر بلی زندہ ہی میں نے
اپنی آنکھ سے اس کو دیکھا وہ ایک
عورت کے ساتھ عرابہ میں بھاگ گئی
میں ترک اس کے محافظ تھے۔

ایک سیاہی نے منجہا بہت سی سیاہیوں
کے جوہرہ فروش کے گرد جمع ہو گئے
تھے کہا۔ واقعی یہ معاملہ سنگین معلوم
ہوتا ہے چلو اس کو قصر آغا کے پاس
لے چلیں۔

ثقلہ زیادہ سنبھلنے کے لیے نہ ٹھہری وہ
خود آتا بوت گر کے مکان کی طرف لوٹی
اور وہاں پہنچ کر تابوت گر کو اطلاع
دی کہ وہ سخت آفت میں گرفتار ہوئے
والا ہو وہ بچارہ رونے لگا اور اپنی
بربادی پر فریاد و فغان کرنے لگا کیونکہ
جو رشوت اس کو دی گئی تھی اس کی مقدار
اس قدر تھی کہ اس کے مکان انا نہ اور
مال کے بالکل ترک کرنے کے مواضع
کے لیے کافی ہو سکتی مگر ثقلہ نے
جلدی سے اس کی تسلی و تسفی کی اس نے

اپنے بکس ادویہ کا ایک خانہ اٹھا کر
ایک ٹھکے کو دبا یا جس سے نیچے کا
حصہ بکس کا کھل گیا اور اس کے اندر
بہت بیش قیمت جواہرات نظر آئے
انہیں سے بہت تابوت گر کو دیے جو
باعتبار اس کے نقصان مال کے سہ چند
مالیت رکھتے تھے بعد ازاں اس کے
بھاگ جانے کی تدبیر کی گئی۔ تابوت گر
اور اس کے خاندان کے لوگ مختلف قسم
کا بھیس بدکر جداگانہ راستوں سے
ردانہ ہوئے یہاں تک پوری کامیابی
سے بھاگنے کی کارروائی کی گئی اور جب
ثقلہ نے دیکھا کہ سب بچھلا شخص اس کے
خاندان کا روانہ ہو گیا اس نے بھی
بھاگنے کی تیاری کی مگر چون ہی وہ
مکان سے نکل رہی تھی جلسہ شہابی
کے بہت سی حبشی غلام سڑک پر نمودار
ہوئے انہوں نے ثقلہ کو پکڑ لیا اور ہر
چند وہ چلاتی رہی مگر انہوں نے
ایک نہ سنی۔ تابوت گر کے مکان کی
تلاشی لی گئی مگر وہ خود اور اس کے
گھر والے پہلے ہی چلے گئے تھے اور
جو لوگ ان کے پیچھے دوڑائے گئے ان کو
پتہ ذرا نہ لگا۔

حالت گرفتاری میں حبشی غلاموں نے

ثقہ کے ساتھ ایسی بدسلوکی سے برتاؤ کیا کہ اُسکی نقاب گر پڑی اور ایک غلام نے اُسکو فوراً پہچان لیا۔ اُسکو فی الجملہ اس کارروائی سے اطمینان تھا کہ میں نے اقل مرتبہ ایک مجرم کو جو اُس سازش میں شریک تھا گرفتار کر لیا۔ پس وہ اُسکو فوراً مجلسِ اکو لے گئے۔

اب مصطفیٰ یعقوب کا حال سنئے جسکو پہنچے اُسوقت چوڑا تھا جب لوگ قصر آغا کے پاس لیے جاتے تھے جن سپاہیوں نے پردہ فروش کو پکڑا تھا انہوں نے اُسکے پاس کو اُن جہتی غلاموں کے حوالہ کر دیا تھا جو حرمِ سرا میں مامور تھے اور یہ اُسکو قصر آغا کے پاس لے گئے عرصہ قصر آغا سے اُسکا قصہ تھا گیا پہلے تو اُسے اس معاملہ پر بالکل اعتبار نہیں کیا اور یہ سمجھا کہ مصطفیٰ یعقوب نے اپنی بریت کے لیے یہ غلو فہ چوڑا ہے مگر پردہ فروش نے اپنی گفتگو ایسے شد و مد سے کی اور اپنے واقعہ کو ایسی شرح سے بیان کیا کہ قصر آغا نے تامل کیا اور دفعہ کوئی بات اُسکو یاد آئی جس سے اس تعجب خیز قصہ کی تصدیق ہوتی تھی۔ پس اُسے گارو کے دفتر کو بلایا اور

لیلیٰ اور اُسکے بھراپیوں کا فوراً تعاقب کرنے کا حکم دیا اور اپنے چند خاص آدمی مسلح تابوت گر کے مکان پر چھوڑ دیے کہ جس شخص کو وہاں یا میں فوراً گرفتار کر لیں۔ یہ انتظام کر کے اور پردہ فروش کو غلام کی حفاظت میں چھوڑ کر قصر آغا سلطانہ والدہ کی مجلسِ اکو لوٹا۔ سلطان کی مادر عالی مرتبت کو ایک سکنہ کا عالم ہو گیا۔ جب اُسے قصر آغا کی زبانی یہ سب حال سنا اُسکو کسی طرح یقین نہ آتا تھا یہاں تک کہ جہتی نے اُسکو یقین دلایا کہ میں اس معاملہ کے سچ سمجھنے میں چند وجوہ رکھتا ہوں اُسے اپنے دلائل بیان کیے جس سے سلطانہ والدہ نے اس قصہ پر کچھ اعتبار کرنا شروع کیا یہ کیونکر ہوا کہ لیلیٰ بالکل مردہ سی ہو گئی تھی کہ اطباء کے علم و ہنر نے بھی کچھ کام نہ دیا یہ عقدہ اب تک کھل چوڑے کو باقی تھا۔

جو غلام تابوت گر کے مکان کو بھیجے گئے تھے وہ ایک شخص کو جو تابوت برداروں میں سے تھا گرفتار کر کے لائے باقی سب بھاگ گئے تھے اس خانہ تلاشی میں جو غلام محل میں لائے تھے ایک صند و قمج جہین بہت سی دوائیں تھیں پایا گیا اور اُسکو بھی لوگ شاہی محل میں لے گئے

یہ وہ صندوق تھا کہ جبکہ ثقلہ اپنے بھائی کے وقت چھوڑ گئی تھی۔ جب یہ سب واقعات سلطانہ والدہ سے بیان کیے گئے اُسے اطباء نے سلطانی کے حاضر آئینا حکم کیا۔ جب اطباء نے سلطانی حاضر آئینے اٹھیں صندوق دیکھا کہ اُسے کہا گیا کہ ہر ایک دوا کی ماہیت بیان کریں۔ انہوں نے بہت سی دواؤں کو بیان کر اُنکی کیفیت بیان کی مگر بعض ایسی تھیں جنکی نسبت بلا تہرہ کیے وہ اپنی اسے ظاہر نہ کر سکے سلطانہ نے حکم دیا کہ بلا توقف انکا تجزیہ کیا جاوے پس حکم اس کام کے لیے رخصت ہوئے اور دو گنٹہ کے بعد سلطانہ والدہ کے پاس آپس آئے اور عرض کیا کہ ان دواؤں میں کچھ دوا کے مرکبات ہیں جو مختلف امراض چھوڑا چھنی کے کام میں آتی ہیں مگر کوئی دوا نفع دینا والی نہیں ہے جیسے ہی کہ سلطانہ نے اطباء کی رپورٹ پائی اُسے ثقلہ کے اظہار لینے کا ارادہ کیا۔ ثقلہ بہت استقلال اور ادب کے ساتھ سلطانہ کی طرف برعری اور جھک کر سلام کیا۔

سلطانہ اس عورت اپنی بے عنوانیوں کا اقرار کر کے اب تو دیکھتی ہو کہ کل معاملہ

طشت از بام ہو گیا۔ ثقلہ اگر سب کچھ معلوم ہو گیا ہو تو میں کس بات کے اظہار کا اقرار کروں سوا اس کے کچھ باقی نہیں ہے کہ میں سزا کو برداشت کروں سب کا حضور میرے نسبت علم فرمادیں۔

سلطانہ تو اقرار تو کرتی ہے کہ تو تحفہ رمضان کے بھگا دینے میں شریک ہے۔ ثقلہ ایسی بات سے انکار کرنا قبول نہ کر مین ابتدا سے جانتی تھی کہ اس کام میں بڑے خطرات ہیں لہذا اب میں اسکی نتائج سے نہیں ڈرتی۔

سلطانہ اسے عورت یہ بتا کہ کس طرح تحفہ رمضان مردہ کی سی حالت میں کر دی گئی۔

ثقلہ اگر حضور محض اشتیاق سے پوچھتی ہیں تو بہتر ہے کہ یہ اشتیاق پورا نہ کیا جاوے مگر اگر حضور کو یہ منظور ہے کہ اس سلطنت عظمیٰ کے عقلا کے علم و ہرگز کو ترقی ہو تو میں اپنا راز ظاہر کرتی ہوں۔

سلطانہ مجھ کو تمہارا راز دریافت کرنے سے سوا اسے اور کچھ منظور نہیں ہے کہ علم طب کو فائدہ پہنچا۔

ثقلہ حضور نے سنا ہوگا کہ تیس برس ہو قسطنطنیہ میں جب وبا پھیلی تھی ایک

مشہور حکیم احمد ارسلان نے بڑے محرکہ کے علاج کیے تھے۔ میں اُسی کی بیٹی ہوں سلطانہؑ پھر تھے اپنے عجیب و غریب علاج سے جو تمکو ہمارے شوقی باب سے پہنچا کیون فائدہ حاصل نہ کیا غالباً روپیہ کے لالچ تھے اپنے کمال کو لیلی کے بارہ بین فروخت کیا۔

فقہہؑ یہ بیان کرنا فضول ہے کہ کس شخص سے میں نے لیلی کی مدد کی مگر اس سے آپ طہنان رکھیں کہ روپیہ کے لالچ میں بیٹے ایسا نہیں کیا۔

سلطانہؑ اب تم علم کے فائدہ کے واسطے اپنے راز کو ظاہر کر دو تاکہ اس سے اپنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔

عاقلاًؑ ایک شرط پر میں ابتداءً تیار کر سکتی ہوں۔

سلطانہؑ اگر تم جان بخشی اور آزادی کی شرط کرو گی تو اس سنگین جرم کے بعد منظور نہیں ہو سکتی ہے۔

عاقلاًؑ تو میرا راز میرے ساتھ قبر میں جائے گا۔

سلطانہؑ اگر میں تمہاری جان بخشی کروں تو تمکو اپنی بقیہ عمر کیلئے آزادی سے محروم ہونے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

عاقلاًؑ زندگی بلا آزادی کے دو کڑی

کی ہے۔

سلطانہؑ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں تمہاری درخواست منظور کروں اور اس وقت ہوشیار اطباء کو بلاؤں تو تم کیا ثبوت دو گی کہ تم ایمان داری اور سچائی سے اپنے راز کی تفصیل بیان کر رہی ہو۔

عاقلاًؑ ایسا ثبوت دینا ناممکن ہے مجھ سے کہ امتی زہ کر لیا جاوے۔

سلطانہؑ کیا تم اپنی زندگی اور آزادی اسی نتیجہ پر چھوڑنے کے لیے راضی ہو اچھا امتحان کیا جائیگا اگر امتحان پورا ہوا تو تم آزاد اور زندہ رہو گی بلکہ مالامال کر دی جاؤ گی اور اگر تم ناکامیاب ہو میں تمہارا سفورس کے سمندر میں ڈبوایا جانا تمہاری تقدیر میں ہو گا۔

فقہہؑ مجھ کو یہ شرائط منظور ہیں۔

سلطانہؑ اچھا یوں ہی سہی۔

پھر سلطانہ والدہ نے قسراً دعا اور دواؤں جیسی غلاموں کو اشارہ کیا اور وہ عاقلاً کو وہاں سے لے گئے اور جب پھر واپس آیا سلطانہ نے اسکو بردہ فروش کی بات بتا دیات مناسب کی چنانچہ جیسی نے اسکو آزادی کی خبر سنائی اور یہ حکم کہ جلا وطنی اور حبس کی جائداد منسوخ کیا گیا اور اسکو اطلاع دی گئی کہ وہ باطن وعافیت

اپنے مکان کو جاوے اور وہاں پر پہنچی
خوشی رہے۔ بزدلہ فروش اس خوشی میں
اُس سے اسے تانہ یا تہ کو بھول گیا جو اُس کو
دی گئی تھی۔ اور وہاں سے اُٹھ کر
چل دیا۔

اختتام ماہ صیام پر دوسری عورت
بطور تحفہ رمضان کے تجویز کی گئی۔

باب ہست ہفتم

شکاف ارضی

اب ہم سفر دین کی طرف لوٹتے ہیں جنکو
مہینے اُس وقت چھوڑا ہے جب وہ سقوطی
سے روانہ ہو رہے تھے ایک خوبصورت
رات تھی تارے آسمان پر جھٹکے ہوئے
تھے عرابہ کو جالاک مضبوط گھوڑے
کھینچ رہے تھے جس ٹرک پر یہ سب
لوگ چل رہے تھے وہ سب سیدھی
ٹرک سرحدِ جنتان کی تھی مگر فاصلہ
سات سو میل سے کم نہ تھا۔

رات بھر عرابہ اور سوار چلتے
رہے بعد طلوع آفتاب وہ ایک
قریب میں پہونچے جہاں یہ تجویز کی
گئی کہ کچھ آدمی ام کو لینا جائے زیادہ تر
گھوڑوں کی تھکاوٹ سے لحاظ
سے نہ مسافروں کی خستگی سے کیونکہ

لیلیٰ اور کلاڈ سا کچھ زیادہ ہلکی تھکی
اور بلا توقف پھر سفر کرنے کی خواہشمند
تھیں غرض کہ ذرا دیر ٹھہر کر سناٹے سے
مسافروں نے منہ ہاتھ دھویا اور
کھانا کھا کر دم راست کیا اور پھر چل
کھڑے ہوئے لیکن الہ دین نے کچھ
مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا کہ کوئی تعاقب
کرے تا تو نہیں آتا ہے کچھ عرصہ تک
اس قسم کا اندیشہ نہیں ہوا اگر وقتاً
الہ دین نے اپنے ساتوں کی جستجو
سے ابراہیم اور حافظ کو دکھایا کہ کچھ
دوسرے ہیں جس سے اُس کے رفقاء
چونک پڑے۔

الہ دین: ہمارے پیچھے لوگ آتے ہیں
دیکھو وہ چیزیں متحرک معلوم ہوتی
ہیں انتہائے نگاہ پر سوار دکھائی
دیتے ہیں۔

ابراہیم: ٹھیک ہے دیکھو ابھی معلوم
ہوا جاتا ہے کہ کتنے ہیں۔ اگر اتنے
ہوں کہ ایک کے مقابل میں دو
ٹھہریں تو دیکھئے کیسی آؤ بھگت
کرتے ہیں۔

اب الہ دین نے گارڈیان کو اشارہ
کیا کہ گھوڑوں کو تیز کرے اور خود
افق کی طرف دیکھ کر کہا۔ سوار تو قائب

سے کچھ زیادہ اس طرح فرار و تھاقب رہا۔
 الہ دین مژرٹر کو پیچھے دلیست جاتا تھا۔
 الہ دین سے آدھ میل پیچھے سب سے
 آگے وائے متعاقب تھے الہ دین کا گھوڑا
 ایک نشیب میں بڑے لگا پیر بندھی
 سپردہ ابھی تھا اسکے اور پیچھے والوں
 کے درمیان مد نظر ہو گئی۔

ایک جنگل کا سو اوٹھوڑے فاصلہ
 پر تھا اس طرف الہ دین نے اپنے گھوڑے
 کو موڑا جنگل کے کنارے کنارے کوڑا
 بے قاشا پلا رہا تھا آخر کار جنگل کے
 ایک گوشہ پر پہنچا الہ دین نے پیچھے بڑھ
 دیکھا اس کے ساتھی نہ پیچھا اپنے قاتلے
 دکھائی دیتے تھے غرض کہ وہ آگے چلا
 اور چند لمحہ میں ایک راستہ دروازہ
 پر نظر آیا اسکے اندر تیار ایوان سرد
 بلا نامل اپنے گھوڑے کو موڑے گیا
 جسکے اندر ہی اندر چلا جاتا تھا دس منٹ
 میں دوسرا سرا جنگل کا آگیا اور پھر ایک
 مرتبہ کھلے ہوئے میدان میں مفر دین
 پہنچے۔ الہ دین نے سرا اٹھا کر دور تک
 دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ اگر میں ان ہمایاؤں
 میں پہنچ جاؤں جو سامنے ہیں تو
 غالباً تعاقب دشوار ہو جائیگا اور
 مجھ کو دم لینے کا موقع ملے گا پس وہ

پہنچنے کا خیال ہی خیال تھا اگر نہیں
 شاید وہ نشیب کی وجہ سے بھاری نظر
 سے آڑ میں آئے ہیں دیکھو وہ پھر نظر آئے
 ہاں گوراندہ تو بڑا اگر وہ ہے۔
 حافظ یہ تو جگہ سواروں کا معلوم ہوتا
 جسکی ڈیوٹی سلطان کے محل پر ہے اب
 فرما یہ کیا کیجئے گا۔

الہ دین نے ہاں یہ نہیں کہہ سکتے ہیں
 پس ان سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے
 بہتر ہوگا کہ عرابہ چھوڑ دیا جائے میں لیلیٰ کو
 لیے لیتا ہوں حافظ تم کلاڈس کو پھر
 اپنے گھوڑوں کی تیزی اور قوت پر اور
 اللہ کے رحم پر بھروسہ کر دینا چاہیے۔
 الہ دین کو اپنے رفقاء کی نظر سے معلوم
 ہوا کہ وہ بھی اس راستے کو پسند کرتے ہیں
 پس عرابہ کے ٹھرانے کا فوراً حکم دیا گیا اور
 گاڑیاں کے ہاتھ پر ایک پھیلی راویوں
 سے بھری ہوئی رکھی گئی اور کہا گیا کہ
 ہمارا ضرورت نہیں ہے پھر الہ دین نے ہاتھ
 بڑھا کر لیلیٰ کو اپنی کاٹھی پر بٹھالیا اور
 حافظ نے کلاڈس کیساتھ ہی کیا اور گھوڑوں
 کو تیز کیا۔ رہوار کو معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ
 اب سپردہ بوجھ ہیں۔ گاڑی والا چند
 لمبے تک ہٹا بٹھا دیکھتا رہا اور گھوڑے
 اسکی نظروں سے غائب ہو گئے پاؤ گھنٹہ

اُس کے بڑھا چلا گیا۔
چند لمحے میں وہ ایک غار کے کنارہ پر
پہونچا۔ یہ عجیب قسم کا شگاف زمین میں تھا
اُسکی ابتدا اور انتہا انکھائی نہ تھی تھی وہ
اپنے گھوڑے پر ایک پل تک اُس کے کنارے
کنارے چلا گیا تاہم اُسکی وہی کیفیت تھی
جہاں تک نظر پہونچتی تھی زمین میں نہ کھوسے
معلوم ہوتی تھی۔

دھنچکا کچھ آواز اُس کے کان میں آئی
جس سے اُس نے اپنی آنکھیں ایک خاص طرف
پھیریں اور اُس نے دیکھا کہ چار تر کی سوانہ
کچھ فاصلہ پر پوئی دوڑا رہے تھے ہوسے چلے
آئے ہیں اس مرتبہ دھنچکا جو تک بڑا
بیان تک کہ یلی نے پوچھا کیا تعاقب
کرنے والے پہونچ گئے۔

الہ دین نے بان پہونچ گئے مگر خدا کے
واسطے تم جرات کو کام فرماؤ میں تا دم
آخرین تلوک بچاؤں گا۔
الہ دین نے اُس کے نازک جسم کو اپنے

بائیں بازو پر سنبھال کر اپنا پر چھانکالا اور
دائیں ہاتھ میں لیکر گھمایا اور مقابلہ کے
واسطے اپنے تین مضبوط کیا کیونکہ اب
اسکو یقین تھا کہ بمقتضائے حالات
یہی ہو سکتا ہے۔
وہ اب قریب آگے اور دھنچکا ایک

پستول چھوڑنے کی آواز آئی گولی سنائی
ہوئی الہ دین کی ٹانگ سے پاس سے نکل
گئی اُس کے پیچھا کرنے والوں کو جو اس راہ
سے لاعلم تھے نہ شگاف زمین اس کا سا راہ
سے یہ اندیشہ ہوا کہ غالباً وہ پھر بھاگے گا
وہ گولی چلا رہے تھے مگر زندگی بچی کر کے
اس سبب سے کہ گھوڑے کے گولی سے لگے
اور الہ دین کو گرفتار کر لینا آسان
نہ ہوا۔

الہ دین نے یلی سے کہا مجھے خوب
لیٹ جاؤ اور دیکھو ہم بچے جاتے ہیں
یہ لکڑا اُس نے اپنے گھوڑے کو کاوا
دیا اور اپنے تین خدا کے حوالہ کیا۔
درز سے ایک کافی فاصلہ پر آیا اور
ایک مرتبہ اپنے جانور پر ہاتھ پھیر کر
اُس کے پہلو میں مہینے ایڑ لگائی
اور ایک مقام پر جوتاگ تھا اُس نے
اپنے گھوڑے کو دیا یا پیچھا کرنے والے
اب بالکل قریب پہونچ گئے تھے وہ
سمجھ کہ الہ دین مقابلہ کے واسطے مڑتا ہی
انھوں نے دوسرا پستول چلا یا اور اس
مرتبہ اسی پر نشانہ لگایا مگر گولی اس کے
کان کے پاس سے نکل گئی اسی وقت
چشم زدن میں گھوڑا کشادہ دہن
غار کے پار ہو گیا۔

سے بچ گئے اور یہ بہت خوشی کا وقت تھا کہ وہ سب اس قریہ میں پھر جمع ہو گئے تھے۔

جب گھوڑے دم لے چکے تھو انہوں نے

پھر وہاں سے اپنا راستہ لیا اور ہر حد گرجستان پر پہنچے۔ اسی لمبی محفوظ گلی۔

ہمارے مسافر نے اسی پورے دو در تک ایک گرجی قصبہ میں آرام کیا

بعد ازاں فلس کی طرف راہی ہوئے لیکن اپنے وعدہ کو نہ بھولی تھی جو اس نے

ترجمانہ کے ساتھ کیا تھا اس واسطے سیدھا راستہ چھوڑ کر سیدھے اختیار

کیا گیا تاکہ گرجی بیوہ اور اسکی لڑکیوں کے کہلیان کو ایک مرتبہ ملی اور جاسکے

ملی اور اسکے ہمراہیوں کی وہاں خوب جہان فوازی ہوئی اور ملی نے گرجی بیوہ

سے اپنی اور اسکی لڑکی عائشہ کی ملاقات کا حال بیان کیا جواب سلطانہ ترجمانہ

کے نام سے مشہور تھی۔ وہ نیک عورت آنکھوں میں آنسو بھرائی اور

کہنے لگی یہ مشیت الہیہ تھی مجھ کو سوائے صبر کے کیا چارہ ہے بہر حال میرے

ترددات اپنی عائشہ کے یابت رفق ہو گئے۔

بعد ازاں پھر دارالسلطنت گرجستان

مقابلہ قہن کے واسطے یہ اچھا ہوا کہ انہوں نے اس کے گھوڑے کی جست کو دیکھ لیا تھا ورنہ خود غار میں سر کے بھل گرتے۔

انہوں نے فوراً باگ کھینچ لی اور کاٹھیوں پر بٹھل بیٹھے اور اس حفرہ کو

دیکھ کر پھر اس کے سفار کی دوسری جانب اس پوچھا کہ اصلہ پرانہ دین معلیٰ کے زائر

گھوڑا اڑانا ہوا چلا جاتا تھا اور یہ چاروں سواریوں کے برابر چلے اس میں یہ کہ

اس کے سر پر پوچھیں یا ایسے مقام پر جانا تنگ اس قدر تنگ ہو کہ بلا خوف نہ

جانا ممکن ہو اس میں انکا ایک گھنٹہ صرف ہو گیا اور یہ ایک گھنٹہ الہ دین

اور ملی کے واسطے قین نجات تھا۔ ایک قریہ میں جو اس موقع پر قریباً

بیس میل تھا جہاں ہمارے ہیروئن نے یہ ہونناک بہادری کا کام کیا تھا

حافظ کاڈسا اور ابراہیم بھی الہ دین اور ملی سے اسٹے یہ ضرور نہیں ہے

کہ ہم اپنے قصبہ میں ان وسائل کو بیان کریں جن سے یہ لوگ بعضے حافظ

وغیرہ بچھا کرنے والوں سے بال بال بچے صرف اس قدر کدینا کافی ہو کہ ہمارے

سب مفروضین بچھا کرنے والوں

کی طرف سفر شروع ہوا آفتاب کوہ قاف کے پہاڑوں میں غروب ہو رہا تھا جب بارگاہِ مہرہ مسافر ان غلغلے کے سامنے پہونچا ایک پہاڑ کی چوٹی پر اس مرتبہ انھوں نے پہلے جھلک شہر کی دیکھی وہاں سے پہلی ایسی بے رحمی کے ساتھ بے بھائی گئی تھی وہ آگے بڑھے اور قریب اس قلعہ کے پہونچے جو بطور جیل خانہ کے کام میں لایا جاتا تھا وقتاً ایک عجیب بات نظر آئی کہ وہاں چلا اٹھا۔ قسم خدا کی دیکھو کیا برأت کی ہے۔ دیکھو وہ قیدی بھاگا جاتا ہے۔

سب نے یہ واقعہ جوائے پیش نظر تھا دیکھ کر تعجب سے اسے گھوڑوں کی باک کھینچی۔ اسکا حال تم آمینہ باب میں بیان کریں گے۔

باب بست و شتم

واقعات پر واقعات

آخر شعا میں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی کوہ قاف کی پہاڑیوں پر جھللا رہی تھیں جب ہمارے مسافروں کو گھوڑے قاصد پر وہ منظر نظر آیا جکا ذکر پچھلے باب میں کیا گیا ہے چونکہ یہ لوگ بلندی پر سے سوا شہر دیکھ

رہے تھے ہر چیز بخوبی دکھائی دیتی تھی ایک شخص جو لمبا دبلا آدمی تھا ایک عیار کی کھڑکی سے جو محبس کے پہلی میں تھی رسی کے ذریعہ سے اترتا ہوا معلوم ہوا۔

الہ دین: دیکھو وہ رسی کے پورے طول تک پہنچ گیا۔ وہ آگے آگے بھاگا۔ علیحدہ ہو گئی۔ اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد قعدت منٹ تک سکوت رہا اس میں مسافر وقت کی آنکھوں میں موقع نہ دیکھ رہے تھے اس کے مفروضہ میں وقتاً قاف ہو گیا تھا۔ پھر الہ دین چلا آیا "سہیل ہندوہ گرا کر بیٹھا۔ ان مکانات کی چھتوں پر گھٹنوں کے عمل پیل رہا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ ٹوڑ ہو یہ بھاگتا ہوا قیدی لمبا اور دبلا ہے قسم خدا کی یہ ضرور وہی ہے۔

الہ دین نے اپنی دور بین نظر سے دیکھا کہ اس کے جھکنا سرخ بال ہیں۔

الہ دین کے ہمارے فرط تعجب سے چلا اٹھے اور براہیم کہنے لگا۔ نامور شخص کا قاتل پیچہ انصاف سے بھاگتا ہے۔

الہ دین نے تم جاؤ فوراً بھاگ کر طرف دوڑو گا رو اس حال سے مطلع کرو اور ہم اس مجرم کو روکتے ہیں۔ حافظ۔ ڈھالوڑک پر چھتر جلد ممکن ہوا

فلان طرف اچھی طرح پھر ادوبہ آواز سنکر
ٹوٹا ایک لمحہ کے لئے گھبرا گیا کہ کیا کرنا
چاہیے بہر حال اس نے اپنا ارادہ دل
میں پکا کر لیا تھا کہ کیا کرنا چاہیے ایک
جست کر کے خندق میں کود پڑا اور وہی
نایک چلا اٹھا۔ "قسم سینٹ کھٹن کی کوئی
بھاگا جاتا ہو" اور اسے بندوق ٹوٹ کر
طرف کر کے فوراً کوئی چلائی۔ اس بندوق
کے فیرے دونوں ستریلوں نے بندوقین
داغین۔ مگر اس طرح پر کہ مفور قیدی کے
گوئی نہ لگی اور یہ بھی کچھ نظر کیا کہ اسے بھاگنے
میں انکی سازش کا بھی شبہ نہ ہو۔

نایک چلا یا "اسکا بچا کہ وہی بکھر خود
خندق میں کودا اور دونوں ستریلوں
نے بھی اسکی پیروی کی۔

ٹوٹر جلد دوسرے کنارہ پر پہنچ گیا مگر
وہ دھس کی طرف دوڑا جاتا تھا کیونکہ
وہی دھس اب اسکی آگے دھکے درمیان باقی
رہ گیا تھا اور وہی اسکو گولی چلا چکا تھا اسکی
بندوق خالی تھی۔ مگر وہ سنگین چڑھائے
ہوئے ٹوٹر کے پیچھے دوڑا اب فوجان بالکل
معرض خطر میں تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ اب
جاننازی ہی سے جان بچ سکتی ہو اسنے
سنگین دونوں ہاتھ سے بکڑ لی اور نہایت
قوت سے اسکو پیچھے ہٹایا کیونکہ سنگین

انکا گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا اور دیگر مسافر
اسی لمبڑی پر پھٹے رہے تاکہ اللہ دین اور
ایراہم جہانگیر نظر پہنچے اس قلعہ کے
گرد و پیش دیکھتے رہیں۔

ٹوٹر اپنے دل میں خوش تھا کہ ابھی تک
سب معاملہ ٹھیک ہے اسنے اپنی دور بین
نگاہ سے دیکھ لیا تھا کہ ایک گروہ مردوں
اور عورتوں کا گھوڑے فاصلہ سے پہاڑ
پر کھڑا ہو گیا اسنے انہیں سے کسی کو نہیں
پچانا اور گودہ انکے غیر متحرک ہونے سے
یہ سمجھا کہ میرے فرار کی کارروائی دیکھ
رہے ہیں مگر چونکہ انھوں نے کچھ دست اندازی
کی طرف میلان نہیں کیا اس سے اس کا
وسوسہ جاتا رہا۔ ٹوٹر اسی وقت مکان کی
چھت سے بذریعہ رسی کے اُترا تھا
جسوقت حافظ اللہ دین کے کہنے سے
پھاٹک کی طرف گیا تھا لہذا ٹوٹر نے اسکو
جاتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ صحن میں
اُترنے پر یہ گروہ مسافروں کا اسکی نظر
سے اوچھل ہو گیا تھا اب وہ خندق میں
کودنے والا ہی تھا کہ اخیر حصہ اپنی مہم کا
پورا کرے کہ دفعتاً کسی شخص کے غصہ
کی آواز اسکے کان میں پہنچی یہ شخص
نایک گارڈ کے سپاہیوں کا تھا جو ٹوٹر
کے ہمراز سپاہیوں کو حکم دے رہا تھا کہ

ٹوڑ کر بھاگنے سے روکیں لیکن اس موقع پر ایک بڑی کھدان تھی اسوار سے اُن کو مجبوراً قلعہ سے دور ایک ڈاکٹر کناٹرا اس توقف کی وجہ سے ٹوڑ کر کچھ بین بیگیا اور وہاں سے سو اپنے رفقاء کے گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ان تیغوں کو کچھ سے روانہ ہوئے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ انھوں نے دوسرا دیکھ کر اپنی طرف تیز آتے ہوئے دیکھا قری قرمان اور جمشید نے پہلے کبھی الہ دین اور ابراہیم کو نہ دیکھا تھا مگر ٹوڑنے چلا آتے تھے سے اُنکو معلوم ہو گیا کہ دونوں سوار کون ہیں۔ قزاق : اب وہ وقت آگیا ہے کہ میں اس ترک سے اپنے آدمیوں کی شکست کا بدلہ لوں جو اصل باعث میری جیتوں ہے جمشید نے ہتھیار کو جھکا ڈاؤن خوب شست بازہ ہلکے فر کر دے۔

یہ کہتے ہوئے قزاق نے جلدی اپنا رائفل نکالا اور الہ دین کی طرف نشانہ بازہ کیا مگر الہ دین نے یہ سب کارروائی دیکھ لی اُسے بھی غور سے پستول نکال کر اپنے ہاتھ میں تیار کر لیا اور ایک فیر کیا جس سے قری قرمان کا گھوڑا زمین پر گر کر ڈھیر ہو گیا۔ قزاق جیسے ہی اپنے

کی نوک ٹوڑنے کے سینہ سے ایک بچہ کے فاصلہ پر تھی اور پھر نہایت زور کر کے اُسے بدوق رو سی افسر کے ہاتھ سے چھین لی پھر وہ سے ایک ضرب لگائی کہ بجا رہ رو سی افسر دھڑام سے خندق میں گر اور ٹوڑا باہر کے دھس کی طرف بھاگا۔ ایک درجن گولیاں اس کے کان کے پاس سے نکل گئیں مگر اسکو کچھ نقصان نہیں پہونچا وہ ایک چھوٹے درختوں کے کچھ بین گھس گیا جہاں دو شخص اپنے گھوڑے پر سوار تھڑے تھے اور تیسرا گھوڑا جس پر کوئی سوار نہ تھا اُسکو ان میں سے ایک شخص پکڑی ہوئے تھا یہ دونوں شخص قری قرمان اور جمشید تھے۔ ٹوڑ خالی گھوڑے پر جاگ کر سوار ہوا اور قری قرمان اور جمشید کے ساتھ راہی ہوا۔

الہ دین ابراہیم۔ بلی اور کلاڈسا اس عجیب غریب اور پر جوش ہم کو دیکھ رہے تھے انھوں نے بھی آواز بدوق کی سنی وہ بھی سمجھتے تھے کہ خیر نہیں ہے بازہ ٹوڑ کر تار ہوا یا مارا گیا مگر پھر ٹوڑا اُنکو ادھی کی طرح باہر کے دھس سے درختوں کے کچھ کی طرف بھاگتا ہوا نظر آتا تھا الہ دین ابراہیم نے بلی اور کلاڈسا کو بلندی پر چھوڑ کر اپنے گھوڑوں کو خیز کیا تاکہ

راٹھل کو چلانے والا تھا کہ زمین پر آکر ابراہیم نے شمشید پر ایک بستول سر کیا مگر وہ بالی گیا تو نہ برابر ہٹا دیوین چلا جاتا تھا اسکو اس موقع پر بچا گئے سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی نیز نہ اسے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا اور وہ اپنے چل ہون کی کچھ مدد نہ کر سکتا تھا جیشہ خاں اسے آقا کی نہ ناست میں نظر آگیا مگر کاکہڑا اس کے اختیار سے باہر ہو گیا اور بگڑا تھا اس طرف دوڑا جیوھر توڑ گیا تھا الہ دین اور ابراہیم دوسرے لمحہ میں سرگرم نواب بنے کیونکہ جب انھوں نے دیکھا کہ توڑ چلا جاتا ہے انھوں نے اس شخص کی پروانہ کی جو گرا تھا اور ان گولیاں ہی نہ تھا کہ وہ قیری قراں ہے وہ توڑ ہی کی فکر میں تھے جسکو وہ متھڑکا جانتے تھے اسی کا انھوں نے پیچھا کیا۔

راٹھل کا بلی اور کلاڈ سا کی نظر سے چھپا رہا اور جب عوان صاف ہو گیا انھوں نے دیکھا کہ چار سو ار نہایت تیزی سے گھوڑے دوڑائے چلے جاتے ہیں۔ ایک لمحہ میں وہ لوگ شام کی بڑھتی ہوئی تاریکی میں غائب ہو گئے۔ پس ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک ماہا گیا اور یہ ایک کون ہو گا۔

بلی کا دل طرح طرح کے اندیشوں سے تباہ تھا اس نے کبھی چلو موقع وار دانت بر جلیں۔

چند منٹ میں وہ اس جگہ پہنچا جہاں ایک شخص جو گرا ہوا پڑا تھا اسکی داہنی ران گھوڑے کے نیچے دبی ہوئی تھی جو خود مثل اپنے آقا کے بچس و حرکت تھا وہ شخص یا مریا تھا یا بیوش تھا مگر بلی کا دوسرے ایک لمحہ میں رفع ہو گیا کہ یہ شخص اسکا پیار الہ دین نہیں تھا مگر کلاڈ سا دھتہ چلا اور تھی کہ یہ تو قیری قراں ہے۔

باب بست و ہم

موقع واردات متصل کدہ کلاڈ سا پیاری شہزادی ذہا اسکو گھوڑے کے نیچے جس سے اس کا ایک عضو باہر نکالنے میں

بلی کا دل اسے خوف کے دھڑک رہا تھا یہ خیال کر کے کہ اگر اس کے پیارے الہ دین وفادار ابراہیم میں اور ان تینوں جانبازدوں میں لڑائی ہوئی تو کیا نتیجہ ہو گا اور جب چند لمحہ میں ہندو قون کی آواز اسکے کان میں پہنچی کلاڈ سار نے دیکھا کہ بلی مثل مردہ کے زرد ہو گئی ہندو قون کے قیر کے ڈھوین کی دھب سے اعلیٰ حال

مرد دو۔

چنانچہ بلی اور کلاڈس نے اس کے
ہوے قزاق کے عضو کو جو پوچھ سے دبا
ہوا تھا نکالا تب وہ بڑے زور سے
کہہ ابا اتیک اسکو ہوش نہ تھا کہ اسکے گرد
کیا ہو رہا ہے اور اسکی آنکھیں بند تھیں
مگر کلاڈس نے اس کے عضو ٹوٹنے سے
یقین کر لیا کہ کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی ہے۔
اسنے مین حافظ بھی اس مقام پر پہنچ
گیا اور یہ خیال کر کے کہ بہادر گرا ہوا شخص
اسکا پیارا آقا یا ابراہیم ہے وہ اپنے گھوڑے
سے اتر کر چبڑا آئے کہ کیا کہ وہ کوئی اور
شخص ہے جسکو وہ نہیں جانتا ہے اسنے
پوچھا: حضور یہ کون ہے اور کہاں
سے آیا ہے؟

کلاڈس: تمہارا آقا اور ابراہیم ٹوٹر کے
بیچھے گئے ہیں ٹوٹر کے ساتھ اور لوگ ہیں
وہ سب جان پر کھیلے ہوئے ہیں شاید
کوئی لڑائی ہوئی ہو۔

حافظ نے ہاتھ سے گھوڑے کی ایال
پکڑ کر اور کاٹھی پر کودنے کی تیاری کر کے
کہا: ”ہاں اگر میری خدمت کی بیان ضرورت
نہیں ہے تو مین وہاں جاتا ہوں جہاں
میری ضرورت ہے۔“

بلی: ”ہاں حافظ وہاں جاؤ شاید تمہارے

آقا کو تھاری مرد کی ضرورت ہو۔

حافظ ایک جست کر کے کاٹھی پر پہنچ
گیا۔ بلی نے اشارہ سے بتایا کہ اس طرف
جاؤ اور یہ وفادار ترک جس قدر جلد اسکا
گھوڑا لے جا سکا اس طرف روانہ ہوا۔

جب حافظ گیا۔ کلاڈس نے کہا: ”اگر
حافظ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کون ہے تو وہ اس کے
ساتھ بڑی کارروائی کرتا لیکن مین مرصہ
سے واقف تھی جس نے عفوان شباب
مین وفات پائی مین اس شخص کو بچاؤنگی
کیونکہ مین جانتی ہوں کہ اسکو اسکے ساتھ
بے انتہا الفت تھی۔“

بلی نے مرصہ کو یاد کر کے غلگین سے
”مین انہیں وجوہ سے قری قرمان کو
مخص نقصان پہنچاتے ہی سے باز نہ
رہونگی بلکہ اسکے بچانے کی کوشش کر دوں
مگر اب کیا کرنا چاہیے۔ یہ اب تک
بیہوش پڑا ہے۔“

کلاڈس: ”بچا رہے قری قرمان مین
کوئی علامت پھر ہوش مین آئیگی معلوم
نہیں ہوتی اور یہاں ہمارے پاس کوئی
ذریعہ اسکے پھر ہوش مین لانے کا نہیں ہے
پیاری شہزادی تم قریب کی چکی کو جاؤ
اور وہاں سے شراب یا جو چیز مل
سکے لاؤ۔“

غالباً مقتول ہوا۔

باب سی و م

چشمہ کے پاس

ان سردار کی نو فوج کے لیے جو کھلے

باب کے آخر میں بیان ہوئی ہوں یہاں پہنچنے

کلاؤ سا کی چند کار بردائوں کو کہہ کر نا

ضرور ہے۔ جیسے ہی کہ لیلیٰ اسکی نظر ان

سے غائب ہوئی۔ کلاؤ سارے فرما دیا

قوت سے ہوش قری قرآن کے حکم کہ

اسے گھوڑے پر بٹھا اور خود پیچھے اس

مقام سے چل دی۔ تھوڑے بیس منٹ میں

وہ ایک چھوٹی گااہی میں پہنچ کر وہاں ایک

چھوٹا شفا خانہ چشمہ جاری تھا وہاں

وہ ایک سبز دارہ مقام پر بٹھری گھوڑے

سے اتر کر اُسے قزاق کے حصہ کو ادا تارا

اور گھاس پھوس لے کر آیا اور اپنا ریلو پانی

پینے لگا۔ قزاق اتر اٹھا۔ کہہ کر

چھڑکا۔

آخر کار قزاق نے اپنی آنکھیں اُچھٹے

آہستہ کھولیں اُسکے بدن میں آتار شیش کے

نمایان تھے۔ اسکی حلق سے کچھ الفاظ

نکلے مگر وہ الفاظ ایسے بے ترتیب تھے

کہ کلاؤ سار کا مطلب کچھ نہ سمجھ سکی رفتہ

رفتہ انکے معنی کچھ سمجھ میں آتے گئے

لیلیٰ اس کام کے انجام دینے پر

مستعدی ظاہر کر کے اپنے گھوڑے

پر سوار ہوئی اور چل دی چلتے وقت کہ

ٹھکی کہ میں ابھی ابھی آئی ہوں۔ وہ جلد

بادی چکی تک پہنچ گئی اور اسکا دروازہ

کھٹکھٹایا۔ ایک پیر و برآمد ہوا لیلیٰ نے

جسدی سے اپنا مطلب بیان کیا وہ

مکان میں جا کر جلد ایک نشستہ لے آیا

اور لیلیٰ کے ہاتھ میں رکھ دیا لیلیٰ نے اُسے

ایک روپیہ دیکر گھوڑے کو خیر کیا اور

اس مقام پر رہیں آئی جان اُسے کلاؤ سار

اور قری قرآن کو بھیڑا تھا وہاں ایک

گھوڑا کھڑا تھا ایک نظر ڈالے تھے ہی

اسکو معلوم ہو گیا کہ کلاؤ سار کا گھوڑا

نہیں ہے۔ کلاؤ سار کو غائب دیکھ کر

اسکا تعجب اور خوف اور زباں بے

مگر زمین پر ایک شخص گر پڑا تھا وہ بھی

ویسا ہی غیر متحرک تھا جیسا قری قرآن

اللہ اللہ این ہا کیا میسہ می آنکھیں

خفا کرتی ہیں۔ نہیں نہیں اچو کچھ میں

قیاس کرتی ہوں وہی درست ہے اور

جو کچھ میں دیکھتی ہوں وہی الواقع ہے

کلاؤ سار قزاق غائب تھے اور اس

مقام پر اُسکا پیارا حجاز ادبجائی الہ دین

بچن و حرکت پڑا تھا شاید مر گیا یا

میری زندگی کی حور چلی گئی اب اس کو میں بھر
نہ دیکھوں گا۔

اس کے بعد دیر تک خاموشی رہی جس میں
قراق کی جسمی قوت بھرتی اور دماغی قوت
مجموع ہوتی معلوم ہوئی آگرادہ اٹھ بیٹھا اور
یوں ہم کلام ہوا۔

قیری قرا مان "بہر حال مجھ کو تمہاری صورت
اچھی طرح دیکھنا چاہئے کیونکہ تم میرے
ساتھ اس قدر احسان کر رہی ہو تاکہ اگر تم کو
مدد کی ضرورت ہو اور میں اتفاق سے
قرب ہوں تو میں تمہارے بچاؤ میں تھپتا
اٹھا کر اپنی شکریہ ادا کر سکیں۔"
کلاڈسا اٹھ کھڑی ہوئی اور قیری قرا مان
بھی اور گوجر منٹ تک وہ لڑکھڑایا
اور سیدھا نہ کھڑا ہو سکا مگر اسے معمول کے
موافق اپنے تئیں بیٹھا۔

کلاڈسا نے ہان دیکھ کر تم مجھ کو نہیں
بھیجتے ہو۔

قیری قرا مان چند لمحوں تک اس کے چہرہ پر
غور کرتا رہا پھر دفعتاً اس نے کلاڈسا کا
ہاتھ پکڑ لیا اور آگے کی طرف کھینچا اس
طرح کہ اس کا انتخاب کی روشنی اس کے چہرہ پر
خوب پڑنے لگی۔ قراق کے چہرہ پر دفعتاً
ایک عجیب کیفیت نمودار ہوئی جس کا
بیان کرنا مشکل ہے اور وہ زور سے

قیری قرا مان "یہ ٹونز نہ تھا مگر وہ سچ نہ
لوئے گا۔ اسے وہ کام نہیں کیا وہ تھا
افسوس بچا رہا ہر مرد۔ میرا یہ مطلب نہ تھا
نہیں نہیں۔ میری یہ غرض نہ تھی کہ اس کا
خون گر آیا جائے۔ اس کی روح سیر ذہن
میں ہی ہوتی ہے تاہم میرے ہاتھ سے
ضرب نہیں پہنچی۔ میرا ہاتھ نہ تھا وہ
جستہ تھا جس نے یہ کیا میں نے نہیں
کیا نہ ٹونز نے۔ بچا رہا بوڑھا آدمی کیوں
اس طرح آگیا۔ شاید لیلی کے بچانے کے
واسطے آیا ہو جب ہم اس کو نے چلے ٹونز
نے بوقوتی کی کہ باغ میں توقف کیا اور
اپنے تئیں قید کر آیا۔ وہ میرے دماغ کو
چکر آتا ہے۔ میرا سر درد کرتا ہے میرے
نیالات پریشان ہیں۔ اب یہ کیا ہوا۔
میں تمہارے چہرے کی قید نہ کر سکتا ہوں
ہاتھ میرے زنجیر میں ہیں۔

کلاڈسا نے آہستہ سے کہا "نہیں
تم آزاد ہو۔"

قیری قرا مان "ابن یہ کون بولتا ہے کیا
یہ مرہ کی آواز تھی؟
کلاڈسا "نہیں تم جانتے ہو کہ مرہ
اس دنیا سے چلی گئی اور تم پھر اس کو کبھی
نہ دیکھو گے۔"
قیری قرا مان "ہاں وہ چلی گئی۔"

چلا اٹھا۔

مگر یہ معلوم ہوا کہ ایک لمحوں میں وہ گنا
جو اسکو پیدا ہوا تھا دفعہ دور ہو گیا کیونکہ
کلاڈسا اس کے پاس سے بھاگتے ہوئے

بھوت کی طرح چلی۔ قری قرمان کی آنکھیں

ایک لمحہ تک اس کے پیچھے لگی رہیں اور وہ درختوں

پر غائب ہو گئی۔ قری قرمان وہیں پر کھڑا

رہ گیا اسکو اتنی قوت نہ تھی کہ کلاڈسا کے

پیچھے جاتا۔ وہ اس موقع پر گیا بہانہ کھوڑا

چراغ لٹا دیا اور اسیر سوار ہوا اور اس امید

پر نہ صرف کھوڑا دوڑانے لگا کہ شاید

کلاڈسا مل جائے مگر سب بے سود رہا۔

اب ہم قری قرمان کو میان چھوڑ کر

اس مقام کی طرف لوٹے ہیں جہاں جتنے بلی

کو اس وقت چھوڑا تھا جب اسے کلاڈسا اور

قرمان کو غائب اور الہ دین کو زمین پر

بیہوش پڑا ہوا پایا تھا۔ شہزادی نے

گھوڑے سے اتر کر وہ شیشہ شراب کا

جو چکی والے سے خرید کیا تھا اس کے منہ سے

لگا دیا۔ شیشہ کا لگانا تھا کہ بھرا سکی

جہاں میں جان آگئی اس نے بلی کے گلے

میں باہن ڈال دیں اور محبت سے

اس کے پیچھے لپٹا لیا۔ اب بلی نے دیکھا

کہ وہ گھوڑا جو اس کے چکی سے واپس

آنے کے وقت وہاں کھڑا تھا الہ دین کا

تھا کلاڈسا نہ تھا نہ ہمارے تو جوان بیرونے
ابنا حال چلی سے بیان کیا اس نے اور
ابراہیم نے ٹونز کا پیچ کیا اور اسکو
مگر قنار کر لیا۔

جب الہ دین اور ابراہیم ٹونز کو گرفتار

کے کئے طفلس کی طرف لے جاتے تھے حافظ

بھی اسے آلا۔ ٹونز کو حافظ اور ابراہیم کی

حفاظت میں چھوڑ کر الہ دین شہزادی اور

کلاڈسا کے پاس دوڑ گیا مگر اس موقع

کے قریب پہونچ کر انکو نہ پایا وہ سمجھا کہ

شاید یہ مقام نہیں ہے غالباً اس سے

اگے ہے دفعتاً اسکا گھوڑا راہ راست

سے جھکا اور کسی سیاہ چیز کو جو زمین

پر پڑی تھی دیکھ کر بھڑکا اگرچہ الہ دین

شہسواری میں طاق تھا مگر سمجھ نہ سکا

اور زمین سے بہت دور کے ساتھ زمین

پر دم سے گرا جس چیز کو دیکھ کر اسکا گھوڑا

بھڑکا تھا وہ قری قرمان کا گھوڑا تھا

جہاں میں پروردہ پڑا تھا الہ دین کو گرنے

کے باعث غصہ آگیا مگر بجز بوٹ گرنے کے

الہ دین کو کوئی نقصان نہیں پہونچا اور

ہوش آنے کے چند منٹ بعد اس نے زبان

سے براہی ہونے کا ارادہ کیا۔

اسے کلاڈسا کا حال پوچھا بلی نے

سب حال بیان کیا الہ دین کلاڈسا کے

خاکسبز ہوئے۔ یہ سب اور شامیت ہوا
لیکن جب اس نے سنا کہ یہ قری قرمان
تھا اسکی زیادہ رنج ہوا اور کہنے لگا۔
”خوش بھاری کلاؤ سا اس قزاق کے
ساتھ میں رہا کرتا تھا۔“

مگر ایسا کیا ہو گا؟ اس نے اس کے کیمہ
چاہا نہ تھا کہ کلاؤ سا کو سردستار سکی
تقدیر پر چھوڑ دیا جاوے اور وہ گھوڑوں
پر سوار ہو کر غفلت کی طرف کی راہی ہو سکے
غرض اس مکان پر جو کچھ جوید نصیب
منصور کا تھا اس کے اوکر اور چاکر وں سے۔

جو ہنوز اس مکان میں موجود تھے لیلی اور
الہ دین کہ نہایت آؤ بھگت سے لیا۔

ضعیفہ مکان دار نے سب سے پہلے
انکا خیر مقدم کیا اور پھر چند منٹ میں
لیلی اپنی وفادار اور مسرور پیش خدمتون
زیدہ اور آمنہ سے ہنس لگ رہی تھی۔ یہ
ملاقات بھی درد انگیز تھی۔

لیلی نے اپنی پیش خدمتون سے
خوف طور پر پہلے اپنی کہنیت بیان کی
اور درہنہ سے ہر وز مفصل حال
کہہ سنایا۔

ضعیفہ نے ازراہ وفور غایت جلد
کہنا چاہا۔ الہ دین اور لیلی کہنا کہ اس نے
بیٹھے مگر انکو کچھ لطف نہ آیا کیونکہ انکو

کلاؤ سا کے بابت بہت تر و تھنا۔ بعد
مکوڑے عرصہ کے ایک ملازم نے آکر
اطلاع دی کہ ابراہیم اور حافظ ایسی ہو چکے
ہیں اور ٹونر کو پھر مجلس میں داخل
کرانے ہیں چنانچہ وہ بھاگا تھا۔ پھر
مکوڑے دیں کے بعد دروازہ کھلا اور
کلاؤ سا بندار ہوئی۔

باب سی ویم

کلاؤ سا کی واپسی

لیلی اور الہ دین نے جب کلاؤ سا کو اس
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا آہستہ
وہ بیٹھے ہوئے تھے تو وہ نہایت خوش
ہوئے اور دونوں نے اسکا حال پوچھا
شروع کیا۔ کلاؤ سا میز کے پاس بیٹھ گئی اور
کچھ کہاتے بیٹے کی بعد جسکی اسکو سخت ضرورت
تھی اپنا مصنوعی قصہ اس طرح بیان
کرنے لگی۔

دلیپاری شہزادی جب تمام بادی چلی کو چلی
گئیں تو مکوڑے عرصہ کے بعد ایک گروہ
چار سوار ونگا دوسری طرف سے آکر
قریب پہونچا وہ محکو قری قرمان کی بجائے
جسم پر چکا ہوا دیکھ کے ٹھہر گیا انہوں نے
فوراً معلوم کر لیا کہ یہ قری قرمان ہے
پس انہوں نے اسکو اٹھا کر ایک شخص

اور اپنے تئیں ہمارا بھائی ظاہر کر کے
کینہ بن کے تمکو بردہ فردوس کے ہاتھ
فروخت کر دیا تھا۔

الہ دین: پھر تو نے یہ سب مراتب کیوں
نہیں بیان کئے؟

کلاؤسا: اگر وہ سچ سچ بیان کر دیتا تو
ضرور اسکی تائید میں اسکو وہ سب حالات

بیان کرنا پڑتے جن سے ظاہر ہوتا کہ وہ
شہزادی کے زبردستی بھگائے جانے کی

سازش میں شریک رہا ہے اس شرکت
جرم کی منہ اسوجب قانون جاری کیا جانی

ہی۔ پس اس لیے تو نے اپنی حالت نہیں
پر لی اور اسکو ضرور یہ اُمید رہی ہوگی

کہ قیری قرمان اسکو قید سے مفرد ہوئے
میں مدد دے گا اگر وہ خاموش رہے۔

الہ دین: یہ دلائل تو ضرور قطعی ہیں اچھا
کلاؤسا اپنا حال تو کہو جس میں ہم نے وقتاً

وقتاً ذیل اندازی کی ہے۔

کلاؤسا: ہاں تو جب قیری قرمان
ہریانہ کے راجا تھا وہ جاؤں آدمی اسکو

پھر پورے دور پر ہوش میں لاسنے کی
کوشش کر رہا تھا ابھی اسکی لکھنؤ میں

معاوضہ ہوا کہ انکو میرے موجود ہونے کا
خیال نہیں ہوگا اگر جب وہ کامیاب ہوئے

انہوں نے دفعتاً مجھ کو دیکھا اور میرے

کے گھوڑے پر بٹھایا اور مجھ کو اپنے ساتھ
لیجائے پر مجبور کیا یہ سب کام چند منٹ میں

ہو گیا اور جب میں تیزی سے چلی جا رہی تھی
مجھ کو اس خیال سے سخت رنج ہوا کہ جب تم

واپس آؤ گی تو مجھ کو اس طرح بلا سبب
غائب پا کر کیسا گھبرائی اور پریشان ہوگی

سوار لوگ کچھ دیر تک برابر چلے گئے آخر کار
ایک دریا کے کنارہ پر سب ٹھہرے اور

قیری قرمان کو ہوش میں لائے اُسے بہت
سے ٹوٹے چھوٹے فقرے کہنا یہ منشا تھا

کہ تو نے منصور کا قاتل نہیں ہے اصل قاتل
اس سوداگر کا جھنڈ ہے۔

الہ دین: میں تو نے بیگناہ ہے۔
کلاؤسا: ہاں وہ بیگناہ ہے۔

الہ دین: اور پھر یہ جوان جسے چھوڑنا لازم
لگایا ہے حراست میں ہے۔

کلاؤسا: تو اب یہ کہو چاہیے کہ اسکو جلد
اس الزام سے بری کرانے کی فکر کریں اور

اسکے ساتھ انصاف کریں۔

الہ دین: بیشک ایسا ضرور ہوگا مگر
تم نے یہ سب حال قیری قرمان کی زبان

سے سنا ہے۔

کلاؤسا: ہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیری قرمان
اور حمید دو آدمی تھے جو منصور کے گھر

گھس کر پیاری شہزادی تمکو اٹھا لگئے تھے

مار ڈوانے کا مصمم ارادہ کر لیا جب میں ہر طرح کا وعدہ کرنے پر تیار ہو گئی کہ جو کچھ میں نے سنا ہو جیتے جی میری زبان سے نہ نکلے گا۔ تب مجھ کو صحیح دسالم چلے آنے کی اجازت ملی اور میرا گھوڑا داپس دیا گیا میں فوراً وہاں سے واپس چل دی بہت دور نہ آئی تھی کہ میرا ٹھکانا ہوا گھوڑا اگر پڑا اور پھر نہ اٹھا تب میں پیادہ با ایک قریب کے مکان کو گئی اور وہاں ایک جانور کر ایہ کیا کہ طفل کو آؤں۔

اس طرح پرکلاؤ سا لے اپنا قصہ بیان کیا کہ جسکی صداقت پر نہ الہ دین کو شبہ ہوا اور نہ لیلی کو اسکو الہ دین اور لیلی نے ایسے بد معاشوں کے ہاتھ سے بچ جانے پر اسنو مبارکباد دی پھر ان تینوں نے صلاح کرنا شروع کیا کہ ٹوٹر کے بابت کیا کرنا چاہیے۔

بعد کس قدر صلاح و مشورہ کہ شہزادی الہ دین اور کلاؤ سا آرام کرنے کئے رخصت ہوئے اور نازک اندام لیلی نے ایک مرتبہ پھر اُس کمرہ میں آرام کیا جہاں سے ایک مہینہ ہوا وہ زبردستی نے بھاگی گئی تھی تاکہ بطور گنیز کے فروخت کیجائے اور تحفہ رمضان بنائی جائے۔

الہ دین نے قبل آرام کرنے کے داروغہ مکان سے دریافت کیا کہ آیا کچھ بیچ کے

کاغذات اُسکے اور لیلی خاتون کے نام اس کے متوفی آقا کے اثاثہ میں پائے گئے یا نہیں؟ داروغہ نے اس بارہ میں محض اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ اسکی نسبت اوصیا سے دریافت کیجئے ہمارے سرور کو یہ بتایا گیا کہ اصل وصی ایک نامی اور معزز مقنن ہے۔ دوسرے روز الہ دین نے اُسکے مکان کی راہ لی۔ اُس شخص قانون پیشہ نے الہ دین کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہمارے میرو نے جو سوال اس سے پہلے پوچھا اسنے اسکا جواب نفی میں دیا۔ جس سے الہ دین کو مجبور ہو کر یہ سمجھنا پڑا کہ جنتارضی کا بھید منظور مقنن کے ساتھ صنایع ہو گیا تاہم جہاننگ ممکن ہو الہ دین نے اپنا ملال ظاہر نہیں کیا۔

بعد ازاں الہ دین نے اُس مقنن سے دریافت کیا کہ ٹوٹر کے بابت کیا کرنا چاہیے۔ اُسنے سب کیفیت مقنن سے کہ سنائی وکیل نے بہت توجہ سے سب حال سنا مگر جو کارروائی کی گئی اور جو کچھ نتیجہ ہوا اُس کا حال ہم آئندہ باب میں بیان کریں گے۔

باب سی و دوم

اظہار

وکیل مع الہ دین کے گرجی مجسٹریٹ

امید کرنا چاہیے۔ بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل کرو۔“

جوان ”بتاؤ میں کیا کروں میں تمہارے کہنے کی پوری تعمیل کروں گا تم کون ہو جو مجھ سے امید کا ذکر کرنے آئی ہو؟“

کلاڈسائے ”اس سے کچھ بحث نہیں ہے کہ میں کون ہوں مگر میں اس قدر جانتی ہوں کہ تمہارے ہاتھ سے منہور کو ضرب

حاصل نہیں ہو سکتی اس کا قاتل ہمیشہ ہے۔“

ٹوئز ”ہاں یہ درست ہے مگر اس امر کے ظاہر کرنے سے مجھ کو کیا فائدہ ہو سکتا؟“

کلاڈسائے ”میں جانتی ہوں کہ نتیجہ سے تمہارے ہر خاموشی اپنے لب پر لگائی ہے تم شہزادی لیلیٰ کے زبردستی لے بھاگنے میں شریک تھے۔“

ٹوئز ”بلاشبہ یہ سچ ہے۔“

کلاڈسائے ”تم مجھے ایک بات سچ بتا دو کیونکہ تمہارے بچنے کی یہی سبیل ہے کہ تمہارے مقدمہ کے حتمی حالات سے مجھ کو پوری آگاہی ہو جاوے۔“

ٹوئز ”اچانک پوچھو۔“

کلاڈسائے ”قیرلی قرمان شہزادی لیلیٰ کے لے بھاگنے میں کیوں شریک ہو اُس نے روپیہ کے واسطے ہرگز ایسا نہ کیا ہوگا

کے مکان کو گیا۔ مگر اس فہرستے واقعات کو جواب ظاہر ہوئے تھے معلوم کر کے ارادہ کیا کہ کل معاملہ روسی جج کے سپرد کریں جتنا خیمہ مقنن اور لالہ دین روسی جج کے مکان پر گئے اور اس نے سب حال سنا اور حکم دیا کہ میں آج سب مقدمہ کی سماعت ایک بجے کروں گا۔

اس عرصہ میں کلاڈسائے متوفی تاجر کے گھر سے نکلی اور مجلس کی طرف راہی ہوئی وہاں پہونچ کر اُس نے دریافت کیا کہ نوڑے چند منٹ کے لیے ملاقات کرنا ممکن ہے یا نہیں اور ساتھ ہی اُس نے ایک شرفی اُس روسی سپاہی کے ہاتھ میں کھدی جس سے وہ ہمکلام ہوئی تھی۔ سپاہی نے فوراً ہتھیل کو ہٹا دیا اور اس کے کان میں کہا کہ اس عورت نے بہت فیاضی کی ہے اور تمہاری تکلیف کے عارضہ میں تم کو بھی بہت کچھ دینی چاہیے جیلر کنجیان لیکر کلاڈسائے کو ایک کوٹھڑی میں لٹکایا اور ایک اندرونی دروازہ کھول کر کلاڈسائے کو اس کے اندر چلی جاؤ میں اس کو بندہ کروں گا تم کو اختیار ہو جب چاہنا باہر نکل آنا۔

کلاڈسائے نوڑے کے پاس پہونچ کر دین ہمکلام ہوئی۔ میں تمہارے لیے خوشخبری لائی ہوں تم کو اپنی جان بچانے کی

کیونکہ قیری قرمان صاحب ثروت ہے
اُس کے ہاڑی قلعوں میں خزانے
موجود ہیں۔“

لوگوں نے اس کے پاس کسی وقت میں دولت
تھی مگر اب سب جاتی رہی۔ پس اس نے
روپیہ کے واسطے یہ فعل کیا۔

کلی طوراً! "ابن سب دولت جاتی رہی؛
مگر یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ سردار ایک
گروہ کا تھا۔"

ٹوٹنے بلاشبہ وہ سردار ایک گروہ کا محتا
مگر ایک حدیث سے زائد ہوا کہ وہ سردار باقی
نہیں رہا اب تم اسکا ذکر اسطرچر کر رہی ہو
کہ گویا وہ زندہ ہے حالانکہ وہ کل شام
کو فوت ہو گیا۔

کلاڈسا: تین دنہ اور آزاد ہے
مگر یہ کیسے ہوا کہ وہ اب سردار باغی
نہیں رہا۔

لو نہ اُسکا نائب غازی اُس سے باغی ہو گیا اور اُسکے گروہ کے اشخاص نے باغی ہوا اپنا سردار مقرر کیا اور دفعتاً قری قرمان کی سرداری اور دولت سب جاتی رہی فقط ایک رفیق اُسکا خیر خواہ رہا وہ جہنم تھا۔

کلاؤ سائے ابا ہا تو یہ ہوا۔ اچھا سنو یہ تقریر
کیسکی ہو کہ بابت قتل منصور کے ہماری

بیگنا ہی ظاہر کیجاوے تھوڑی دیر میں کسی
حاکم عدالت کے روبرو ہمارا اظہار کیا
جاوے گا تبکو شہزادی کے بے سہاگت کے
حرم میں شرکت کا اقرار کرنا پڑے گا تم اسکو
شہزادی کے لقب سے نہ پکارنا بلکہ محض
لیا خانوں“

لوٹو نہ پھر چکو کیا فائدہ ہو گا کہ میں ایک
جرم سے اپنی بیگناہی ثابت کر دوں اور
دوسرے جرم کا اقرار کروں جس کی
پاداش میں بھی اسزائے موت متصور ہے۔
گلا ڈسا۔ ان سب مراتب پر غور کر لیا
گیا ہے شہزادی لیلیٰ ہمت ساری
شفاعت کر لگی۔

لوئر نے کیا وہ قسطنطنیہ میں نہیں ہے۔
 کلاؤس۔ ”نہیں وہ بیدار لوٹ آئی اور
 طفل میں موجود ہے۔“
 لوئر نے تو بلاشبہ کچھ امید ہو مگر تم جسکی بدلت
 میری جان بچتی ہے۔“

کلاؤ سا بیجھتے اور کچھ بات نہ پوچھو
جو کچھ میں کہوں سن لو تم اقرار و اتق کرو
کہ آج سرکسبھی نیک بنادشہزادی کو ذرا بھی
بقصان نہ پونجاؤ گے۔

ڈونر میں قرار کرتا ہوں کہ شہزادی کو کبھی
ذرا بھی نقصان نہ پہونچاؤں گا۔

کلاڈسا میں عثماری زبان سے ایک اور

تاجر متوفی کے مکان کی طرف چلی۔
اُسی روز ٹھیک ایک بجے دوپہر کے بعد

ایک مرد سی سیامیوں کا گارڈ ورنر کو عدالت
میں لے گیا جان پڑے رو سی کا اجلاس
تھا اولاً عدالت میں علاوہ جج کے چند
منشی و مقصدی تھے اور وہ وکیل بھی تھا
جسکو الہ دین نے اس کے لیے مقرر کر دیا
تھا۔ ٹوئز کو گھر انعام میں لے گئے مگر

نگار و سیامیوں کا گارڈ ورنر کے یاہر رہا
مگر چونکہ اُس کا خفیہ اظہار ہو نہ تو انتہا حب
ٹوئز محرمون کے کٹہرہ میں کھڑا تھا جج
نے کہا: "تیدی کیا تم جانتے ہو کہ دوبارہ
اُس جرم کے جو تیر لگایا گیا ہے یعنی اپنے
مغز نہ آقا کے قتل کے بابت کچھ بیان کرو۔"
ٹوئز: "حضور میں اس جرم سے بالکل
بیگناہ ہوں۔"

جج: "مگر جہاں تک مجھ کو دریافت ہوا ہے
سنئے اقرار کا پھر عادیہ نہیں کیا گواہ جینہ
کی حالت قید میں تمہارے پاس گورنر
قلعہ اور پادری مجلس کئی مرتبہ گئے۔"
ٹوئز: "اسوقت کی حالت خوفِ بھر اس
میں میں نے اولاً اس الزام کو دفع کیا
جس سے میں بیگناہ تھا اور سچ سچ بیان
کر دیا مگر جب مجلس کی تنہائی میں مجھ کو غور
کرنے کی فرصت ملی میں نے یہ سمجھا کہ ان

اقرار کرنا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہو کہ پھر
تم کسی طرح پر قری قرآن کے شریک نہ ہو گے
اور آج سے پھر کسی طرح کی آبرورفت
یا پیام و سلام اس کے ساتھ نہ رکھو گے اس
طرز پر کہ بنائوں میں شریک ہو یا بدی
نی تھا میرا مسکو سمجھاؤ اور علی ہذا القیاس
ٹوئز نے ان کے ساتھ باتوں کے نہ کرنے کا
بھی اقرار کیا اور پھر ڈسٹا نے پھر نیا پٹیا

نیا پٹیا
ڈسٹا: "میں پہلے بیان کر چکی ہوں کہ
غالباً تھوڑے عرصہ میں ایک بیج کے روڑ
تمہارا اظہار ہو گا تم قری قرآن کا نام
نہ لینا جسد کا نام لینا اور کوئی فریضی
نام اس کے پھر انہی کا جو اسوقت تھا
بیان کر دینا۔"

ٹوئز: "میں سر موٹا رہے ارشاد سے تجاوز
نہ کروں گا۔"

کلاڈس: "اسی ارادہ کے موافق عمل
کر واری میں تمہارے لیے بہتری ہے۔"

بجلازان کو ٹھہری سے وہ باہر آئی
ٹوئز بالکل نہ سمجھا کہ یہ کون ہے۔ جیلر نے
پھر اس مضبوط دروازہ کو بند کر دیا اور
کلاڈس کو قلعہ کے پھاٹک تک پہنچا آیا
وہاں اُسے بہت فیاضی سے جیلر کو
الغام دیا اور جلدی سے رخصت ہو کر

بیانات کا اعادہ نہ کرنا فضول ہو چکی تاہم اگر
لیے بہت سی توضیحات کی ضرورت ہوگی
اور ان توضیحات سے خواہ مخواہ اُس
فصل کا اقرار کرنا ہوگا جس کے بارش
میں وہی سزا مقرر ہے جو جرم قتل کے
واسطے ہے۔

حج ۲۲ تم کس فصل کا ذکر کرتے ہو کیا مکر اس وقت
وہ توضیحات کرنا منظور ہیں۔

ٹوٹو: جی ہاں میں حضور سے سب حال
بیان کروں گا۔

حج ۲۲ اچھا کہو۔
ٹوٹو: منظور کے مکان پر ایک خاتون

جس کا نام بلی تھا مقیم تھی۔ ایک بروہ فروش
کے ہاتھ میں نے اس کے فروخت کر دینا معاملہ

کیا۔ اس فعل میں میرے دو شریک تھے
ایک کا نام حبشہ اور دوسرے کا گرگیا اس

تھا۔ یہ صلاح قرار پائی تھی کہ یہ دونوں شخص
رات کے وقت منظور کے مکان سے بلی کو

اٹھا لیا جائے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر میں
انکو داخل کرنے کی واسطے بائیں باغ میں اترا

جب لوگ اُس کو یہ جانتے تھے میں نتیجہ کا منتظر
درختوں میں چھپا بیٹھا رہا اتفاقاً منظور بھی

اُسی وقت باغ میں پہنچنے کو آیا اور وہ
حبشہ اور گرگیا اس سے جب وہ بلی کو لیے

جاتے تھے دو چار ہوا۔ منظور نے غل مچایا

بعد اسکے بالکل خاموش ہو گئی میں اس
مقام پر گیا جہاں منظور نے ان لوگوں کو
دیکھا تھا اور وہاں اپنے آقا کو خون میں بڑھتے
دیکھا۔ وغیرہم سے میں اس سے لپٹ گیا
اسی وجہ سے میرے کپڑوں پر خون کے
دھبے تھے بعد ازاں میں گرفتار ہو گیا اب
میں نے حضور سے سب حال کہہ دیا۔

حج ۲۲ اہم قیدی کو لیجاؤ۔
ایک محرم نے سپاہیوں کے گارڈ کو

بلا دیا اور وہ ٹوٹو کو ایک کمرے میں لے گئے
پھر محرم نے کلاڈسا کو اپنے ساتھ آنے کا

اشارہ کیا اور اسکو عدالت انصاف
میں لے گیا۔

اُس وکیل نے جسکو الہ دین نے مقرر کیا
تھا کہا: تم حضور سے جو کچھ حالات اس

معاملے میں جو پیش ہے کہنا چاہتی ہو
بیان کرو۔

کلاڈسا: کل شام کو میں ایک لمبے سفر
سے مع اپنے چند دوستوں کے طفلس کو

واپس آئی تھی کہ میں نے ایک عجیب
غریب کیفیت قلعہ کے مجلس پر دیکھی

کوئی شخص رسی کے ذریعہ سے اوڑھ رہا تھا
چنانچہ ایک شخص ہمارے گروہ کا مجلس

کے چانک پر خریدنے کو بھیجا گیا مگر
قیدی بھاگنے میں کامیاب ہوا۔

قل سے باز رکھا میں نے اُسے بتایا کہ میں وہاں کس طرح پہنچی ہوں اور اُسے بچھے رخصت کر دیا۔

بچ نے کہا "بس سیدر بس" اور تپاک سے گلاؤ سا کو رخصت کیا۔

اب یلی عدالت میں آئی اور وکیل الدین کے سوال کرنے پر یلی نے بیان کیا کہ مجھ کو وہ

شخص منصور کے مکان سے اٹھائے گئے اور ٹونر اس فعل میں انکا شریک تھا اُسے

ٹھیک وقت بھی بتایا جب وہ اُس کو لے بھاگے تھے جس سے ثابت ہوا کہ یہ واقعہ

اسی شب کو عہد احب رات کو منصور مقتول ہوا تھا اُسے گرسے ہوئے سوار کے ساتھ

گلاؤ سا کی تیار داری وغیرہ جانتا تھا اُس سے ہوا گلاؤ سا کے بیان کی تائید کی پھر وہ

عدالت سے رخصت ہوئی۔ اور الدین طلب کیا گیا اور اُس سے ٹھیک حالات اُس یا دنگار

رات کو منصور کے باغ میں ٹونر کے گرفتار ہونے کے دریافت کئے گئے اور جب الدین بھی

رخصت ہوا بچ نے حکم دیا کہ ٹونر یہ عدالت میں لایا جائے۔ جو ان پھر اکثرہ میں کھڑا ہوا

اور بچ نے اُس کی طرف نہایت سنجیدگی سے خطاب کر کے یوں گفتگو شدہ رخ کی

ہمارے مقدمہ کے تمام حالات بہت احتیاط سے تحقیق کیے گئے اور خاتون

وہ جنگل میں پہنچا اور وہاں سے بچنے اُسے ایک تیز گھوڑے پر بٹہ دو اور سواروں کے

نکلے ہوئے دیکھا۔ ہمارے گروہ کے باقی ماندہ دو شخصوں نے اُس کا چپا کیا اُن میں مقابلہ

ہوا اور ایک ہمارا ہی مفرد ٹونر کا دھم سے زمین پر گر پڑا میں ایک اور

خاتون جو میرے ساتھ تھی اُس مقام کی طرف بڑھی مجھے دیکھا کہ اُس شخص میں

ہنوز جان باقی ہے صرف اُس کے ہوش اور حواس جاتے رہے تھے چنانچہ ہم نے اُسے

ہوش میں لائیکے تدبیر کی وہ خاتون جو میرے ہمراہ تھی سوار ہو کر کچھ اوردیہ مقوی ایک

قریب کے مکان سے ہم پہنچانے کے لیے چلو گئی۔ پھر اسی دیر میں گرسے ہوئے

شخص کے بہت سے ساتھی اُس مقام پر آئے وہ اُس کو اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے

پھر وہ شخص ہوش میں آئے اُنکا اُس نے ہدایاں میں اہم واقعات کہ اُسے کہا کہ

ٹونر منصور کا قاتل نہیں ہے منصور کا قاتل جمنید ہے پھر وہ لوگ جو مجھ کو اپنے مطلوب

انحاس نما رہی کے ساتھ لے گئے تھے جب اُن کو معلوم ہوا کہ میں نے

اُس شخص کی تمام بڑکوشی کیا ہے تو وہ میرے قتل کرنے پر مستعد ہوئے گروہ

شخص ہوش میں آگیا اور اُن کو میرے

ہندو پرہیتا کی بابت اُسکو دیکھنا منظور ہوگا
اسیوں بہت کچھ تحقیق ہو جائیگی گو بالکل
سچا و سچا۔

بچے۔ میں اس بات سے بہت خوش ہوں
تم اس کلیسا میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے
قدس آئینہ پادریوں کی دعاؤ کو تم بالکل
محاف کر دے گا و گے۔

جج نے اُسکی بیٹی اور تھمکری کاٹ
دینے کا حکم دیا۔ بعد ازاں حاکم نے سب
گواہوں کو بلایا کہ انکو جملہ احکام سننا ہے
سپاہیوں کا گارڈوں کی زنجیریں کاٹنے

کیواسٹے کرنے میں داخل ہوا اور نیز اسٹے
کہ اُسکو اسوقت تک حراست میں رکھے
جب تک کہ اسکا اضطراب بموجب رسوم

کلیسا سے روس و یونان کے منہ جاسے
الہ دین اور لیلی معہ کلاڈس اور اپنے رفقا
کے عدالت میں لائے گئے۔ منشی عدالت
نے فوراً وہ احکام سنائے جو صادر ہوئے

ستے اور جج نے لیلی اور کلاڈس کی طاقت
خطاب کر کے نہایت تباہ سے کہا۔ یونان
ہماری وساطت سے اس جوان کی بیگناہی

ثابت ہوئی ہے میں اسے سزا دیتا ہوں کہ
تم ساری نیکی پر کچھ بارہ ہوگا اگر یہ
کہوں کہ تم لوگ اس جوان کے
مسیحی کلیسا میں داخل ہونے کی

ہندو پرہیتا کی شفاعت سے تم رہا کئے گئے
مگر ابھی ایک اور سنگین جرم بلکہ مجموعہ جرائم
بابت ہو چکی بابت جھکو تجویز کرنا ہے۔

تینے ہندو اشراف سچکر تجویز کرنے کی کوشش
کی اور نتیجہ نہ سے بھاگے اور اس قرار میں
ایک سپاہی کو جو بادشاہ عالی مقام نہ ار
جملہ مالک روسیہ کی وردی میں تھا اُسکو

ضرر دینا پڑھا یا اس لیے اس جرم سے
درگذر نہیں ہو سکتا اور عدالت کو کوئی معقول
سزا اس بدکردار کی تجویز کرنا ضرور ہو
طریقہ یہ میرا امید ہے کہ جہاں اور

قصود میں یہ معافی ملی حضور بابت اس
بریلو کی کے جو میں نے روسی سپاہی سے کی رجم
فرمانے میری ایک اور بھی عرض ہو۔ وہ یہ ہے کہ

میں نے یہ عقائد مسیحی تعلیم پائی ہے۔ کل
رات کو میں نے منت مانی کہے کہ اگر میں اس
طاقت سے بچ گیا جو اسوقت ضرور میرے

عائد حال ہوتی اگر وہ سپاہی میری ضرب
سے مر جاتا تو میں کلیسا سے روس و
یونان میں جس قدر جلد ممکن ہو داخل

ہو جاتا تھا۔
تو زیور امکا تھا وہ خوب جانتا تھا
کہ یہ تجویز جھکی اسکو اپنے دل میں ذرا
بھی پروا نہ تھی جج کو بہت پسند آئے گی
اور جو کچھ سزا اس اعلیٰ حاکم کو روسی نالیکہ کو

رسم اصطباغ بموجب عقائد کلیسا کہ دوس
دلیوان عمل میں آئی۔

جب یہ رسم ختم ہو چکی تو نرگرجا کے پیچھے
کے حصہ میں چلا گیا اور الہ دین بلا یا گیا
وہ قربانگاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر
کھڑا ہو گیا اور بڑے مادی نے بعد دعا
پڑھنے کے اپنے نائب کے ہاتھ سے پیالہ
لیا اور باواز بلند پوچھا ”کس نام سے
تمکو اصطباغ دیا جائے؟“

الہ دین نے استقلال و روشن عقیدت
سے دانیال کا نام زبان سے ادا کیا
پھر مقدس پانی اُس کے اوپر چھڑکا گیا اور
چند لمحہ کے بعد وہ نصرانی ہو کر قربانگاہ
گئے سامنے سے اٹھا اُس وقت سے اُسکا
نام الہ دین نہیں رہا بلکہ دانیال کے نام
سے مشہور ہوا۔

باب سی و سوم

حجاز اذبھائی بہن کلا ڈسا
رسم اصطباغ کے بعد یہ سب لوگ اپنے
مکان کو واپس گئے اور اسی روز شام
کو شہزادہ دانیال اور شہزادی ییلی نے
مشورہ کیا کہ اب کیا کارروائی کرنا
چاہیے۔

دانیال نے مجھ کو اپنے تین شاہی خاندان

تقریب میں شریک ہو چند وجوہ ہیں
جنگلے لحاظ سے میں الہ دین سے یہ نہیں
کہہ سکتا۔

ہیائیک کہہ کر حج ٹھہر گیا کیونکہ ہمارا
نوجوان ہیر و ظاہر اعدالت سے کچھ کہنے
کے واسطے کھڑا ہو گیا۔

الہ دین نے اگر حضور کی اجازت ہو تو میں
اس تقریب میں شریک ہوں یہ محض بطور
گواہ کے بلکہ بطور ایک ایسے شخص کے
جو اس رسم کو اپنے اوپر عمل کرانا چاہتا
ہو تھوڑے عرصہ سے میں اپنے دل
میں عقیدہ مسیحی رکھتا ہوں اور اسی دین
پر پیدا ہوتا تھا یہ قصہ طویل طویل ہے کہ
کس طرح میری پرورش مسلمانوں نے
کی اور مذہب اسلام جھکو سکھا یا مگر در
اصل ایسا ہی ہوا اور اب میں علانیہ
اور باقراہ صحیح اپنے ابا و اجداد کے دین
کی طرف لوٹتا ہوں۔

حج اور نیز دیگر اشخاص موجودہ بھی
الہ دین کی اس گفتگو سے اولاً متعجب
ہوئے اور حج نے ہمارے جوان ہیر و
کے اس طریقہ پر جو وہ اختیار کرنے والا
تھا بہت تعجب اور خوشی ظاہر کی اور
حکم دیا کہ مذہبی رسوم فوراً عمل میں آئیں
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ٹونز کے لیے

منکر لیا کاشہ زادہ ابھی ظاہر نکڑا چاہئے۔
 لیلیٰ کیا میرے سامنے منصور نے اسکا
 اقرار نہیں کیا؟ اور کیا منکر لیلیا کے لوگ
 میرے کہنے پر اعتماد نہ کرینگے؟
 وانیال پیاری بہن یہ سچ ہے مگر
 روایتوں کو خاندان شاہی سے کسی شخص
 کے دفعتاً ظاہر ہونے پر حسد ہوگا اور مجھکو
 اندیشہ ہے کہ میرے دعویٰ شہزادی کو
 وہ قبول کرینگے جب تک مستحکم طور سے
 اسکی تائید نہ ہو۔

شہزادی لیلیٰ نے اس راز سے
 بالکل اتفاق کیا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور کلاڈسا
 اُسیوقت اُس کمرہ میں داخل ہوئی اُس سے
 وانیال اور لیلیٰ نے اگلے روز طفلس
 روانہ ہونیکا ارادہ ظاہر کیا انھوں نے
 یہ بھی پوچھا کہ اب تم کیا کر وگی اور کہا
 کہ ہم تمہارے اغراض میں اپنے مقدور
 بھر مدد دینے کے واسطے تیار ہیں کلاڈسا
 نے اسکا شکریہ ادا کیا اور کہا کوئی بات
 ایسی نہیں ہے جس میں مجھکو تمہاری مدد کی
 ضرورت ہو اسے فی الحال طفلس میں
 رہنے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کچھ عرصہ
 بعد کٹالیس جاؤنگی اور تمہارے سلام کو
 حاضر ہونگی کیونکہ تم میں میرا دل لگا رہا

شہزادی لیلیٰ نے اپنی سالونی دوست
 سے کہا کہ اگر مجھکو اپنے محل کٹالیس میں
 تمہاری جہان نوازی کرینکا موقع ملا
 تو میں بہت خوش ہونگی۔

دوسرے روز وانیال اور لیلیٰ کلاڈسا
 سے رخصت ہوئے اور معہ ابراہیم
 و حافظ اور زبہ اور آمنہ کے
 طفلس کے روانہ ہوئے اور شام کو
 کہ جی بیوہ کے مکان پر پہنچے
 جہان بڑی آؤ بھگت سے یہ گئے
 اب ہم انکو گرہی بیوہ کے مکان پر
 چھوڑتے ہیں اور ناظرین کو شہر طفلس
 کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

جب وانیال اور لیلیٰ مع اپنے اپنے
 رفقاء کے اس مکان سے رخصت ہوئے
 کلاڈسا نے ضمیمہ مکان دار سے کہا
 مدین خیال کرتی ہوں کہ اب مجھکو بھی تم
 سے رخصت ہونا چاہئے۔

ضمیمہ اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے اگر تم
 اس مکان میں تھوڑے دنوں تک اور
 رہنا چاہتی ہو میں ہر طرح پر ہمتاری
 خاطر اور مدارات کرونگی کیونکہ میں بالفضل
 اس مکان کی مالک ہوں۔

کلاڈسا ان میں چاہتی ہوں کہ
 تھوڑے روز اس مکان میں رہوں۔

ضعیفہ۔ جب تک مجھ کو اس مکان میں اختیار حاصل ہے تم اس گھر کو اپنا ہی مکان سمجھو۔

کلاڈ سائے اسکی مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور تمام دن کمرہ کو کھڑی کو کھڑی میں پھرتی رہی اور چونکہ کوئی شخص اس کے ساتھ نہ تھا لہذا اپنی مرضی کے موافق جیسا چاہا دیکھتی رہی۔ یہ دیکھ بھال صرف روز روشن ہی تک نہیں کی گئی بلکہ جب ملازم اس مکان کے سورہے اسے پھر تلاش شروع کی مگر اس احتیاط سے کہ وہ ان کے کسی شخص کی آسائش میں خلل نہ واقع ہو۔

جب پیدہ صبح آئینہ دار کھڑکیوں سے نمودار ہوا اسوقت تک وہ دیکھ بھالی میں مصروف تھی مگر اسے مجبور ہو کر تلاش توقف کی اور اپنے کمرہ میں چلی گئی اس اندیشہ سے کہ شاید کوئی علی الصباح اس کے والے بھگوا اسالت میں نہ دیکھ لیتے۔

چند گھنٹہ سو کر کلاڈ سا پھر اٹھی اور صبح کا کھانا کھا کر شہر طغلس کو چلی اور مختلف دوکانوں سے بہت سی کنجیان خریدیں اور پھر تاجر متوفی کے مکان کو لوٹی اور جب رات ہوئی سب ملازم اس

مکان کے سورہے کلاڈ سائے پھر اس مکان میں پھرنا شروع کیا۔ وہ ان کنجیوں کو کام میں لائی۔ جان کوئی نیز دروازہ دار یا الماری نمائی اسے اس کو کھولا۔ جہاں کہیں لکڑی کے سامان آرائش یا دیوار یا فرش زمین میں کوئی سوراخ نظر آیا جسے اندر چھپا ہوا قفل ہونا ممکن تھا اسے کنجیان لگاؤں مگر سب بے سود ہوا۔ ہرے اور ہوا ہرات بہت سے اسکو نظر آئے مگر اسے کسی کو ہاتھ نہیں لگایا اور جب صبح کی روشنی پھر کھڑکیوں میں نمودار ہوئی وہ رات بھر کی ناکام اور بے فائدہ تلاش کے بعد اپنے کمرہ میں چلی گئی۔

چند گھنٹہ سونے کے بعد کلاڈ سائے کچھ کھانا کھا یا اور وہ اپنے کمرے کے آگے باغ میں ٹہلنے کے لیے جاتی تھی کہ اسے ایک ڈیوڈھی میں ضیفہ کو ایک بے جوان جہشی کے ساتھ باغ میں کرتے ہوئے دیکھا جسوقت کلاڈ سا ہونچی ضیفہ یہ کہہ ہی نکلی ”اچھا تمہارے استاد آچھے ہیں اگر تم شام کو آؤ تو میں نتیجے سے تمکو اطلاع دوں گی۔“

جوان یہ نام نے نہایت ادب سے سلام کیا اور فوراً ڈیوڈھی سے نکل کر سڑک کی طرف راہی ہوا۔

والا ہوں چند سال ایسا کچھک
میں بھرا ہوں اور اب جا رہا ہوں
دارد ہوا ہوں۔
کلاڈسا تو تم نے اسے نوکری دینے
کا اقرار کر لیا ہے۔
ضعیفہ "میں اس کا حال دریافت کر نیکا
ارادہ رکھتی ہوں اگر اس کا حال قابل
اطمینان ہوا تو آج رات سے اپنا کام
کرنے لگی۔"

کلاڈسا "درست ہے میں کہتی ہوں
کہ تم بہت ہوشیاری سے انتظام کرتی ہو۔"
بیان پر گفتگو ختم ہوئی اور غروب
آفتاب کے وقت سیفام امید وار ضعیفہ
مکاندار کا حکم سننے کے لیے حاضر آیا۔
مکاندار نے جوان سے کہا کہ تمہارا حال
قابل اطمینان دریافت کر نیسے معلوم ہوا
اب تم اپنا کام انجام دینا شروع کرو مگر
یہ یاد رہے کہ تم کو رات بھر باغ میں پھرا
دینا ہوگا گو یہ پستول ہیں ان کو اپنے
پاس رکھو۔"

جوان سیفام نے تسلیم کر لیا اور
وہ پستول لیے اور انہیں بھر کر اپنی جیب
میں رکھ لیا بعد ازاں وہ باغ میں گیا
اور ضعیفہ کچھ کام کرنے کیلئے مکان کے
دوسرے حصہ میں چلی گئی۔

کلاڈسا "ضعیفہ کو معمولی سلام کر کے
کیا تم یہ نیا ملازم اپنے شاگرد پیشہ میں
بھرتی کرنا چاہتی ہو۔
ضعیفہ "ہاں اسے مقرر کرنے کی ضرورت
ہو چیب سو کہ بد معاش جوڑی سے داخل
ہو کر نیلی خاتون کو اٹھائے گئے یہ مناسب
سمجھا گیا ہے کہ ہیرہ قائم کیا جائے۔"
کلاڈسا "پیشک اس سے زیادہ اور
کیا عقل کی بات ہوگی۔"

ضعیفہ "جو خفیف معاملات پر بھی گپ
شب کرنے کی شوقین تھی کہنے لگی کہ اب تک
بوڑھا مالی جو کیدار کا بھی کام کرتا تھا مگر
میں نے دیکھا کہ جب وہ رات بھر جاگتا ہے
تو دن کا کام نہیں کرتا اور باغ پر باد
نہیں کیا جاسکتا علاوہ برہنہ اس کا سن
بھی زیادہ ہو گیا ہے جیسا تم نے بھی دیکھا
ہوگا پس وہ کام کرنے کے لائق نہیں ہے کل
اسے مجھ سے شکایت کی کہ مجھ سے دو کام
نہیں ہوتے لہذا میں نے چند تاجروں کو
کہا کہ اگر وہ کسی معتبر شخص کو جو کیدار کی
کے کام کے لائق ہو جائے ہوں تو ان کو
بیان بھیج دینا نتیجہ یہ ہوا کہ جوان حبشی
نے جس کو تم نے ابھی دیکھا ہو درخواست
دی ہے وہ کہتا ہے کہ میں رو دینیل کے
آبشاروں سے بھی آگے کار رہنے

ٹیک کر کھڑا ہو گیا۔
کلاڈسا: چپ قین تھک جاتی ہوں تو
ٹونر ہے۔

باب سی و چہارم

مخفی نوشتہ جات

ٹونر کی زبان بند ہو گئی اور دیگر اعضا
نے بھی جواب دیا۔ کلاڈسا دھمکی کے طور
پر ایک ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے تھی اور
دوسرے ہاتھ سے اُسے ٹونر کا لباس
بھاڑ ڈالا اور پستول نکال لیے یہ سب
کام چند منٹ کا تھا۔

ٹونر نے جو غار کہو دا تھا وہ قریب
دو فٹ کے گہرا تھا۔ کلاڈسا نے اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو چیز ٹونر اس
گڑبے سے نکالتے والا تھا وہ اس میں
بڑی ہلکی ہلکی ایک پلندہ کاغذ کا تھا جو ایک
ٹانگے سے بندھا ہوا تھا۔

جب وہ بندہ دل جہان کے ہتھیار چھین
چکی اُسے حکومت کی آواز سے کہا ”یہ
کاغذات بھکوا اٹھا دے۔“ ٹونر نے
کلاڈسا کی تعمیل ارشاد میں ذرا بھی تاہل
نہیں کیا۔ جب کلاڈسا کاغذ بنے لگی ٹونر
کو معلوم ہوا کہ اُسکی جان نکلی جاتی ہے
اور عتسام امیدین جو پیشتر عمدہ

کلاڈسا جیک سے ڈلوڑی سے نکلی اور
بازنہ میں چپ چاپ چھپ رہی۔

غزل بھی میں اُسے دیکھ کر نیا جو کیدار
اُسے دیکھ کر سانسے دار ہو کر رہ گیا۔ قریب
چھٹی ہوئی تھی اور اُسے دیکھ کر سرخ
کیا کردہ کہان جاتا ہوا۔ روش کے سرے
پر ہو چکی جو ان سے فاصلہ تھا اور تیشاری
سے بازوؤں پر لڑو دیکھ کر اُن کا وہاں کوئی
ہو تو نہیں مطمئن ہو کر وہ قریب کمال خانہ
میں گیا اور وہاں سے ایک اوزار اٹھالایا
اور ادھر ادھر دیکھ کر آگے بڑھا اور کلاڈسا
کے قریب ہو گیا۔ کلاڈسا نے نہایت ہستکی
سے ایک خنجر نیام سے نکالا۔

جوان سے کام درشتوں اور بھاڑ لوں
میں جہان کلاڈسا چھپی ہوئی تھی گھسا اور
ایک خاص موقع چھڑا اور زمین کہو نے
لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ چہرہ جسکی ظاہر اُسکو
تلاش تھی مل گئی جب وہ جبک کردہ چیز
نکالنے لگا کلاڈسا مٹا اُسکے پاس ہو گئی
اور کہا ”خبردار کوئی لفظ ستم سے نہ نکالنا
ورنہ تیری جان جائے گی۔“ اُسے ایک تھ
سے جوان کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
خنجر مارنے کے لیے اٹھایا۔

جوان سے فاصلہ کے منہ سے رچی خوف
کے کچھ بات نہ نکلی وہ بطور خوشامد کھٹنے

لیے بڑھا۔

غرض کہ دونوں باغ کی پشت کا دروازہ پر پہنچے۔ ٹونز کے پاس گنجی تھی اُس نے فوراً دروازہ کھولا اور گھوڑے پر سوار ہو کر کلاڈس کی نظر سے غائب ہو گیا۔ کلاڈس اچھا ٹک بند کر کے اپنے کمرہ میں داخل ہوئی اور دروازہ کمرہ کا بند کر کے اُسے چراغ جلایا اور اس کاغذات کو میز پر پھیلا کر پڑھنے کے لیے بیٹھی۔

اُسے تاجر متونی کے کاغذات میں ایسے مضامین پڑھے جس سے اُس کو یقین ہو گیا کہ کوہ قاف کے درمیان جو راستہ بین آسمین طرح طرح کے خطرات ہیں اور اُس راستہ میں قزاق بھی کثرت سے رہتے ہیں۔ وہ مقام جہاں گھبائے رنگارنگ جواہرات بیش بہا سیوہ جات خوش ذائقہ اور معدنیات بیش قیمت کا انبار ہے جہاں ہمیشہ موسم بہار کا رہتا ہے اور دنیا کے پریشان طوفان کا اثر نہیں پہنچتا نہائی از خطرہ نہیں ہے اس رات کو کلاڈس نے صرف تھوڑی دیر تک آرام کیا کیونکہ اُس کو ایسی خوشی تھی کہ رات بھر نیند نہ آئی۔ جب وہ صبح کو اٹھی ضعیفہ اُس کے کمرہ میں آئی اور کہنے لگی کہ افریقی چونکدار بڑا حرامزادہ نکلا منظور

صورتیں رکھتی تھیں بیکر خیالی کی طرح اُسے دور ہوتی جاتی ہیں۔

کلاڈس نے جب کاغذات اپنے کپڑوں میں رکھ لیے اُسے ٹونز سے کہا "شبن جیسا مین کہوں دلیا کر" کلاڈس نے کہا "اُس گڈھے کو بند کر دے" اُسے فوراً لگا دیا بند کرنا شروع کیا اور جب بند کر چکا وہ پھر کلاڈس کے حکم کا منتظر کھڑا ہو گیا۔

کلاڈس "اسی وقت گھوڑا اصطبل سے لو اور بلا توقف طفل سے دور نکل جاؤ۔"

جوان نے دیکھا کہ یہ اپنی آواز۔ نظر اچھڑاتی ہے ہر امر میں اپنی رائے پوری کرتے ہیں گامادہ ہے لہذا اُسے کہا "بہت اچھا خاتون میں ایسا ہی کروں گا۔"

کلاڈس "میرے آگے چلو اور اصطبل کا راستہ بتاؤ۔ یاد رہے کہ اگر تم نے بھاگنے کا قصد کیا تو انہیں پستولوں سے ہمارا فرار بالکل رک جائیگا۔"

ان ہولناک دھکیوں کے ٹونز تھر تھرائے لگا اور مشکل سے وہ راستہ طے کیا اور اصطبل میں پہنچ کر کلاڈس نے ایک گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اسکو ٹو۔

ٹونز نے کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہیں نکالا اور اس گھوڑے پر جو اُسے متونی آقا کا تھارین کہنے اور ن کام چڑھانے کے

غرض ہے وہ جاہلی ہے کہ لیلیٰ اور الدین کے ساتھ تنہا ہوئے اس خیال سے وہ شام کو معانہ لڑکیوں کے سویرے سے چلی گئی اور ان تینوں کو نشست کے کمرہ میں تنہا چھوڑ گئی۔

تب کلاڈ سائے خوشی سے اپنے عجیب واقعات بیان کرنا شروع کیے اُس نے کہا کہ وہ کاغذات محکمے ہیں جو متعلق تمام دونوں کے ہیں اور انہیں کو، قات کی جنت کا راز بھی مندرج ہے۔ ٹونر کے بابت ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اُس نے کاغذات پانے کی بابت اُسی طرح ایک قصہ گردہ دیا جیسا چند روز قبل جیم کے کنارہ پر لپٹے اور قیری قراہان کے ملاتی ہوئے کا مصنوعی قصہ بیان کیا تھا۔

دانیال اور لیلیٰ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ راز عظمیٰ بالکل مفقود نہیں ہوا جو تو انکو نہایت خوشی ہوئی کلاڈ سائے کا غد پیش کیے لیلیٰ نے جوش محبت سے اُسے لگا لیا اور دانیال نے نہایت شکر گزاری سے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور انہوں نے اُس کی بہت تحسین کی۔

کلاڈ سادھب مسیحی رکبتی تھی اور چونکہ گھائی گلستان کا راز ہمیشہ تین شخصوں

منظور کا منظور نظر گھوڑا لیکر رات کو بھاگ گیا۔ کلاڈ سائے یہ سب گفتگو مصنوعی تعجب اور نفرت سے سنی۔

صبح کا کھانا کھا کر کلاڈ سائے ضعیف سے اطلاع کی کہ اب میرا کام پورا ہو گیا ہے جس کے واسطے میں طفل س میں ٹھہری تھی اور بہت گرجوئی سے اُسکی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کر کے اور ضعیف اور دیگر ملازمین کو اپنی شکر گزاری کا ثبوت از قسم تحفہ و انعام دیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رخصت ہوئی۔

باب سی و ششم

نہر میں

کلاڈ سادھب کو گرجی بیوہ کے مکان پر پہونچی اور فوراً لیلیٰ سے لپٹ گئی۔ نہرا دہ دانیال نے بھی تہ دل سے اُسکا خیر مقدم کیا اور دونوں نے پوچھا کہ تم دفعتاً یہاں کیسے آ گئیں۔ نہرا دہ نے اُسے کی تو کچھ امید نہ تھی کلاڈ سائے کہا یہ سب مراتب میں پیچھے سے عرض کر دوں گی۔ مگر میرے آنے کو فال بد تہ تصور کرو۔ اب کلاڈ سادھب صاحب خانہ اور اُسکی دونوں چھو کر بیوں سے ملاتی گئی اور انہوں نے اُسکے آنے پر خوشنودی ظاہر کی۔ گرجی بیوہ نے قرینہ سے سمجھا کہ کلاڈ سادھب کے اس کے مکان میں آنے سے کوئی

کے تحفظ میں رہنا چاہیے تھا پس لیلیٰ اور
دانیال نے سمجھا کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ
کلاؤ سا بھی ان اشخاص خلافت میں سے
ایک نہ ہو بلکہ بلحاظ جملہ حالات کے یہ ظاہر
تھا کہ اُسکو ہر طرح استحقاق حاصل ہے
خداوند پرین اب یہ رائے بھی اُسکو معین ہو گیا
تو یہ پس یہ صلاح پیش کر کے کہ اب ان
کو بلا وقت اس جنت ارفی کے دیکھنے
کے واسطے چلنا چاہیے چنانچہ یہ قرار دیا
گیا کہ علی الصبح سفر شروع ہوا و جب
یلیٰ اور الہ دین مناسب سمجھیں کہ وہ قاف
سے منگولیا کو پہلے جائیں اور کلاؤ سا
گھائی گلستان میں پہونچکر جیسا اُسکا بھی
پا ہے محل کرے۔
اس روز شام کو سونے سے قبل لیلیٰ نے
زیدہ اور آمنہ سے کہا کہ ایک بہت ضروری
امری وجہ سے جو کسی طرح ناہندیدہ نہیں
ہے میں صبح کو تم سے جدا ہونگی تم ہمراہی
ابراہیم اور حافظ کے منگولیا کو واپس جاؤ
شہزادہ دانیال نے بھی اپنے دونوں رفقا
سے ایسا ہی کہا ہے۔

اب ہم ٹوئز کا حال بیان کرتے ہیں
وہ پہلے اپنے مکان کو گیا اور حیرت منٹ کے
لیے اپنا گھوڑا ایک ٹوئز سے کو بیڑا
دیا اور اپنے کمرہ میں جا کر سیاہ رنگ

اپنے بال اور منہ سے دھویا اور اپنے معمولی
کپڑے پہن کر ازان اسٹے گھوڑے پر
سوار ہوا۔ اُسکو معلوم نہ تھا کہ وہاں جانا
سچہ تھا تا تک اُسنے کوئی ارے قرار دی
تھی اُسے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دی تھی
اور جدھر گھوڑے کا جی چاہے چلنے دیا۔
گھوڑا بدستور اپنی راہ بھڑا اور ٹوئز میں
خیالات میں غرق ہو گیا مانتاب بہت
بہت فوری سے چک رہا تھا کہ وہ قاف کے پیار
میں عظیم الشان سیاہ بادلوں کا فتنہ ہو گیا
سامنے نظر آتے تھے اسی سیٹھ گھوڑا ٹوئز کو
لیے جاتا تھا۔ ٹوئز نے موڑ پر پہونچکر جہاں سے
ایک بگڑنڈی لگی ہوئی تھی گھوڑے کی باگ
کھینچی اور گھوڑے کو بگڑنڈی کی طرف کر دیا
گھوڑا جھکا اور پہلے راستہ پر پھر چلنے لگا تو
نے کوڑا مارا جانور تھوڑی دیر کیلئے ساکت
ہو گیا اور پھر پہلے راستہ کی طرف چل نکلا
ٹوئز نے یہ خیال کر کے کہ بعض اوقات جانور
کی سمجھ انسان کی عقل سے بہتر ہوتی ہے
گھوڑے پر ہاتھ پھیرا اور گھوڑا خوشی سے
پہلے راستہ پر تیز گام ہوا مگر چون چون
کوہ قاف کو درون اور پیارٹی راستوں کے قریب
ہوتا جاتا تھا اسکا خوف زیادہ ہوتا جاتا تھا کیونکہ
وہ ان طرح کے خطرات ہونے کیلئے اُس نے
گھوڑے کو ایک بگڑنڈی کی طرف پھرنے لگا گھوڑے

چنچ اٹھا۔

”واللہ گھاٹی گلستان کی خوش وقتی اور
دولت ہنور میری ہے“
اُسکی اس آواز سے بیمار ہارٹ یون
میں صدادیسی ہی آنے لگی۔

باب سی و ششم

کوہ قاف میں سفر

ٹوڑنے دیکھا کہ وہ منظر جسکے درمیان
وہ چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ عظیم الشان ہوتا
جاتا ہی رہا تک کہ بجایے پشت پتھر کے
خوبصورت مرغزار دیئے گھاٹیاں بڑھ کر
دربے ہو گئے ہیں اور ہارٹیاں بہت
دستوار گزرتی ہیں تاہم گھوڑے کے وارز
کیواسطے پیروں کے نشان کا ایک راستہ
بن گیا تھا۔ اور سمجھا کہ گھوڑا اُس راستے سے
ایسا واقف معلوم ہوتا تھا جیسا کوئی
شخص اپنے وطن کے گلی کو چہرے آگاہ ہو۔
چند گھنٹہ اس طرح گزرتے اور جوان ہوتا
اور ستاروں کی روشنی میں برابر چلتا رہا
فقا گھوڑا از خود ایک چھوٹی سطح زمین کے
قطع میں جبرم گھاس لگی تھی اور جا بجا
درخت اسادہ تھے اُٹھ رہا ہو گیا۔ ٹوڑ گھوڑے
سے اوتر اور سمجھا کہ گھوڑے کو بہت محبت
اور پیار سے پھٹھایا جا تو رہی اس پیار

نے ایک قدم آگے نہ رکھا اور اس نے
پہلے ہی راستہ پر چلنے کی کوشش کی۔
ٹوڑ سوچنے لگا کہ گھوڑے نے دونوں
مرتبہ جب میں نے دوسرے راستہ پر پھرتا
چاہا کچھ آثار خوف کے ظاہر نہ کیے بلکہ
اپنی مرضی پر چلنا چاہا اس امر سے
وہ پریشان ہوا اور سمجھا کہ ضرور
اس میں کچھ راز ہے اسکے دلیں
کچھ خفیہ سناشہ پیدا ہوا۔ چودہ برس
سے یہ گھوڑا منصور کے پاس ہے مگر
منصور نے سوائے اُن اوقات کے
جب اُسے یہ خفیہ سفر ہے تھے جنگی نسبت
ٹوڑ کو پہلے کہاں جاتا تھا کہ وہ کوہ قاف
کی جنت کو جاتا تھا اُسے اور کبھی کوئی
سوار ہی نہیں کی۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ
وہ اس راستہ پر چلتا ہی جسکو وہ اپنی عقل
جوانی کے ذریعہ سے خوف جانتا ہے۔
ان خیالات ٹوڑ کے دل میں جگمگ
پکڑنا شروع کی اسکے دل میں امیدیں
پیدا ہونے لگیں اور اُن چیزوں کو خواب
و خیال نظر آنے لگے جسکو وہ سمجھتا تھا کہ
ہمیشہ کے لیے اُس سے جاتے رہے اُسکو
یقین ہو گیا کہ اُسکا گھوڑا کسی خاص غرض
سے اس طرف چارہا ہے گویا یہ انسان
ذی عقل ہے۔ ٹوڑ مارے تشرم کے

کو سمجھا کر خوش معلوم ہوتا تھا۔ گھوڑے نے چشمہ سے خوب پانی پیکر کر غزا پر چڑھا شروع کیا اور ٹونر نے بھی چشمہ سے منہ ہاتھ دھو کر جنگلی میوے جن سے چند درخت لے کر ہوئے تھے توڑنا شروع کیا اس طرح کھالی کر وہ آرام کر کے لیے سیرہ پر لیٹ گیا اور تھوڑی دیر آرام کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور درجہ بہر گھوڑا چلا اسی طرف چلنے دیا۔ گھوڑا چشمہ کے کنارہ کنارہ قریب یاد میل کے چلا یہاں تک کہ ایک درخت کے پاس پہنچا جیسے بجلی گری تھی اس مقام پر گھوڑا یا اب چشمہ سے عبور کرنے لگا چند لمحہ میں دوسرے کنارہ پہنچ گیا اور پھر ایک بلند چکر دار راستہ سے دامن کوہ میں پہنچا۔ یہ نہایت دشوار گزار اور پر خطر حصہ اس سفر کا تھا جو ٹونر نے اتنا کیا تھا اور اسکو یقین تھا کہ بمقابلہ ان خطرات کے جو آگے کے مقامات میں پیش آئیں گے یہ خطرات کچھ تین ہیں۔

جب آفتاب بہت روشنی کے ساتھ نکل آیا غلغلہ گھوڑا اس راستہ سے دفعتاً پھرا اور ایک تنگ راستہ کی طرف روانہ ہوا جو تنگ غار کے درمیان میں تراشا ہوا معلوم ہوتا تھا اور اس قدر تنگی بعض

مقام پر تھی کہ ٹونر کے گھٹنے مار ہوا چٹانوں سے لگتے جاتے تھے یہ تنگ راستہ قریب سو گز کے رہا بعد ازاں جب یہ راستہ ختم ہوا ایک چوٹی کشادہ جگہ دکھائی دی جس کے سرے پر معلق چٹانیں نظر آتی تھیں ان چٹانوں کے سامنے ایک غار کا دروازہ تھا گھوڑا اس دھانے تک پہنچا کھڑکھڑ گیا۔ ٹونر فوراً سمجھ گیا کہ یہ دوسرا مقام ٹھہرنے کا ہے اور اس کے دلیلیں یہ امید پیدا ہوئی کہ شاید یہ راستہ جنت الارضی موسوم بہ گلستان کا ہے۔ وہ گھوڑے سے اتر ا اور رہوار غار کے اندر داخل ہوا ٹونر بھی پیچھے پیچھے چلا مگر چاروں طرف تالہ کی مٹی اور وہ تھوڑی دور بہاڑ کے جوف میں چلکھڑ گیا اور گھوڑا بھی سہاگت ہوا ٹونر کو ایک چشمہ کے پانی کی ٹھٹھڑا ہٹ معلوم ہوئی اور ایسی آواز سنائی دی جسے گھوڑا یا پانی سننے کے وقت کرتا ہے پھر گھوڑا غار سے نکل آیا اور سبزہ پر جو باہر کشادہ میدان میں لگا تھا چرنے لگا ٹونر بھی پیاسا تھا وہ غار کی تالہ کی میں چشمہ کی طرف راستہ ٹپونے لگا چونکہ چشمہ کی گہرائی معلوم نہ تھی یہ اندیشہ تھا کہ کہیں دفعتاً آسمین گونہ پڑے۔ پس ہاتھ پھیلا کر اس نے غار کی دیواروں کو ٹٹولنا

شروع کیا اُسکا دامن ہاتھ تا ہوا رچھان پر
 لگا بعد ازاں کوئی سر و چیز ہاتھ کو محسوس
 ہوئی جو کہ چراغ تھا۔ کوڑے اس طاق میں
 ایک چلتی ہوئی دیا سلائی بھی پائی اُسے
 بتی روشن کی اور دیکھا کہ ایک چھوٹی مین
 کی کبھی بھی طاق میں نہ تھی ہوا دھیمی تیل
 سے بھری ہوئی ہستی پس غار میں روشنی
 قائم رکھنے کا پورا سامان تھا۔
 کوڑے نے جیسے ہی پانی پیا اور ایک جگہ
 غار کے فرش پر گھاس پھیلی ہوئی دیکھ کر آرام
 کر نیکے لیے لیٹ گیا اور سو گیا جاننے پر
 اُسے آفتاب کی بلندی کو دیکھ کر خیال آیا
 کہ وہ دو گنبد سے زیادہ نہ سوا ہو گا
 اُسے بھر جانے کا قصد کیا اور گھوڑے
 پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا گھوڑا اُس چوٹی
 گلی میں جو قدرت سے یا انسان
 کے ہاتھ سے پتھر میں ٹپی ہوئی تھی پھر
 گزر کر اُس راستہ پر چلا جہاں سے وہ گلی
 مڑی تھی۔ یہ منظر خیر ٹونز تھوڑی دیر
 میں داخل ہوا بہت خوبصورت تھا
 میوؤں کی نہایت کثرت تھی انہیں کو
 کہا کہ ٹونز نے اپنی آتش گرسلی کو فرو کیا
 اور کوہستان کوہ قاف کے اندر
 پہنچ گیا۔
 شام کو اُسے پھر ایک مقام پر قیام کیا

جہاں پر گھاس بہت کثرت سے تھی اور
 درختان مردار کی جڑیں بہتے چشمے سے
 سیراب تھیں تھوڑی دیر پر ایک دھیر
 پتھروں کا جو انسان کے ہاتھ کا بنا ہوا
 معلوم ہوتا تھا اور ایسے مقام پر پتھروں
 کا ڈھیر دیکھ کر معمولی مسافر شاید تعجب کرتا کہ
 کسی شخص نے کیوں ایسا کام کرنے کی تکلیف
 اٹھائی ہے مگر ٹونز خوب سمجھتا تھا کہ ہر چیز
 کی کچھ علت غائی ضرور ہے۔ اور یہ دھیر
 پتھروں کا جو بظاہر بقیعہ ہے غالباً کسی
 قسم کا نشان ہے بعد میں گھنٹہ کے آرام
 کے پھر سفر شروع کیا گیا۔
 اب مقامات اور ہوا زیادہ مشتاک
 عظیم الشان اور پرخطر ہونے لگی ان ٹالک
 میں ٹونز برابر چلا گیا یہاں تک کہ شام
 ہونے لگی شام کے جھلکے ہوئے اندھیرے
 میں اُسے پہاڑ کے ایک چھوٹے حجرہ میں
 ایک صلیب ٹٹکتی ہوئی دیکھی یہ کیسا نظری
 جو بالکل پہاڑوں کے اندر واقع تھا چار فٹ
 سے زیادہ بلند ہو گا اسکی تعمیر تاہم ہوا
 مضبوط پتھروں سے ہوئی تھی اور دروازہ
 کے سامنے ایک بڑا پتھر ہوا جو ظاہر لٹھ
 ٹیک کر کھڑے ہونے کی جگہ معلوم ہوتی
 تھی تاکہ اگر کوئی مسافر عبادت کرنا
 چاہے تو وہاں کر سکے۔

اب گھوڑے نے ہنہنانا شروع کیا گویا خوشی کا نعرہ بلند کیا اور کلیل میں آکر کودنے لگا۔ ٹوٹنے کو یقین ہو گیا کہ دوسرا ٹھہرنے کا مقام ہو رہا ہے۔ یہ بھی خیال گذرا کہ شاید سفر ختم ہو گیا کیونکہ پیشتر کسی قیام گاہ کے ہو جانے پر گھوڑے نے ایسا اطمینان ظاہر نہیں کیا تھا۔ چند منٹ میں ہمارا مسافر ایک غار کے دروازہ پر پہنچا وہاں گھوڑا از خود ٹھہر گیا ٹوٹا تر اور گھوڑا ویسی ہی واقفکاری سے اس جوف میں داخل ہوا جیسا کہ پہلے غار کی بابت اسے ظاہر کی تھی ٹوٹنے بھی چراغ روشن کر کے غار کے اندر گھس گیا اور گھوڑے کو ایک چشمہ سے جو اس کے سر پر ہارے سے جاری تھا پانی پیتے دیکھا مگر یہ معلوم نہوتا تھا کہ چشمہ کا پانی کدھر غائب ہو جاتا ہے۔ ٹوٹنے نے بھی چشمہ کا پانی پیکر اپنے خواہش درست کیے اور غار کو اندر سے دیکھنا شروع کیا۔ یہ غار پہلے کی یہ نسبت بڑا تھا اسکے اندر طاق پر ایک لوہے کا چراغ مثل اس چراغ کے جو اس نے پہلے غار سے اٹھا لیا تھا۔ رکنا تھا اور دیا سلائی اور تیل بھی وہاں موجود تھا غار کے اندر کسی قدر کافی ہوئی خشک گھاس بھی موجود تھی۔ گھوڑے نے اسے کھانا شروع کیا اور

ٹوٹنے بھی کچھ کھانا جو وہاں رکھنا تھا کھایا اور اس رات کو پھر چلنے کا ارادہ نہ کیا اس واسطے اس نے گھوڑے کی کاٹھی اور لگام اتار لی اور آرام کرنے کیلئے غار میں لیٹ رہا۔ اسے فوراً غدار گئی۔ دوسرے روز صبح کو ترے کے اٹھا۔ سیدہ صبح آفاق مشرق میں نمودار ہوا اس نے گھوڑے پر زین کسا اور لگام دی اور کچھ دیر تک سکوت کیا کرتا اور اس پر ہاتھ پھرتا رہا۔ گھوڑا پھر چلنے پر تیار معلوم ہوا مگر فوراً اسی راستہ پر واپس آئے لگا۔ ٹوٹنے نے قریب ایک میل کے اُسے چلنے دیا اس خیال سے کہ شاید اور کسی راستہ کو ملے مگر نہیں ملا گھوڑا اسی راستہ پر چلا گیا جس سے وہ پچھلی شام کو وہاں پہنچا تھا۔ ٹوٹنے نے اپنے دل میں کہا اس ظاہر گھوڑا اس غار سے آگے نہیں گیا ہو اور پھر گھوڑے کو پھیر کر اُسی غار پر آیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے زین اور لگام پھر اتار لیا اور گھوڑے کو سبزہ زار پر جو غار سے قریب کثرت سے لگا تھا چرنے کو چھوڑ دیا یہ ظاہر تھا کہ اب گھوڑا جنت ارضی کے راستہ کا کچھ پتا نہ بنا سکتا تھا

سے جاری تھا اور میوہ دار درخت کثرت سے تھے بیان قیام کرنے کا اُسے ارادہ کیا۔

باب سی و ہفتم

غار

جس روز لڑنے غار کو چھوڑا اُس کے دوسرے دن شام کو شہزادہ دانیال شہزادی لیلیٰ اور کلاڈسا وہاں پہنچے۔

دانیال: ”بیان تو اس طاق میں ایک چراغ رکھا ہے۔“

کلاڈسا: ”مگر تیل نہیں ہے اچھا ہوا کہ منصور نے دونوں غار کا حال تفصیل لکھا ہے جس سے ہتھے روشنی کا سامان لاتا ضروری سمجھا۔“

لیلیٰ: ”ہاں بہت اچھا ہوا کہ ہم نے یہ احتیاط کی کیونکہ گوتا جرمغفور نے اپنے نوشتہ میں لکھا ہے کہ دونوں غار میں چراغ اور تیل ملے گا۔ مگر پہلے غار میں کچھ نہ ملا اور اس غار میں فقط چراغ نظر آیا۔“

دانیال: ”اب ہم اُس مقام تک پہنچ گئے ہیں جہاں تک ہمارے گھوڑے پہلو لاسکتے تھے کل آدھ گھنٹہ پیدل چل کر ہم اُس جنت ارضی کو پہنچ جائیں گے جس کا راز اب بالکل ہمارا ہے۔“

لڑنے سوچا کہ اب مجھ کو خود فکر کرنا چاہیے کیا عجب ہے کہ اس غار میں دروازہ گھمائی گلستان کا ہو چراغ روشن کر کے پھر اُسے غار کو دیکھنا شروع کیا مگر اُسکو کوئی پوشیدہ دروازہ دکھائی نہ پڑا اور کوئی راستہ باہر جانے کا نہ ملا۔ پھر اُسی رُپے دبانے کے بعد پھر سے وہ آیا تھا غرض کہ تھوڑی دیر تک تلاش کر کے لڑنے چراغ کل کر دیا اور غار سے نکلا اُسے ادھر ادھر پھرنا شروع کیا اور تمام مقامات کو غور سے دیکھنے لگا اس امید پر کہ شاید اُس جنت ہمیشہ ہمارے موقع کی نسبت جسکے چاروں طرف پہاڑ ہیں کچھ قیاس قائم کر سکے۔

غرض کہ بعد کئی گھنٹہ بے فائدہ گردش کے لڑنے غار کی طرف ناامید ہو کر لوٹا مگر ہنوز اُسکی امید بالکل ساقط نہ ہوئی تھی وہ مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا کہ ایک مہینہ یا دو مہینہ کیا معنی اگر ایک سال بھی صرف ہو تو برابر تلاش کئے جائیگا۔

اُسے اپنے گھوڑے پر سار کسا اور سوار ہو کر آہستہ چلتا شروع کیا۔ اس راستہ پر نہیں چلا جا رہے آیا تھا بلکہ وہ قاف گئے جنگلون میں آگے بڑھا جب وہ تین میل غار سے آگے چلا گیا وہ ایک سیرہ زار پر پھر اجمان ایک چمنہ قریب سے آبشار

ہوے بلکہ کھنا چاہئے کہ اسکے دہانہ پر صبح
کا کھانا کھانے کو بیٹھے بعد فراغت طعام
شاہزادہ دانیال نے سجدگی اور جوش
سے کہا اب وقت آگیا ہو کہ ہم اس گلزار
پر فضا کی راہ لیں۔

چنانچہ وہ چلے اور گھوڑوں کو گھاس پر
چرتے کیلئے وہیں چھوڑ دیا دانیال رہنما
ہوا لیلیٰ اس کے پیچھے تھی اور اس کے بعد کلاؤسا
وہ شمال اور مغرب کی طرف بڑھ رہے
دن اٹھتا تک کسی نے کوئی بات نہیں
کی بعد اس کے دانیال نے کہا "معلوم
ہوتا ہے کہ اس راستہ سے حال میں کوئی
مسافر گزرا ہے؟"

لیلیٰ "شاید کوئی مسافر ادھر سے نکلا
ہو۔" ظاہر ہے کہ اسکی یہ عرض نہ ہوگی
جو ہمارے ہے۔

کلاؤسا کچھ نہ بولی مگر ٹونر کی تصویر فوراً
اس کے دل میں پھر گئی اور وہ نہایت سوچ
میں پڑ گئی۔ شاید اس نے محکوم دھوکا دیا ہو
جب یہ کہا تھا کہ میں نوشتہ مضامین سے
لاعلم ہوں کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ اس نے
ان کاغذات کو دفن کرنے سے پیشتر
پڑھ لیا۔ شاید وہ اس وقت گلستان
میں سیر کر رہا ہو۔ اگر ایسا ہوا اور
وہ ہلکوا اس بارے میں فضا میں ملا تو

یہ کیکر نوجوان شاہزادہ نے ایک تھیلہ کھولا
اور اس میں سے مختلف اقسام کے کھانے
کی چیزیں نکالیں اور غار کے فرش پر چین
اُسے اور اُس کے ہمراہیوں نے کھانا کھانا
شروع کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی
نوجوان شاہزادہ کچھ گھاس جمع کرنے
کے لیے گیا تاکہ لیلیٰ اور کلاؤسا کو غار
کے سخت فرش پر نرم بستر میسر آسے
غرض کہ ان کے بھونکنے کے اُسے گھاس
پھوس جمع کیا اور اُس پر زین پوش بچا دیا
اور ان کے آرام کا سامان مہیا کر کے اپنا
مبادہ اور ٹھکڑے قافلہ پر غار کے
دہانہ کے قریب لیٹ رہا۔

غرض کہ تینوں رات کو آرام تام سوئے اور
صبح کو اُس کے دانیال گھوڑوں کو اس
سبزہ زار پر جوادھر تھا چرنے کے لیے
لیگیا۔ بعد ازاں منہ ہاتھ دھونے کے
واسطے ایک قریب کے چشمہ پر گیا اور
شاہزادی اور کلاؤسا کو حوا کی ضرورت سے
خاموش ہوئے واسطے غار میں چھوڑ گیا
اور جب پھر غار کو واپس آیا اُس نے دیکھا
کہ شاہزادی لیلیٰ اور کلاؤسا دہانہ فارے
تھوڑے فاصلہ پر کھڑی ہوئی شمال و
مغرب کی طرف دیکھ رہی ہیں۔

تینوں مسافر پھر غار میں داخل

پھر براہِ ہوئیں اور یہ لوگ ٹوٹ کر نظر سے چھپ گئے۔

اب ٹوٹ کر اپنی پوشیدگی کی جگہ سے نکلا اور اس جگہ پر جہانِ دانیال وغیرہ اسکی نظر سے غائب ہو گئے تھے اسے چھڑکوں کو ہٹانا اور جھانکنا شروع کیا اسکو یہ دیکھ کر نہایت تعجب ہوا کہ وہاں سے ایک تڑپا ڈھالو راستہ بطور اوتار چڑھاؤ کے اس طرح نکلا ہے کہ سر کے پھل گرنے کا بالکل اندیشہ نہیں ہے اس راستہ کے جانب جدھر نہ تھا بہت گنجان درخت اور جھاڑیاں تھیں بس دورانِ سر اسے شخص کو بھی اس راستہ سے اترنے میں زیادہ اندیشہ نہ تھا۔ اس مقام سے تھمنا سچا پس گزرنے کے بعد راستہ کسی قدر پھرنے ساتھ تھا یعنی جیسی کہ صورت اس جہان کی تھی جو تھمر کی دیوار معلوم ہوتی تھی پس راستہ کے ٹھکانوں کی وجہ سے دانیال اور یسلی اور کلا ڈسا ٹوٹ کر نظر سے غائب ہو گئے ٹوٹ کر اپنے دلیں) اگر میں ہزار برس بھی تلاش کرتا تو شاید یہ عجیب طرح سے چھپا ہوا راستہ مجھ کو نہ ملتا جیسا اس جہان پر جسے ہم نے نالہ ہے اور ایک قدم بڑھانے سے انسان تختِ الزم کو سیدھا چلا جاے ہو چکر کون خیال کر سکتا ہے کہ کوئی

میں بلا رحم و بغیر فسوس کے اس کے ضرور خنجر مار دے گی۔

چند منٹ میں وہ اس درہ کی سرے پر پہنچی جہاں پر ایک بلند ڈھالو زمین جسے درخت اور جنگلی جھاڑیاں لگی تھیں نظر آئی۔

اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ اس مقام پر ایک تیز نظر شخص ٹھوڑے فاصلہ پر چھپا ہوا انکی کارروائیوں کو دیکھ رہا ہے مگر فی الواقع ایسا ہی تھا اور وہ دیکھنے والا ٹوٹ تھا۔ ایک جہان کا ابھرا ہوا گونا گوسکو انکی نظر سے چھپا رہے ہوئے تھا۔ ٹوٹ درہ طرکے ہوئے دل اور اسیرِ دماغ کے ساتھ امید و بیم سے بھرا ہوا اس امید پر تھیں دیکھ رہا تھا کہ شاید انکے ذریعہ سے راستہ کا کچھ پتہ لگ جاے جسکو وہ بیفائدہ تلاش کر رہا تھا۔

شاہزادہ دانیال نے ان جھاڑیوں میں گھسنا شروع کیا جہاں جھاڑی بہت گنجان تھے اور ٹوٹ نے یہ خیال کیا کہ وہ دیوانہ دار ایک بلند جہان کے کنارہ پر چل رہا ہے اور نالہ میں گر پڑے گا مگر لیلیٰ اور کلا ڈسا بھی اس کے پیچھے چلے جھاڑیاں جو ان لوگوں کے چلنے سے ادھر ادھر ہٹ گئیں تھیں

دیکھ لیگا۔ اس طرف نالہ کے جہان اب
ہمارے مسافر چلے جا رہے ہیں رفتہ رفتہ
چڑھائی شروع ہوئی اور دس منٹ میں
ایک غار کا دہانہ ملا اس غار میں دانیال
وہابی و کلاڈ سا داخل ہوئے اور ٹوئز
ایک ابھری ہوئی چٹان کے کونے
میں چھپ رہا اور دیکھنے لگا کہ اب
یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

باب سی و ہشتم

غاروں کی گہرائی

ٹوئز کو ذرا بھی شک نہ ہوا کہ اس غار
میں دروازہ وادی گلستان کا ہے کیونکہ
وہ نالہ جسکے پہلو میں یہ غار نمودار تھا
ایک بڑے بڑے ہوئے پہاڑ کے نیچے
روان تھا جسکے بیرونی حصہ پر نظر ڈالنے
سے معلوم ہوتا تھا کہ اس پر انسان
کا گذر محال ہے۔

دس منٹ سے زیادہ تک ٹوئز چٹان
کے نیچے بے حس و حرکت رہا مگر کونٹے
ہوئے آدمیوں کے بیرون کی آہٹ سننے کے
لیے اُسکے کان کھڑے تھے تاکہ اگر ایسی
صورت ہو تو وہ چھپ کر گھانے رختوں
کے سایہ میں چلا جائے اور ان لوگوں
کی نظر سے جو اُنس کو جاسوس

محفوظ اور اچھا راستہ ایسی حرفت سی چھپایا
گیا ہو گا لا دین بھی اُن کے پیچھے
چلون۔
چنانچہ اُسے یہی جاڑی کو ہٹا کر اُس
راستے سے اُتر شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے
بعد راستے کے پھر کی وجہ سے ٹوئز کو
کلاڈ سا کے لباس کی ایک جھلک نظر
آئی ٹوئز تھوڑی دیر سے لیے ٹھہر گیا
بعد ازاں پھر چلنے لگا۔

دانیال وہابی اور کلاڈ سا بول سے
اُتر گئے تھے پھر ٹوئز کی نظر سے غائب
ہو گئے مگر جو ان نے چھپا کر نے میں کچھ
تامل نہیں کیا اُسے بھی پل سے عبور
کیا اور ایک چکر دار راستہ جو درختوں کے
اندھ لگا ہوا تھا چلنا شروع کیا۔

ٹوئز (دلیہن) فی الواقع گہائی گلستان
میں پہنچنے کا راستہ خوب محفوظ رہا
گیا ہے میں ہزاروں برس تک تلاش
کرتا تو بھی یہ نہ ملتا۔

غرض کہ وہ اُسکے بڑھا پھر کلاڈ سا کی
پوشاک کی جھلک اُسے دکھائی دی مگر
راستہ اس طرح چکر کھاتا ہوا درختوں کے
اندھ اوپر گیا تھا کہ وہ اُنکے قریب
پہنچے چلا جاتا تھا اور کچھ اندیشہ
اس بات کا نہ تھا کہ مجھے کوئی دیکھ

مدت کے گلستان میں پہنچ گئے
ہوں گے۔“

بالآخر ٹوٹن غار کے اندر گھسکا اور پہاڑ
کے نیچے اندر ہی اندر تقریباً دو سو گز کی راہ
طے کر چکا اسکو داسنے ہاتھ سے ایک طرف
ایک سنگی دیوار اور بائیں ہاتھ سے
دوسری طرف دوسری دیوار محسوس
ہوئی جون جون وہ اُس کے اندر بڑھتا
جاتا تھا غارتنگ ہوتا جاتا تھا ٹوٹن
نے خیال کیا کہ اب اس کا سرا
قرب ہے۔“

وہ برابر آگے بڑھتا چلا گیا مگر نہایت
احتیاط سے کیونکہ اُسکو اندیشہ تھا کہ
دفعتاً کسی دیوار یا دروازہ سے جو غار
کے سرے پر ہو گزرتا تھا جائے۔
اس غار میں ایسی سخت تاریکی تھی
کہ ایسا ہاتھ نہیں سوجھتا تھا ٹوٹن نے اپنے

دل میں خیال کیا کہ صرف اس غار کی
انتہا پر پہنچ کر دروازہ کھول دینا ہی
ٹوٹن دفعتاً چلتے چلتے ٹھہر گیا کیونکہ اُسکا
پیر کسی چیز میں لگا جس کو جھک کر اُس نے
ہاتھ سے تھولا اور وہ ایک زینہ
معلوم ہوا۔ اس زینہ پر کھڑا ہو کر ٹوٹن
نہایت آہستہ آہستہ بڑھا اور احتیاط سے
راستہ ٹوٹنے لگا کہ دفعتاً اُس کا دامن

دشمن تصور کر بیٹھے چھب جائے۔
مگر بالکل خاموشی رہی۔ اور کوئی آواز

نہ تھی ہوئی آدمیوں کے پیروں کی نہ سنائی دی
نہ بات چیت کی صدا آئی۔ ٹوٹن نے جہاں کے
نیچے سے جہاں کا اور اُسے غار کا سیاہ دہانہ
دیکھا مگر اُسے اندر کی کوئی چیز دکھائی نہ دی
وہ اپنے دل میں کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ
یہ لوگ اُس جنت ارضی میں پہنچ گئے غالباً
اسوقت وہ جنت مذکورہ کا راز اپنے قبضہ
میں رکھنے پر بہت خوش ہونگے۔

ٹوٹن جرات کو کام میں لایا اور آہستہ
آہستہ غار کی طرف بڑھا اور پہاڑ کی دیوار سنگی
کے برابر غار کے دہانے تک چلا گیا۔ چند
مٹل میں وہ دہانے پر پہنچا اور پھر اُنکا
کچھ آواز نہ آئی اُسے آنکھیں بھار بھار کر
غار کے عمق میں دیکھنا شروع کیا
مگر بے فائدہ۔

ٹوٹن نے اپنے دل میں خیال کیا "اگر
میں اُس کے اندر گھسوں تو بوجہ غایت
تاریکی کے نہ وہ لوگ مجھ کو دیکھ سکیں گے
نہ میں اُنکو۔ اگر مجھ کو ذرا بھی آہٹ پیروں کے
چاپ کی یا آواز کی معلوم ہوئی تو میں غار
کی دیوار میں لگ کر کھڑا ہو سکتا ہوں مگر
ان تمام ترددات کی کیا ضرورت ہے وہ غار
میں اب نہ ہوں گے نہیں نہیں وہ

ہاتھ کسی سرد بلبلی چیز پر لگا اور وہ خوف سے چیخ اٹھا۔

وہ لوٹا اور حتی الامکان جلدی پیچھے کو بھاگا اُسکا خون خشک ہو گیا اور سارے جسم پر پسینہ آگیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اُسکا ہاتھ ایک بڑے لیٹے ہوئے سانپ پر لگا تھا۔ جب ٹوئز فار کے باہر روز روشن اور تازہ ہوا میں پہنچا اُسکو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کیونکر باہر آیا اور غار کے دہانہ پر پہنچکر وہ خوف کی وجہ سے بدحواس ہو کر گر پڑا۔

بہت دیر تک ٹوئز بدحواسی طاری رہی بعد ازاں وہ زمین سے اٹھا اور اُس جنگل کو چلا جو نالہ کے ایک جانب لگا تھا اور اُس بل پر پہنچا جو ہارڈی ندی پر درخت کے تنے سے بنایا گیا تھا اور وہاں پھر ٹھہر گیا۔

یہاں ٹوئز نے اپنی بُردلی بختِ ملامت کی مگر اُسکو حراتِ منوئی کہ پھر اس غار کی طرف لوٹے۔ اُسکو عجیب تھا کہ دانیال و بلی اور کلاڈسا اوس سانپ سے کیونکر بچ گئے۔

ٹوئز جہازِ یون سے گذر کر پھر اس مقام پر ٹھہرا جہاں اُس نے دانیال وغیرہ کو

پہلے دیکھا تھا اور اُس کے دل میں آیا تھا کہ انکے پیچھے جانے سے گلستان کے راستہ کا پتہ لگ جائیگا۔

اب ٹوئز سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہئے کیا وادیِ گلستان میں جانے کا خیال بالکل دور کرنا چاہئے نہیں یہ نہیں ہو سکتا اُسکا پاس دشمنی کرنے کا سامان موجود تھا اور سلاح بھی تھے۔ اس تمام سامان کی مدد سے ممکن ہے کہ میں کسی وقت مناسب پر غار میں داخل ہوں اور سانپ کو مار ڈالوں مگر یہ وقت مناسب کب آئیگا۔

ٹوئز اپنے دل میں سوچ بچار کرنے لگا اُن علامتوں کی وجہ سے جو اُس نے بنا دی تھیں یعنی درختوں کے نشان اور پتھروں کے ڈھیر اور راستہ پر پھیلی ہوئی گھاس سے وہ پھر پہلے غار کا راستہ پا گیا جو بہت دور نہ تھا وہاں اُس نے دیکھا کہ دانیال وغیرہ کے قینوں گھوڑے لمبی رسیوں سے بندھے ہوئے گھاس پر چر رہے ہیں

ٹوئز نے اپنے دل میں کہا ”یہ لوگ نہیں ٹھہرے جیسا کہ میں نے سوچا تھا اُس نے اُنکی چیزوں کو نہیں چھوڑا اور وہاں سے جلد چلا گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اُنکے انتظام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وادیِ گلستان میں صرف تھوڑے

اور ہتھیار ہاتھ میں لے لے اُسکو دو سوار
دور سے آتے ہوئے نظر آئے تو نہایت
حیرت سے چیخ اٹھا جب اُسے دیکھا کہ وہ
دونوں سوار قمری قرآن اور جمشید تھے
انھوں نے بھی ٹوٹ کر پہچان لیا اور اُس
مقام پر آئے جہاں انکے آنے سے ٹوٹ کر
چوکنہ ہو گیا تھا۔

قمری قرآن "آین تم اور بیان کوہ قاف
کے جنگلوں میں"

جمشید "ہلکویہ معلوم ہوا تھا کہ تم اُن سب
الزامات سے بری ہو گئے جو پتھر لگائے
گئے تھے مگر کھوڑا بھی اُمید نہ تھی کہ تم سے
یہاں ملاقات ہوگی"

ٹوٹ کر "بھیر میں کہاں جاؤں اور اپنے
تین کیونکر چھپاؤں"

قمری قرآن "مگر تم طغلس ہی میں کیوں
نہیں رہتے میں بھیس بدل کر سواد شہر
میں تمہارے بھانسنے کے دوسرے روز
شام کے وقت گیا تھا اور وہاں کھانا تھا
کہ ردسی بیچ نے تمکو بالکل چھوڑ دیا۔

ٹوٹ کر "تو وہاں تم نے سنا کہ میں حراست
اور عدالت کی کٹاکٹس سے کس طرح چھوٹا مگر
تمکو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ مجھکو طغلس
کے روسی حکام نے خفیہ طور پر یہ اطلاع
دی کہ جس قدر جلد میں شہر کو چھوڑ دوں گا

عرصہ تک رہیں گے کل یا برسوں دہ ضرور
لوٹ جائیے یا شاید آج ہی چلے جائیں
جب وہ چلے جائیں گے تب میں بلا آنے
خوف کے جیسا جی چاہیگا کرونگا پھر جب میں
نے اُس سانپ کو مار دیا تو بے سمجھنا چاہیے
کہ وادی گلستان میں پہونچنے کا ذریعہ میرے
ہاتھ آجائے گا۔

ٹوٹ نے یہ راسے قرار دیکر اُس مقام کی
راہ لی جسکو اُس نے اپنا چند روز قیام گاہ قرار
دیا تھا وہاں پہونچ کر اُسے دیکھا کہ وہ زیرک
گھوڑا جو اسلطان جنگلوں میں لایا تھا اُٹھاس
پر چر رہا ہوا اُسکو چکار کر ٹوٹ ایک چوٹے
کوہستانی جوت میں جو وہاں سے قریب تھا
داخل ہوا ہتھوڑی دیر تک وہ سوچ میں
پڑا وہ ہایمانک کہ بہوک نے غلبہ کیا اور کہاں
کی یاد دلائی اُسے کچھ خشک کھڑیاں روشن
کیوں اور ایک ہرن کے گوشت کے ٹکے
لگائے جسکو اُس نے اگلے روز مارا تھا اور
پھاڑی درختوں کے میوہ کھائے اور چشمہ
سے پانی پیا۔

پھر کچھ شام کا وقت تھا جب ٹوٹ
کھانے سے فارغ ہوا اور وہ چشمہ کے
کنارہ بیٹھا ہوا اپنے خیالات میں
مستغرق تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی
آواز نے اُسکو چونکا یا وہ اٹھ کھڑا ہوا

باب سی و نہم

گفتگو میں خلل پڑا

ٹوٹنے پہنچ گیا کہ قیری قرامان مجھ سے تنہائی

میں بات چیت کرنا چاہتا ہے اور جمشید

قصہ اگھانا پکانے کے واسطے بھیجا گیا

ہوتا کہ ہماری گفتگو نہ سنے۔

نہیں جب قیری قرامان نے اس سے کہا

ان ٹوٹنے دوسری جج کے سامنے جب تمہارا

مقدمہ ہوا تو کیا کیا اظہار ہوئے اُنکا مفصل

حال بیان کرو۔

ٹوٹنے کل کارروائی نہایت عجیب غریب

تھی شاید تم نے مسماۃ کلاڈسا کا نام سنا

ہو گا وہ شاہزادی یلی کے ساتھ قسطنطنیہ

سے آئی۔

قیری قرامان "ہاں میں نے یہ سنا تھا

لفلس میں اسکا چرچا تھا اچھا پھر

کیسا ہوا"

ٹوٹنے "یہ سالوئی عورت میرے ہر مقدمہ

ہونے کے دوسرے دن میرے پاس قلعہ

میں لگتی اور مجھ سے کہا کہ میں بہت سے راز

جاتی ہوں اُسے تمہارا اور جمشید کا نام بیا

کہ تم لوگ منصور کے مکان سے شہزادی کو

زیر دستی اٹھا لیگے اور یہ بھی بیان کیا کہ

جمشید کے ہاتھ سے تاج کو ضرب ملک پہنچی

اور تاج ہی میرے بچاؤ اور سلامتی کے لیے

پھیرا تھا۔

قیری قرامان "اے یہ حکم ہوا تو میں

سمجھتا ہوں کہ تم نے جو چاہا لایا کر کے دوسری

منہب اختیار کیا اسپر دوسری حکام کو اطمینان

پہنچا ہوا۔

ٹوٹنے "معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہو کر یہ تو بتاؤ

کہ تم کو وہ قات کے اس حصہ میں

کیسے آئے۔"

قیری قرامان "اسکی بابت ہم فرصت کے

وقت گفتگو کریں گے۔ جمشید ذرا اگھوڑ و گا

ساز تو اڈار لو اور انکو چرنے دو اور تم

کھانے کے لیے کچھ شکار کر لاؤ۔

ٹوٹنے "کھانے کے بارہ میں کچھ تردد نہ کرو

کیونکہ اُس غار میں میرے شکار کیے

ہوئے ہرن کا کچھ گوشت موجود ہے

اور اُسے کھانے کے لیے آگ بہم

پہنچانے کو لکڑی رکھی ہے میں جاتا

ہوں اور تمہارے لیے پکانا شروع

کر رہا ہوں۔"

قیری قرامان "نہیں نہیں جمشید یہ

کام کرے گا۔"

اگرچہ ٹوٹنے جمشید کو پہنچا دیا جمشید

اُس غار کی طرف بڑھا اور ٹوٹنے اور قیری

قرامان تنہا رہ گئے۔

قیری قرمان "اے اُس نے یہ سب کہا
بھڑک کر ہوا"

ٹوٹ کر اُس نے جھڑپ سے بوجھا کہ قیری قرمان
نے کیونکر مصطفیٰ یعقوب سے سازش کی
قیری قرمان "پہر کیا تھے سچ سچ حال
اُس سے کہہ دیا"

ٹوٹ کر "میں نے سوچا کہ کلاڈسا کی کھدینے
میں کچھ ہرچ نہیں ہے کیونکہ وہ نہایت
دقت کے ساتھ یہ بھی کہتی تھی کہ میں یہ
دریافت کر سکتی ہوں کہ تم میری باتوں کا
ٹھیک جواب دیتے ہو یا نہیں"

قیری قرمان "ہاں تو تم نے سچ سچ کہا
کیونکہ تم کو اپنی جان بچانا تھی اور اُس نے
تم کو بچانے کا ضرور وعدہ کیا ہوگا۔
ٹوٹ کر "ہاں میں نے کلاڈسا سے
سب کہہ دیا۔"

قیری قرمان "پھر اُس نے یہ شکریہ
کیا کہا"

ٹوٹ کر "اُس کو بہت تعجب ہوا اور یہ معلوم
ہوا کہ اُس نے ادل ہی مرتبہ حال بنا ہے
پھر اُس نے میری نسبت بات چیت کرنا
شرع کی اور کہا کہ ہنوز امید باقی ہے۔
اُس نے مجھ سے عمدہ واق اور بیان صداقت کا
پے کہ پھر شہزادی لیلیٰ کو کسی طرح کا
نقصان نہ پہونچاؤں گا۔"

قزاق "ابھا پھر کیا ہوا"
ٹوٹ کر "ہاں پھر اُس نے ہمارا ذکر کیا اور
مجھ سے قسم لی کہ پھر تم سے کسی طرح کا تعلق
نہ رکھوں گا۔"

قزاق "ٹوٹ کر کیا یہ سچ ہے یا اس واسطے
تم ثابت بناتے ہو کہ میں یہاں سے
چلا جاؤں"

ٹوٹ کر بہت راست بازی اور صدق
دل سے کہا "میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ سچ
ہے بلکہ وہ کل اقرار اصلاح جو اُس نے
مجھ سے کیا عجیب طرح کا ہے اُس کے الفاظ
تک عجوبہ یاد ہیں۔"

قزاق "ہاں کہو تو وہ الفاظ کیا تھے۔"
ٹوٹ کر "کلاڈسا نے یہ الفاظ کہے تھے تم
پھر کبھی کسی طرح قیری قرمان سے اتفاق
نہ کرو گے مزید برآں تم قسم کھاؤ کہ تم بوجہ
واقفیت اُس کے حالات کے اُس کو نقصان
نہ پہونچاؤ گے اور انجام کی طمع میں جو
اُس کے سر کے واسطے مقرر ہوا ہے اُس کو
حکام کے نتیجہ میں نہ پھنساؤ گے۔"

اس عجیب و غریب غور نے یہ الفاظ
بطور حلف کے مجھے کہلائے اور میں قسم
کھاتا ہوں کہ میں نے سچ سچ کہہ دیا ہے۔"
قیری قرمان "کیا اس کلاڈسا کو تجھے کبھی
پے دیکھا تھا اور مشکو معلوم ہے کہ

وہ کون ہے ؟

ٹوٹنے نہیں ؟

قری قریا مان : اجا تمہارے اور اُس کے درمیان اور کیا بات چیت ہوئی ؟

ٹوٹنے : ہاں میں یہ کہنا بھول گیا کہ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ جب میں حج کے

روبرو جاؤں تو میرے بچاؤ کے لیے یہ ضرور ہے کہ شہزادی یحییٰ کے اٹھا لیجائے

کے معاملہ میں تمہارا نام نہ لوں اور جمشید کو منصور کا قاتل شد و مد کے ساتھ

بیان کروں اور اُس کے ساتھی کا نام فرضی بتا دوں ؟

قری قریا : ہاں فلسفہ میں افواہ ہے کہ جمشید اور گریگور اس کے پیہ لگانے کے

واسطے انعام کا اشتہار دیا گیا ہے ؟

اتنا قری قریا مان نے کہا تھا کہ کچھ دیکھو وہ فوراً چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور اُس کے

منہ سے بے اختیار حج کی آواز نکل پڑی وجہ یہ تھی کہ تخمیناً ایک درجن مسلح آدمی

اُن کے گرد و نواح میں چھپے ہوئے آ رہے تھے جس کے چوڑے کشادہ دامن میں جہاں جیتے

روال تھا وہ دونوں بائیں کر رہے تھے۔ ٹوٹنے بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جمشید بھی غار سے

جو تھوڑے فاصلہ پر تھا نکل آیا ان آدمیوں میں سے جو دفعتاً نمودار ہوئے

تھے ایک مسلح شخص جمشید کی طرف جھپٹا مگر جمشید نے اپنی پیٹی سے پستول نکال کر

اس پر ایک فیر کیا اور وہ مر گیا۔ قری قریا : داندلب تو حالت نازک

معلوم ہوتی ہے ؟ اسے جو کچھ کیا وہ چند لمحہ کا کام تھا

کا بھی و لگام جو تھوڑی دیر ہوئی اُس کے اور جمشید کے گھوڑے سے اتاری گئی

تھی وہیں قریب زمین پر رکھی تھی۔ قری قریا نے دونوں گھوڑوں کو آزاد دی اور

اُس کی آواز سن کر چشم زدن میں پاس آ پہنچے ؟

ٹوٹنے نے ایک گھوڑے کا اور قری قریا نے دوسرے گھوڑے کا سار فوراً کس لیا

اس نشان میں مسلح کر وہ نے کئی فیر انکی طرف کیے مگر قری قریا اور ٹوٹنے اور نیز گھوڑے

جن پر ابھی سوار رکھا گیا تھا ایک ڈنڈے درخت کی ذبح سے گولیوں سے

محفوظ رہے۔ یہ اجنبی لوگ دو سو گز کے فاصلہ پر پہلے

پہل نمودار ہوئے تھے اور اب وہ اُس مقام کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں قری قریا مان

اور ٹوٹنے گھوڑوں پر سوار کسا تھا جمشید بھی اپنے حملہ آور کو مارا کہ

اوتھین دونوں کی طرف جھپٹا اور

ہو جاے انہیں سے ایک نے جو اسے چھو
کپڑے پہنے تھا اور اس چھوٹے گروہ کا
سر دار معلوم ہوتا تھا کہ "تم نے اچھا
راگ نکالا ہے حالانکہ ہم نے نکو الین بد معاش
کے ساتھ بہت کھل مل کر مصاحبت کرتے
دیکھا ہے۔"

لوئر "میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھ کو ایک گھنہ بھی
اُس سے مصاحبت کرنے نہ گذرا تھا میں ان
جنگلین میں بالکل اکیلا تھا۔"
سر دار گروہ "اور تم ان جنگلون میں کیوں
اکیلے تھے۔"

لوئر "میں شہر اور قصبہ میں رہتے رہتے
تھک گیا ہوں مگر یہ امر کہ قزاق سے مجھ کو
کچھ تعلق نہیں ہے میں آپ سے سچ کہتا ہوں
کہ مجھ کو اب تک یہ نہ معلوم تھا کہ وہ شخص
قزاق ہے اب آپ کے کہنے سے معلوم
ہوا ہے کہ وہ قیری قرامان تھا۔"

سر دار گروہ "تمہارے اس قصہ کی
تکذیب تمہارے حال کے افعال سے
ہوتی ہے کیا تم نے ہمارے آنے پر ایک
گھوڑے کو زین و نظام سے درست کرنا
نہیں شروع کیا۔ اگر تمہارے اختیار میں
ہوتا تو کیا تم بھاگ نہ جاتے کیا تم گھوڑے پر
چڑھنے والے نہ تھے۔ جب اُس قزاق نے
جو غار سے نکلا تھا اور جہن ہمارے ایک

اس کے بھی حسن اتفاق سے کوئی گولی
نہیں لگی۔"

قیری قرامان (گھوڑے پر اچھل کر) جھینڈ
جلدی جلدی کرے۔

لوئر خیال کر کے کہ قیری قرامان مجھ سے
کہہ رہا ہے گھوڑے پر چڑھنے ہی کو تھا کہ
جھینڈ بھی ہو سچ گیا اور اُس نے لوئر
کو داپے ہاتھ سے دھکا دیا اور بائیں
ہاتھ سے کاٹھی پکڑ کر سوار ہو گیا اور دونوں
قزاق چلتے پھرتے نظر آئے اور یہ معلوم
ہوتا تھا کہ اوڑھتے چلے جاتے ہیں۔

لوئر ہکا بکا دہنیں گرا گیا اور چار
پانچ آدمیوں نے اُس کو گرفتار
کر لیا۔"

باب چہلم

سلاج گروہ

یہ لوگ قیری قرامان کے بیچ جانے پر
دانت پیس رہے تھے اور انکی گفتگو
سے لوئر کو معلوم ہوا کہ انکی اصل غرض
دفعاً اُس جگہ پر حملہ کرنے سے بھی سختی
کہ قزاق کو گرفتار کرنا۔

لوئر نے اب حواس درست کر کے کہا
"مجھ کو قیری قرامان سے کچھ تعلق نہیں ہے
اور یہ سوچا کہ شاید یہ کہنے سے رہائی

آدمی کو مار ڈالا تم کو دھکا دے کر
بٹا دیا۔

ٹوٹنے لگے اور ہمارے سپاہی اس طرح پر
خوددار ہوئے کہ میں نے ٹکڑے ٹکڑے اور بہتر
خیال کیا اسی وجہ سے میں بھاگ کر اپنی
جان بچانے کیلئے ایسا کرنے لگا اور وہ
میرا گھوڑا نہ تھا جس پر میں نے ساز لگایا
تھا۔ دیکھو وہ میرا گھوڑا اب تک کھڑا ہے
اور کاٹھی لگام جو میرے جانور کا ہے
وہ اُس غار میں رکھا ہے میں صلح جو شخص
ہوں میرا ہاتھ چوڑا دو اور مجھ کو
نہ سٹاؤ۔

سردار گروہ "ہمارے اس قصہ میں
اختلافات ہیں۔ پس میرے نزدیک ابھی
ہمارے مقدمہ کے بابت حکم دینا مناسب
نہیں ہے۔ یہ حکم ایک اور شخص دے گا
جو مجھ سے اقدار میں بدرجہا زیادہ ہے
اب بات چیت موقوف بس چلے چلو۔"

ایک شخص نے ٹوٹ کر گھوڑا کسا اور
ٹوٹ کر گھوڑے پر سوار ہونے کی اجازت
دینی مگر اس کا گھوڑا مسلح آدمیوں کے درمیان
میں تھا۔ غرض کہ یہ سب لوگ آگے بڑھے
اور گروہ قاف کے جنگلوں میں سفر جاری
ہوا۔ آفتاب مغرب کی پہاڑیوں کی طرف
درجہ بدرجہ چلنے لگا اور بالآخر آخر شام

بھی ان بلند یوں پر ٹپٹھاتے چراغ کی طرح
گل ہو گئی تاہم یہ لوگ برابر چلے جاتے

تھے تھوڑی دیر میں سردار نے ٹھہرنے
کا حکم دیا وہ سب گھوڑوں سے اترے
اور کھانا لایا گیا۔ ٹوٹ کر بھی مثل دیگر اشخاص
کے کھانا دیا گیا مگر اس کی خوب نگرانی
ہو رہی تھی کہ کین بھاگ نہ جاوے
بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کے پھر سفر
شروع ہوا اور کئی گھنٹے تک وہ برابر
چلتے رہے بعد اس کے پھر تھوڑی دیر کیلئے
ٹھہرے اور پھر چل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ
سپیدہ صبح نمودار ہوا آفتاب نکل آیا اور
ایک چشمہ سے جان وہ سب ٹھہرے تھے
مسافروں نے منہ ہاتھ دھویا ٹوٹ کر وہ
سب برابر چلے جاتے تھے یہاں تک کہ
شام کے تین بجے ایک رستے سے نکل کر
سب لوگ ایک کھلے ہوئے کشادہ
میدان میں جس کے چاروں طرف
پہاڑے تھے پہنچے۔

جیسے ہی کہ ٹوٹ کر اور اس کے رہنما اس
کشادہ میدان میں پہنچے جس کے چاروں طرف
پہاڑیاں تھیں اور ایک جانب عظیم الشان
قلعہ تھا ایک اور گروہ سواروں کا قلعہ
سے میدان پر آتا ہوا نظر آیا۔
اس گروہ میں پانچ پانچ جوان تھے

ساتھ ساتھ یہ یا یہ بطور جاسوس یا قزاق کے پکڑا گیا ہے؟

حمیدؒ حضور یہ جوان قیدی ہی اور ایسی حالت میں پکڑا گیا ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ قزاق ہے؟

اسماعیلؒ: ”اے قزاق اور ایسا نوعمر مگر حمیدؒ بتاؤ یہ جوان تمہارے ہاتھ کس طرح آیا؟“

حمیدؒ: ”کل شام کو پہلوگ گران روگ کو آتے ہوئے ایک جگہ پر ٹھہرے جہاں

قیری قرمان تھا وہ بے تحاشا بھاگا اور جنگل و جھاڑیوں میں گھسکر ہماری نظر سے غائب ہو گیا اور یہ گرفتار ہوا۔“

اسماعیلؒ: ”یہ تو جوان باوجود بے ریش و بدروت ہونے کے قیری قرمان کا رفیق اور ہمارا ہے۔“

لوٹو تیرے (یاٹ کا ٹکڑا) اگر حضورؐ معلیٰ غلام کی بات سنیں تو عرض کر دیں۔ اتفاق وقت نے کل شام کو ایک لمحہ سیلے مجھے قیری قرمان

کا ساتھی بنا دیا مگر حاشا میں اسکا ساتھی نہیں ہوں مجھ کو اس وقت تک یہ معلوم نہ

تھا کہ یہ شخص کون ہے جب تک کہ حضورؐ کے سپاہیوں نے مجھ کو گرفتار نہیں کر لیا ہے اور بعد گرفتار ہوجانے کے میں نے کئی مرتبہ اسکا نام سپاہیوں کی زبان پر

ان میں سے ایک بہ نسبت باقی ماندہ کے کس قدر آگے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا

کہ وہ سردار ہے اور اُس کے پیچھے اُس کے رفقاء ہیں؟ کتاب کی روشنی میں اسکا جہم چمکتا ہوا اس طرح نظر آیا کہ گویا وہ زرد

پتے ہوئے ہے اسکی ہال سے عظمت اور شان ظاہر تھی۔ ٹوٹنے نیاں کما کہ یہ شخص وہی ہے جو میرے معاملہ کا

فیصلہ کر گیا۔

جب دونوں گودہ ایک دوسرے سے قریب سو گز کے فاصلہ پر آگئے اُس گودہ کے سردار نے جب میں نے نہ تھا ایک بولی گمان

کی دی اور میرے شخص کا نام بتا دیا مگر سوار کے واسطے ٹوپی تک اسٹم کہ ٹوٹنے بھی اُن سب کے ساتھ ”م“ کے واسطے ہاتھ

اٹھایا اور زردہ پوش سردار نے اپنے سر کو ذرا سا خم دیکر اُن کے سلام کو قبول کیا۔

سردار گروہ (ٹوٹے) ہمارے بادشاہ کی طرف بڑھ اور اب اپنا قصہ سلطان اسماعیلؒ سے جو تیرے بدبو ہے

بیان کر۔“

سلطان اسماعیلؒ نے نوٹے ہوئے جو گے کے سردار کی طرف خطاب کر کے کہا حمیدؒ خوش آمدی۔ کس کو لائے ہوئے تو اچھا جوان ہے کیا یہ ہمارے ہیرا نوکری

ہوتے تھے۔

اسمعیلؑ یہ کیوں حمیدؑ یہ سب سچ ہے۔

حمیدؑ مجھ کو اس جوان کے بیان پر بہت کم اعتبار نہ ہوا اسی واسطے میں اسکو حضورؐ میں حاضر لایا ہوں کہ جیسی مرضی مبارک ہے اسکو ساتھ عمل کیا جائے۔

اسمعیلؑ یہ ظاہر ہو کہ یہ نوجوان اس قزاق ناپاک کا ہوا خواہ دشریک جرم ہے۔
ٹوٹے اسی بادشاہ عالیجاہ میں آپ کے حضور میں قسم کھاتا ہوں کہ۔

اسماعیلؑ نے بھال کی نظر سے کہا جب تیرا جرم ثابت یا دلائل منرا سے موت کے تھا تاہم نرسہ عصفوان شباب کے لحواسے میں تیری جان بخشی کرتا ہوں لیکن تاہم نو بدت العرم مجوس رہے۔ حمیدؑ اسکو لے جاؤ اور ڈارول نرالیسی جاسوس کی کوٹھری میں مقید کرو۔

حمیدؑ اور اس کے ہمراہی اسکو اس ہاڑکی طرف لے جاؤ جس کے اوپر قلعہ گران روگ واقع تھا۔

وہ مقام جہاں وہ اور اس کے محافظ پہونچکر کے تھے ایک تنگ زمینہ کے نیچے تھا جسکی پٹریاں ہاڈکاٹ کر بنائی گئی تھیں اور اس قدر تنگ تھیں کہ دو آدمی ساتھ ساتھ نہ چڑھ سکتے تھے۔

حمیدؑ آگے ہو گیا اس کے بعد ٹوٹو اور اس کے پیچھے دو سپاہی یہ سب بہت بلند می تکیں چڑھے اور جب پٹریاں ختم ہو گئیں ایک سیدھا راستہ ہوا زمین کٹا رہوا نظر آیا اس راستہ کی اختتام پر ایک بڑی توپ اپنا دھماکہ سامنے کیے ہوئے نمودار ہوئی۔

یہ راستہ بھی طے ہوا اور ٹوٹو اب اس مقام پر پہونچا جسکو صحن کہنا چاہیے اس صحن میں قطار در قطار مربع مکانات بنے ہوئے تھے اندرونی مربع کے صحن کے بیچ میں ایک عظیم الشان بلند مینار تھا جسکے مورچہ غارات کے آئینہ اولوں کی چوٹی پر ملتی تھے اس بلند مینار کی چوٹی پر ایک جڑوٹھی جھڑی تھی جسپر لہجہ موجود ہونے سلطان اسمعیلؑ کے ایک بہت بڑا انشبی پیرا لہراتا تھا۔

ٹوٹو نے میں چار نرسہ توپوں کو قلعہ کی مختلف فیصلوں پر بٹلتے دیکھا اور میں تیس سپاہی اور اوصاف کر رہے تھے۔ جب حمیدؑ اس پاس سے گذرا انھوں نے جھک کر سلام کیا اور انکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب سمجھ گئے کہ ٹوٹو یہاں قید کے جانے کے لئے لایا گیا ہے۔

چنانچہ ٹوٹو کو میں گارہ کے مکان میں لے گئے وہاں پر جیلر نے دروازہ کھولا ایک چکر دار انکی زمینہ نظر آیا اور اسپر چڑھا

تب اسکو معلوم ہوا کہ میں تنہا نہیں ہوں
بیان کوئی اور بھی ہے۔

اس شخص نے آتے ہی بات نہیں کی
بلکہ ٹوڑ کو نظر بچھا اور شوق اور شہینہ
دیکھنے لگا۔ اور ٹوڑ بھی خیالات جانکا
کے ساتھ اسے نظر ڈالتا تھا اور سوچتا
تھا کہ دفعتاً کچھ بات اس کے ذہن میں
آئی اسے فوراً یاد آگیا کہ سلطان اسے
نے مسی ڈار دل ایک فرانسیسی
جاسوس کا نام لیا تھا اور یہ کہا
تھا کہ اس کی کوٹھری میں قید کرنا
ہے اسکو قید ہو گیا کہ یہ وہی شخص
ہے اور اسی کے ساتھ مجھ کو قید
ہو گیا ہے۔

ٹوڑ بھلا (فضل خاموشی آخر کار شکست
کر کے) ای بدبخت چھو کر میرا یہ سوال کرتا
فضل ہو کر کہتا ہے قیدی ہو کیونکہ
یہ امر ہمارے بیان ہونک دے
جانیے ظاہر ہے۔

ٹوڑ نے اس سے یہ بات ہے۔ اور یہ کہ
وہ غم عالم کے بھرتا پیدا کنار میں غوطے
کھانے لگا۔

ٹوڑ نے قیدی نے ٹوڑ کو لمحہ تک اسے رنج
والم میں غرق رہنے دیا شاید اس نے
یہ خیال کیا کہ رونے سے اس کے دل کو کچھ

اس چکر دار زمین میں بہت سے روشندان
تھے اور جیلر ایک مضبوط دروازہ کھولنے
کیلئے بڑھا چونچ میں حائل تھا۔ جب کھل
گیا۔ جیلر ہٹ گیا۔ ٹوڑ کو آگے جانے
کا حکم دیا اور جب ٹوڑ اندر چلا گیا دروازہ
بڑے زور سے بند کر دیا گیا اور ٹوڑ حالت
یاس اور نا امیدی میں دہن رہ گیا۔

باب چہل و پنجم

قلعہ گران روگ

ٹوڑ نے اپنے تین ایک پیٹھوٹے چاند
پر نہا یا جس میں ایک روشندان سے
روشنی آتی تھی۔ ان کے سامنے ایک پرند
دروازہ تھا جس میں ایک بہت بولی بچھری
ہوئی تھی اور اس کے بائیں جانب در بچھری
سیڑھیاں اوپر جانے کے لیے تھیں۔ اس کے
اندروں داخل ہونے بعد ایک بڑی سختی قفل
میں پھرتی ہونٹائی دی اسکو یہ معلوم ہوا
کہ گویا وہ زندہ درگور کر دیا گیا۔

بلا خیال اس امر کے کہ اسکو کدھر جانا چاہیے
وہ فوراً غم سے ایک دیوار سے ٹک کر
رہ گیا اور اسوؤں کی چھری کے باعث
اسکو کدھر کہانی نہ دیتا تھا پس اسے فوراً
دروازہ کھلتے ہوئے نہیں دیکھا جب ایک
شخص اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

تکلیں ہو جائیگی آخر کار اُس نے کہا :
 ”اے بد نصیب لڑکے! یہ نظرتی بات ہے
 کہ تم اپنی بد بختی پر آسو بہاؤ لیکن لحاظ
 بھیجی کے تم کو یاد دلانا ہوں کہ اگر تم سمندر
 کے سمندر اپنی آنکھوں سے بہاؤ گے آنکھ
 بھی ان مستحکم دیواروں کا معرہ سلجھ اور
 ہمارے قید کرنے والوں کا دل نرم نہ
 ہو گا۔“

لوٹو نہ نہایت کوشش سے دل مضبوط کر کے
 بیشک سچ کہتے ہو۔“

لوٹو بھاگے اب اس مکان میں چلو جو آج
 سے ہمارا گھر ہو گا تم اس تہائی میں آئے
 ہو جہیں میں پانچ برس سے گرفتار ہوں۔
 لوٹو اپنے بوڑھے بھراہی کے پیچھے اُس
 بڑے اورادھیرے کمرے میں گیا جہیں دروازہ
 لگا ہوا تھا اور اوپر دیکھنے لگا کہ ستر اورنگی
 فرش پر کہیں پیالے ہنگامیں یہ اسے
 رات کو سونا ہو گا۔ مگر اسکو کہیں پیال
 نظر نہ آیا۔

لوٹو بھاگتا ہی ”قبل سے کہ ہم تم اپنا
 حال بیان کریں میں تم کو اس برتاؤ کا حال
 بتاتا ہوں جو اسکا ہمارے ساتھ کیا جاوے گا
 دیکھو یہ پتھر کی تیج چار پائی کا کام دیگی تمکو
 ایک چٹائی اور کل بھی ملے گا اور جب
 یہ چیزیں کہنے اور بوسیدہ ہو جائیں گی یا

بھٹ جائیگی تب ہم تم کو اس کا بدلہ
 دو مرتبہ ہمارے سے لے گا اگر انا اور انصاف
 کی بات تو یہ ہو کہ گو سلطان اسکا جیل اور
 اس کے ملازم ستر ادھیہ تین لاکھ روپے آزاد
 نہیں ہوتے۔“
 لوٹو نے ”میری تو سزا بالکل بے انصافی
 سے ہوئی ہے۔“

لوٹو بھاگے اور میری بھی سزا بے انصافی سے
 ہوئی ہے۔ خیر اس بارہ میں پھر گفتگو
 کرنے کے کیونکہ ہکو بات چیت کا موقع
 بہت ملے گا۔“

لوٹو نے ”یہ تو بتاؤ کہ اس رُکی ہوئی ہوا کے
 علاوہ جو اس کھڑکی سے آتی ہو کوئی اور
 سبیل تازہ ہوا سے فرحت حاصل کرنے
 کے لیے ہو یا نہیں؟“

لوٹو بھاگتا ہی ”اس کمرے میں ادھر ادھر
 ٹھلنے کے علاوہ اگر تم اور کچھ نفرت چاہتے
 ہو تو اس کمرے کے دروازہ کے باہر ایک
 زینہ لگا ہوا ہے جس سے اس عینار
 کے اوپر چوٹی تک جا سکتے ہو اور وہاں
 تم یہ فراغت تمام رات کو ٹھل
 سکتے ہو۔“

لوٹو نے ”پھر کیا جیلر بخوبی احتیاط
 نہیں کرتے؟“

لوٹو بھاگے اسکو سوا اور کیا احتیاط کر سکتے

نہیں ہو سکتا کیونکہ گار کے مکان قریب
ہیں دس بارہ سولہ سپاہی فوراً نکل
پڑیں گے۔

تو تھوڑے ٹیکوں اگر کہ اور دوائی بلا شور و غل
کے ہر جگہ تو میا ہاں

پوڑھا "تب تم اندرونی صحن سر بیچ میں
ہونے جاؤ گے جیسے چاروں طرف

مکانات ہیں وہاں سے نکلے گا صرف
ایک راستہ ہے اور دو گارڈ ہیں

ہر کسے۔
توڑ "فرض کر کہ میں ان مکانات پر

چڑھ جاؤں؟
توڑھا "ایسا کرنے کے لیے تم کو جگہ تلاش

کرنی چوٹی جہاں سنتری نہ ہو۔ مگر ابھی کوئی
جگہ نکونہ ملے گی۔ اور فرض کر دو کہ تم کو

کوئی جگہ ایسی مل بھی گئی اور تم مکان
پر چڑھو گے اور دوسرے مریج صحن

میں پہنچ گئے پھر وہاں سے
کیونکر نکلو گے۔

اسے جو ان میں پانچ برس سے اس جگہ
قید ہیں اور مہنتوں اور جینوں تک

میں انہیں خیالات مفردی کو اپنے
دماغ میں لاتا رہا جواتے منٹ میں

تمہارے ذہن میں گذرے۔ پس
اب تم کو معلوم ہوا ہو گا کہ اوترنے

ہیں کہ دروازہ ہیں جو تھوڑے آنے کے بعد
بند کیا تھا۔ پھر میں لگا دین اور قفل الٹے

اس منہارے جھانکنے کے لیے تو اوترنا
چاہیے کہ کمرے میں اہل ان کے ہر جگہ

کی طرح یہ ہیں تو منہار کی چوٹی پر اڑ جانا
ممکن ہے۔

توڑ "تو فرار محال ہے۔
پوڑھا "چند مراتب جو میں بیان کرتا ہوں

انکو شکر خود بخود کر لو۔ وہ دروازہ جو زینہ
کے سرے پر ہے بلا تہ بخیر اور قفل کے

چوڑا نہیں جاتا۔ پھر اس وقت کے جب
جیلروں میں دو مرتبہ کھانا لاتا ہوں اگر تم

جیتا کہ جب کھانا لائے مار ڈالو تو کیا ہو
آدمی سیڑھیوں کے بعد نکلا سکا نائب ملے گا

جو اس جگہ تک اس کے ہمراہ آتا ہو اور اس
نائب کے پاس ہمیشہ بھرتے ہوئے بستول

رہتے ہیں وہ فوراً تمہارا سر توڑ دیگا مگر
فرض کر کہ تم نے اس نائب کو بھی مار ڈالا

یا کسی وجہ سے وہ جیلر کے ہمراہ وہاں تک
نہ آیا تو تم اس دروازہ تک پہنچو گے

جو منہار کی جڑ پر ہے اور وہاں سنتری
تم سے دو چار ہوں گا۔

توڑ "اگر اسکو بھی مار ڈالا۔
قیدی سفید ریش "اچھا فرض کر کہ

تم نے سنتری کو بھی مار ڈالا مگر یہ چپکے چپکے

کے ذریعے سے بھاگنا بالکل ناممکن ہے
ٹوٹرے اور پڑھنے کے ذریعہ سے بھاگنا
اس سے بھی زیادہ ناممکن ہے۔

بوڑھے نے سمجھ جواب نہیں دیا اور
بعد تھوڑی دیر خاموشی کے کہا "میں نے
ابھی تک مفصل حال اس برتاؤ کا جسے
نہیں بیان کیا جسکی اس مکان میں ہم کو
امید رکھنا چاہیے۔ موسم سردی میں تالپے
کے لیے بہت سی لکڑیاں بھی ملتی ہیں اور
چاند دن کی ٹری راتیں کاٹنے کے لیے
جراغ بھی دیا جاتا ہے وغیرہ۔"

ٹوٹرے "تم اس ہولناک قید خانہ اور
سلطان اسماعیل کے مزاج سے واقف
ہو بلا یہ تو بتلاؤ کہ کیا وہ ایسا برحم ہے
کہ وہ مجھکو ہمیشہ قید میں رکھے گا؟ اس
ابھی میں بہت کمسن ہوں۔"

بوڑھا "اسماعیل ایسا برحم دل اور نرم
مزاج کا آدمی ہے کہ سوائے جھگ و جدل
کے وقت کے اور وقت خوشنودی کرتا پسند
نہیں کرتا۔"

ٹوٹرے "وہ کیا نرم مزاجی ہے کہ مجھ ایسے
کس کو ہمیشہ کے لیے قید کر رکھا ہے؟
اسکے بعد دونوں خاموش ہو گئے
بعد ازاں بوڑھے نے کہا "آؤ ہم تم ایک
دوسرے سے تعارف کریں۔"

ٹوٹرے "میں پہلے سے جانتا ہوں کہ تمہارا
نام وارہ دل ہے اور تم فرامیسی ہو۔
بوڑھا "اچھا اب تم اپنا حال مجھ سے
بیان کرو۔"

جوان "میرا نام ٹوٹرے ہے اور میں قوم کا
گرجی ہوں میں ایک زمانہ سے ایک ہولناک
کے یہاں نوکر رہا جواب مر گیا اور وقت
نے مجھکو ہارشی خانہ میں سفر کرنے کو
جبوزیادہاں مجھ سے دو مسافروں سے
ملاقات ہوئی جنکو میں نہ جانتا تھا۔ چونکہ
میرے پاس شکار کیا ہوا جانور جو دھنا
میں نے اسکا تھڑا گوشت انکو بھی دیا۔
یہ لوگ نامی قزاق تھے جن کی سزا کے
واسطے ہالک کو قاف کے فرما دیا
نے انعام کا اشتہار دیا ہے سلطان
اسماعیل کی فوج کا ایک جرمہ دفعتاً
وہاں پہونچ گیا قزاق بھاگ گئے
اور میں گرفتار ہو گیا جب لوگ مجھکو
سلطان کے پاس لائے اس نے
قید کا حکم دیدیا۔ یہ وجہ میرے یہاں
آنے کی ہے۔"

اسنے میں جلیلہ اور اسکا نائب آگیا
اور بات چیت موقوف ہو گئی اور جلیلہ
اور اس کے نائب نے نئے قیدی کے
لیے چٹائی اور کھس اور دونوں

قیدیوں کے لیے شام کا کھانا لاکر رکھ دیا۔

باب چہلم دوم

دو دن قیدی

دو دن کھانا کھانے کو بیٹھے لیکن باوجود

اس امر کے کہ کھانا اچھا اور کثرت سے تھا تو نہ کھا پاتے مشکل سے کھانا کھانے کو اٹھتا تھا یہ خلاف اسکے ڈارول ہو کر

کی طرح کھانا کھا رہا تھا اور اسے اپنی رکابی کا کھانا جلد ختم کر دیا۔ تو نے اس سے اپنے حصہ کا کھانا بھی کھانے کو کہا۔

مگر اس نے کہا کہ میں سیر ہو گیا ہوں۔ ڈارول بیٹھے میرا حال بھی ہمارا سا تھا جسے کچھ کھانا نہ جاتا تھا۔ آزادی کی حالت میں میں خوب کھانا کھا کر اب تک قید میں کھانے سے نفرت ہو گئی تھی تھوڑے دنوں کے بعد جو کہ نے غلبہ کرنا شروع کیا

اور پھر میں بھی خوراک بھر کھانا کھانے لگا شب سے برابر شکم سیر ہو کر کھاتا ہوں۔

تو نے شاید شکو بھانگنے کی امید باقی ہو حالانکہ تم کہہ چکے ہو کہ اس مینار سے نکلنا غیر ممکن ہے۔ ڈارول نے کچھ اسکا جواب نہیں دیا

اور کہا کہ اب پھر میں اس گفتگو کو چھیڑتا ہوں جو کہ جیلر کے آنے سے موقوف ہو گئی تھی۔

ڈارول: "ہاں تو جب جیلر اور اسکا نائب آیات میں یہ کہنے کو تھا کہ مجھ کو میں وجہ سے یہ یقین ہوتا ہے کہ تم نے سلطان اسماعیل سے اپنا حال بیان کرنے میں چند باتیں دیا ڈالیں ہیں یا یہ کہ مجھ سے ان باتوں کو چھپاتے ہو جو ہمارے اور سلطان ہوصوف میں ہو رہی ہیں۔"

تو نے: "میں صاف صاف کہتا ہوں میں نے گرفتار ہونے وقت سلطان کے سپاہیوں سے اور پیش ہونے کے وقت سلطان سے یہ بات ظاہر نہیں کی کہ میں کوہ قاض کے آن جنگلی اور سیاہی مقامات میں کیوں پھرتا تھا اور اسنو جیسے انکو زیادہ تر یقین ہوا کہ میں قسراتی کا ہوا خواہ ہوں۔"

ڈارول: "پھر تم نے پورا پورا احصال کیوں نہیں بیان کیا۔ اور اس کا دل دوبا گیا۔"

تو نے: "کیا اسماعیل اور اسکے سپاہی میری بات پر یقین کرتے اگر میں اُن سے یہ کہتا کہ میں ایک روسی افرو کو جنگ مغرورہ میں مارنے کی وجہ سے طقس سے بھانگنے پر مجبور ہوا

بلند تھی اور ایک گوشہ میں ٹرو لیٹ جھنڈی
کی چھتر کھڑی تھی رسیاں چھتر میں لگی ہوئی
چھتر دی گئی تھیں اور کھیرہ اتار لیا گیا
ستھا ٹونز کی نگاہ رہی برچی ہوئی تھی ٹونز سے
رسی کے طول کا تخمینہ کر کے مورچہ کو دیکھا
اور مینار کی بلندی انداز کی۔

دارول کے باہر کے دل کی بات سمجھ کر
کیا میں پہلے تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ
یہ سب حالات غامض ہیں بھاگنا محال ہے۔
ٹونز سے آہ سرد بھر کر سچ کہتے ہو۔ اول
اسکا دل ڈوب گیا۔

بعد ازاں اُس نے اور دارول نے بچیم
طرف کے مورچہ کو دیکھا جان غروب ہوئی
ہوئے آفتاب کی کرنیں آفتاب مغرب کی
ہیٹارون میں جھلسا رہی تھیں ہیر دونوں
اُتر کر ایسے گوشہ میں آئے اور دارول
نے چراغ روشن کیا جو جلیبے لاکر دیا
تھا دونوں نے اپنے کپڑے اتارے
اور اپنے اپنے بستر کو چلے چراغ گل
کر دیا کیا اور مینار میں خاموشی ہو گئی
جب وہ صبح کو اُٹھے جلیبے کا کھانا لایا
اور جب کھانے فراغت ہو گئی اسوقت
دارول نے ٹونز سے کہا چلو مینار کی چیت
پر چلیں اور وہاں تم سے اپنا حال
بیان کریں۔

اور کوہ قاف کے ہیٹارون میں تباہی
اور خون میں راستہ سے نادانقت تھا لہذا
جنگلوں میں رات بھول گیا اور اتفاق وقت
سے قری قرآن سے دوچار ہوا مگر
ایک بات اور بھی ہے جو میں نے ایک بیان
نہیں کی اور وہ یہ ہے واسطے باعث
مقرر ہوئی جب سلطان کے سپاہیوں نے
اُس مقام پر حملہ کیا جان میں تراق سے
بائیں کر رہا تھا۔ میں نے انکو کو سمجھا اور
تراق نے جو فوج ابھار گئے کے واسطے
کہا تو اسکے کہنے پر عمل کیا میرے ادا
کرنے سے سپاہیوں کے اس خیال کو
اور بھی استحکام ہوا کہ میں رفیق اس
بے اصول رہبران کا ہوں اب میں نے
جیسے سب حال کہہ دیا ہے۔

دارول: بیشک اتفاقات ہمارے
خلاف پڑے اور میں ہمارے کہنے پر اعتبار
کرنا ہوں۔ اچھا چلو مینار کی چیت پر چلیں
کیونکہ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی
کرنیں غری کوہ قاف میں جھلسا رہی ہیں
اور منظر بہت اچھا ہے۔

ٹونز بڑھے کے پیچھے کرہ سے چلا اور
وہ دونوں اس چکر دائرہ پر چڑھنے لگے
جو مینار کی چوٹی پر جاسے تو جھٹکا
مینار کی فیصلہ تخت پانچ فیٹ

اسکے کہ میری دولت زیادہ ہو روز بروز کم ہوتی گئی۔ میں نے خیال کیا کہ ابھی ایک ذریعہ اور باقی ہے جس سے شاید کسی روز دولت باقی آئے۔ میرا ایک بڑا حارثہ دار تھا جس کا سن بہت زیادہ تھا اور جو صاحب ثروت مشہور تھا فقط میں ہی اس کا حارثہ دار تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ اس کے بعد میں اس کا وارث ہوں گا۔

ایک روز جو کچھ برس سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا اُس نے بہت عجلت کے ساتھ مجھ کو دیہات پر بلا یا کیونکہ وہ برس سے سرخیل کے قاصد رہ رہتا تھا وہ حالت نزع میں تھا۔ میں ایسے وقت میں گانوں پر پہنچا کہ اُس کی آخری باتیں سن سکا اور وہ بہت اہم تھیں اُس نے مجھ سے وہ باتیں کہیں اولیٰ یہ کہ اس کا وہ دو لقمہ زمین ہے بلکہ دیوالیہ ہے اور جو کچھ اٹاک چوڑا ہے وہ مشکل سے اُس کے قریبی حواریوں کا ملا لہہ پورا کرنے اور اُس کے بعنوان مناسب تحفہ و تکفین کرنے کے لیے کافی ہوگی دوسری بات جو اُس نے کہی وہ ایک اور طرح کا قصہ تھا مگر اُتنا ہے بیان میں اُس کا دم ٹوٹ گیا پس اُس کا ذکر کرنا فضول جواب ڈاروں

ٹوڑ تو اُس کا حال سننا ہی چاہتا تھا وہ اٹھا اور بڑھے کے پیچھے اوپر چلا۔ آسمان بالکل صاف تھا اور خوشگوار ہوا ہواڑوں پر گزرتا رہا ہی تھی تو نے اپنے تپ رسیدہ قناع کو ہوا سے فرحت دی اُس کا بڑھا ساتھی بھی محفوظ تھا تو ٹوڑی دیر کے بعد اُس نے اپنا حال یوں بیان کرنا شروع کیا ”میں اپنے ملک میں گونٹ کے لقب سے مشہور تھا میرے پاس بہت دولت تھی اور جو کچھ بھی وہ چند سال میں کم ہو گئی کیونکہ غنواں شباب میں بڑا عیاش تھا میں نے شادی نہیں کی اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کرنا تھا۔ جب میری عمر تریس برس کے پہنچ گئی میں نے شام میں عیاشی کو چھوڑ دیا اور سرخیل علی کی طرف توجہ کی اور بہت سی زبانیں لکھیں یہ تین طرح کے بقیات مل میں لانے لگا اور جیسا ہے فاسق و بدکار تھا دیا ہی اُس نے ان اصول اور تحریکات میں بھی عامل نہ تھا اور حق میں گرفتار رہا۔ میری بھلائی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی اور مجھ کو اُس کی فکر ہوتی جاتی کہ کوئی ذریعہ نہ پتا آئے جس سے پھر میں زبرد ار ہو جاؤں اس طرح کئی سال گزر گئے اور بچا

نے تھوڑی دیر مائل کیا اور اُس کے بعد یون
گویا ہوا: چنانچہ اپنے رشتہ دار کے
مرنے پر بجائے اُس کے کہ میں دولت مند
ہو جاتا ہوں اُس سے ایک سو کوڑی کا بھی
فائدہ نہوا اور میں ان ممالک کی طرف
چل نکلتا ہوا۔ اب پورے ساڑھے
پانچ برس گزرے ہیں جب میں پہلے پہل
اُس کو ہراتی سلسلے کے پہاڑوں اور
جنگل میں داخل ہوا تھا۔

اگر ذرا سہ چلتے چلتے میں اُس میدان
میں پہنچا جو اُن قلعہ کے نیچے تھا وہاں میں
چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اور قلعہ کا نقشہ کھینچ
لگا جب میں یہ کام کر رہا تھا قلعہ کے
دو تین سا ہی سرے پاس دیکھنے کو
آئے اور دیکھ بھال کر قلعہ کو نوٹ لگے
اور یہ روداد اور سپاہیوں سے
بیان کی وہ بھی نقشہ دیکھنے کے لیے
میدان میں اتر آئے انہوں نے مجھ کو
اجھا کھانا کھلایا اور شراب دی اور
اُس کے معاوضہ میں میں نے چند
نقدیریں دیں۔

غرض کہ ہم آشتی سے ایک دوسرے سے
رضیت ہوئے اور پھر میں جنگوں اور
پہاڑوں میں گھومنے لگا مگر جب کو
یہ سوچا کہ قلعہ گران روٹ کے

نقشہ کھینچنے کا کیا نتیجہ ہو گا قلعہ گران روٹ
سے چلے جائے کئی روز بعد میں جنگوں
اور پہاڑوں میں گشت کر رہا تھا کہ دفعتاً
ایک چوٹا گروہ روسیوں کا نمودار ہوا
انہوں نے مجھ سے حال پوچھا میں نے کہہ دیا
کہ میں فرانسیسی نقاش ہوں اور کوہ قاف
کے قدرتی مقامات کے نقشہ کھینچ رہا ہوں
اور اپنے ملک میں ہو چکا ہوں روسیوں
تصویریں بناؤنگا کمان افسر شریف آدمی
تھا اور فن نقاشی میں بصیرت رکھتا تھا
اسے میرے نقوی کوالٹ پلٹ کر دیکھا
اور اس کی تصویروں کو دیکھ کر خوش ہوا مگر
جب اُسے قلعہ گران روٹ کی تصویر
مارے خوشی کے اچھل پڑا۔

اُس نے مذکورہ فن نقاش قلعہ بندی اور
فن انجینری میں کامل تھا اُس نے مجھ سے
کہا کہ اگر اجازت دو تو میں ایک سادہ کاغذ
بہتارے نقوی سے لیکر بہتارے اس نقشہ
سے قلعہ کی شکل اور اُس کے دھن کا عکس
اتار لوں۔ میں نے بلا سوچے سمجھے اجازت
دی یہی چنانچہ روسی افسر نے غور سے
نقشہ کا عکس اتارنا شروع کیا۔ دفعہ
بہت سے پہاڑیوں نے حملہ کیا۔
روسی کھڑے ہو گئے اور ہتھیار لے کر
دوڑے تھوڑی دیر تک سخت لڑائی

ہوتی تھی۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وقتاً فوقتاً کھانے کے ساتھ تھوڑی سی شراب لانا کمرتی تھی یہ شراب بہت تیز ہوتی تھی ٹو نر نے دیکھا کہ پہلی مرتبہ جب یہ شراب کھانے کے ساتھ پی تو ڈارول نے ایک قطرہ بھی نہیں چھو اٹو نر کو بھی تیز شراب سے رغبت نہ تھی بلکہ عادتاً شراب نہ پیتا تھا پس جب اسے تیز شراب کو منہ سے لگایا تو اس کے پسند نہ آئی اور اسے ارادہ کر لیا کہ پھر کبھی عرق آتشین کو نہ پیے گا۔

ڈارول نے ٹو نر سے بہت اچھا کیا یہ عرق زہر سے کم نہیں جو آہستہ آہستہ اثر کرتا ہے مگر اس کے ضائع کرنے کی ضرورت نہیں یہ شراب دو چھوٹی پتھر کی بوتلوں میں لائی گئی تھی ڈارول انکو طاق پر رکھنے کے لیے اٹھا اور انکو رکھ کر ٹو نر سے کہا "یہ بہتر ہو گا کہ ہم جیل سے اسکا ذکر نہ کریں گو ہم سجا کے پینے کے شراب کو رکھ چھڑائے ہوں ورنہ شاید وہ آئندہ اس کا دنیا بقاء نہ سمجھے۔"

دوسری مرتبہ جب جیل شراب لانا تو اس نے ڈارول سے کہا "مہربانی کرنے کے

ہوئی۔ نصف روسی مارے گئے اور نصف بھاگ گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی ایک ہاڑی نے مجھ کو گرفتار کر لیا اور جب لڑائی ختم ہوئی انہوں نے میرے مقوی کو تمام وکال دیکھا اور اس میں قلعہ گردان روگ کا نقشہ نکل آیا اور وہ عکس بھی ملا جو روسی افسر آثار رہا تھا تب تو میرا ہوش اڑ گئے میں گردان روگ کی طرف دوڑا جہاں سلطان اسماعیل اس وقت ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں مجھ کو ان سپاہیوں نے فوراً پہچان لیا انہوں نے مجھ کو نقشہ اترانے دیکھا تھا اب سب مجھ سے سرسبز خاں معلوم ہوتے تھے میں نے سب کچھ کہا مگر کچھ سیاحت نہ ہوئی اور مجھ کو قید کر لیا۔ اب تم سمجھ کر میں کس طرح یہاں قید ہوا۔

باب چہل و سوم

کوٹ ڈارول

یہ واقعہ بڑے فرانسیسی قیدی گردان روگ کا تھا جسکو ٹو نر نے بہت توجہ سے مشاعرہ کیا جو ان جون اور دن گزرتے گئے دونوں قیدیوں کو ایک دوسرے سے زیادہ پیچھے

پہلی دونوں بوتلیں حب معمول
واپس کرو۔

بڈھکا بہت خوب۔ میں انکو میز پر رکھنا
بھول گیا۔ بعد ازاں وہ طاق کی طرف
گیا اور دونوں بوتلیں جو جیلر نے ماسکی
تھیں لے آیا۔

جب جیلر چلا گیا اور دروازہ بند ہو گیا
ٹوٹنے اپنے پڑھے رفیق سے کہا
"میں خیال کرتا ہوں کہ تم شراب کو
وقت ضرورت کے واسطے نہ پھینک
جاتے تھے۔"

ڈارول سہان میں لے اسکو رکھ لیا ہے
میں نے صحو کوہ دونوں بوتلیں قافی
کر رکھی تھیں جب تم دینار کی چھت پر تھنا
ٹہل رہے تھے میرے پاس ایک اور
بوتل بھی ہے جو میں نے ایک روز رکھ
لی تھی اور جیکی یا جیلر کو نہیں ہے
اگر کسی وقت تھنا۔ اچھا اس کے پینے
کا ہے تو وہ حاضر ہے مگر میں تگاہ صلاح
دیتا ہوں کہ کبھی اسکو نہ چوڑے۔

ٹوٹنے نے ہرگز نہ کہا مگر اس کے دل میں
شب پیدا ہوا کہ ڈارول دراصل تارک الخمر
نہیں ہے جیسا اُس نے ظاہر کیا ہے بلکہ
اس غرض سے بناوٹ کی ہے کہ میرا بھی
حصہ انکو مل جاوے اور وہ ب شراب

تھنا اور اُسے۔ ڈارول نے دونوں بھری
بوتلیں اٹھالیں اور انکو اپنے بستر
کے پاس والے طاق پر رکھ دیا۔

اس روز ٹوٹنے بہر اسی سوچ میں ہا
مگر اُس نے اس امر کی بابت کوئی بات
نہیں کہی اور اپنی نظروں سے بھی ڈارول
کو اپنے دل کے شبہ کا حال نہ تارنے دیا۔

جب رات ہوئی کہ دونوں بھری وقت
اپنے اپنے بستر پر لیٹ رہے چورنگی کر گیا
گیا اور دینار میں خاموشی ہو گئی۔ ٹوٹنے
رہا مگر اسکو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کتنی دیر تک

سویا۔ جب اُسکی آنکھ کھلی اسکو کمرہ میں کچھ
روشنی معلوم ہوئی۔ یہ صبح کی ابتدائی روشنی
نہ تھی بلکہ محض مصنوعی روشنی معلوم ہوئی
تھی۔ ٹوٹنے کو یقین ہوا کہ ڈارول نے
کسی خاص غرض سے چورنگی روٹن کیا ہے
اور یہ غرض خفیہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ
اگر بڑھا بیار ہوتا تو مجھ کو جگاتا اور اپنی حد
کے لیے بلاتا۔

شراب کے بابت جو باتیں ہو چکی تھیں
انکو یاد کر کے ٹوٹنے خیال کیا کہ ڈارول
اب اکیلا شراب پی رہا ہے اور مجھ کو سوتا
بھجاتا ہے اور رات کو اس لیے شراب
پیتا ہے کہ میں دن کو اُس کی صورت
سے کچھ نہ معلوم ہو تو ترک بیت نفرت ہوئی

بہ ذریعہ معاش کا چاہوں اختیار کر لوں
 کیا ممکن نہیں ہو کہ میں اُن سلاطین کے
 سپاہیوں میں صف میں بھرتی ہو جاؤں
 جواب عنقریب مجاہدہ کرنے والے ہیں
 وہ اس کے اور مجسکو تم قید ہی میں
 چھوڑ دو گے۔

تو وہ دہلی میں جھک کبھی نہ چوڑوں گا
 اگر تم دونوں ایک ساتھ تیار کیے جائیں
 یا تم دونوں بالاشتراك بھاگ جاؤ
 تو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ مثل تمہارے
 بیٹے کے رہوں گا۔

جب تو زبانیں کڑوا تھا داروں برابر
 اُسکا منہ دیکھ رہا تھا اور اب وہ اٹھا اور
 پانچ چھ مرتبہ آہستہ آہستہ کمرہ میں بٹلا
 اور آخر کار نکھر گیا اور پھر توڑ کو غور سے
 دیکھ کر کہنے لگا "میں نے دو چھپے تمہارا مزاج
 بچانے اور تمہارے چال چلن کے اندازہ
 کرنے میں صرف کیے ہیں تم میں جوش و
 خروش زیادہ ہے کیونکہ تم کو یاد ہو گا
 کہ تم جیل اور اُس کے نائب اور خزانوں
 کو قتل کرنے عمارت پر چڑھنے اور ہر
 قسم کے جیوہ اور نامکن افعال کرنے
 کی فکر کرتے تھے پس مجھ کو تمہاری سمجھ پر
 شک تھا۔ کیونکہ جب کوئی شخص ایسے
 محفوظ قلعہ میں قید ہوتا ہے۔ تو

مگر اُس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ اور سوچتے
 سوچتے سیر گیا۔ جب مجھ کو توڑ اٹھا اُس نے
 فرانسس سے ویسا ہی دوستانہ پرتاؤ
 کیا جیسا کہ وہاں کے موقع کا منظر رہا اور جب
 وہ تنہا ہوا وہ اس طاق کی طرف گیا
 جہاں دونوں تو تین رکھی تھیں تو نے
 انہیں بل کر دیکھا تو خالی معلوم ہو گیا۔
 اس واقعہ کے بعد چھ ہفتہ گذرے
 اور توڑ کو قلعہ میں قید ہوئے دو۔ دوسرے
 گذرے۔ ہر ہفتہ میں جو شراب ملتی
 ڈارول اس سب کو تصرف کر جاتا مگر
 توڑ نے کبھی کسی آدمی رات کو چراغ جلتا
 نہیں دیکھا البتہ شراب ہمیشہ قابل
 ہو جاتی تھی۔

ایک روز جب دونوں چھت پر سے
 ٹھل کر توڑے اور اپنے کمرہ میں بیٹھے
 توڑ اپنی قید پر بیتاب ہو کر کہنے لگا۔
 "میرا خوب ہوتا کہ خدا جکو آزاد کر دیتا اور
 ہم ان ہالوں میں ہوا کھاتے وہ ہوا
 جلی تارتی اس مجلس میں گزرتے سے
 بالکل غراب ہو جاتی ہے۔
 بڑھا اگر تم آزاد ہو جاؤ تو اپنی زندگی
 کو کس کام میں لاؤ گے۔"

تو نے میں ابھی نوجوان ہوں میں آزاد
 ہو جاؤں تو میرے آگے تمام دنیا ہے

سے ڈارول کی طرف دیکھا اور اپنے
دل میں سوچا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے
اور بوجہ کبر سنی اور عقیدہ ہونے کے
اُس کے دماغ میں قور ہو گیا ہے اور
کچھ امید نہیں ہے۔

ڈارول: "شاید تم میرے کہنے پر اعتبار
نہیں کرتے اور یہ نہیں جانتے کہ مغربی
یورپ کے ملکوں میں ایک علم اس
درجہ شمال کو پہنچا ہے اور ایک آلہ
ایسا ایجاد کیا گیا ہے کہ جس سے ہوا میں
اڑ سکتے ہیں اور بہت دور دراز سفر
ہوا میں ہوتا ہے یہ ایجاد جنگ میں ذکر
کمر ہا ہوں غبارہ ہے۔"

یہ کہنے ڈارول نے اپنی جیب سے
ایک پُرانا پچھا ہوا مال نکالا
جس میں چند قسم کی پٹیل اور نقاشی
کے رنگ الٹے ہوئے تھے بعد ازاں
اُس نے ایک غبارہ کا نقشہ دلواد
پر بنا یا اور اُسکی نوعیت اور اڑنے
کا طریقہ بیان کیا۔ جب پڑھا اپنی
گفتگو ختم کر چکا تو بڑے اختیار اُسکے گلے
سے پٹ لگایا اور کہنے لگا کہ اس میں
کوئی شک نہیں ہے کہ تم بڑے
ذی شعور آدمی ہو اور میں تم
سے بدرجہا کمتر ہوں۔"

لے احتیاطی وجہ بازی سے نہیں کل سکتا
بلکہ اُسکو عقل سے مدد لینا چاہیے۔"

ٹوٹر: "تو میرے معزز دوست ادھ سب
عقل علم اور سمجھدار ہی جسکی ضرورت ہے
تم میں موجود ہے۔"

ڈارول: "دیکھو تم کیسے گھبرائے جاتے
ہو اگر وہ سب تدبیر جو میرے دماغ میں
ہے تمہارے دماغ کو منتقل ہو جائے
تو میں جانتا ہوں کہ مارے خوشی کے تم
مجھوں ہو جاؤ۔"

ٹوٹر: "اچھا میں اپنے تئیں سمجھاتا ہوں
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ امید ہے۔"

ڈارول: "تم کو یاد ہو گا کہ پہلے ہی
روز جب تم بیان قدرت کے لئے تھے شام
کو میں نے تجھے کہا کہ تیار سے اتر کر
بھاگنا ناممکن ہے۔"

ٹوٹر: "ان مجھ کو یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے
جو تجھے کہا تھا کہ چڑھنے کے ذریعہ سے
بھی بھاگنا ناممکن ہے تاوقتیکہ پرندوں
کی طرح پرندہ ہوں کہ چوٹی سے اڑ جانا
ناممکن ہے۔"

ڈارول: "تو تم یہ قبول کرتے
ہو کہ اگر تمہارے پر ہوں تو بھاگنا
ناممکن نہیں ہے۔"
ٹوٹر: "یا لکل ہر اس اور ناامیدی
تو نہ تے یا لکل ہر اس اور ناامیدی"

دارول : اچھا ہوا کہ جیلر کا یہ خیال ہے
 کیونکہ بڑا بھرا یہاں موجود ہے۔
 یہ کہنے لگے اسے سلطان اسماعیل کا بیٹا
 سہرہ بہت اچھی طرح سے تم کیا ہوا
 نکالا۔

دارول : تو نرم قبول کر دو گے کہ میرے
 کا بیروانا بہت دشوار کام تھا مگر خیر اس میں
 کامیابی ہوئی اب وہ بطور غبارہ سے
 بنالیا گیا ہے میں نے اپنے کپڑوں کی
 درستی کیلئے سوئی مانگی تھی چنانچہ وہ
 محکوم دی گئی اور جھنڈے سے ریشم کے
 تانے نکل آئے جس سے غبارہ کی کلیان
 میں نے سی لین مگر اب یہ سوال پوچھو گے
 کہ اس میں ہوا کیونکر بھرے گی دیکھو میں
 تمکو بتلاتا ہوں مگر معلوم رہے کہ جب
 سلطان اسماعیل کے سپاہیوں نے محکوم
 مگر قتل کیا میری جیب میں کچھ سامان نقاشی
 کا تھا اس میں بہت سے ٹکڑے ریشم کے
 تھے۔ ریشم اسی کے تیل میں پھل جاتا
 ہے اور بعد اُس کے جب صاف روح
 شراب میں ملایا جاتا ہے تو پھول کر
 بہت سا ہو جاتا ہے چارے میں ملائے
 کیلئے جو تیل محکوم ہفتہ وار ملتا ہے اور جو
 شراب ہفتہ وار پینے کو ملتی ہے اُس سے
 میں نے ریشم کو پگھلایا اور اس کا حجم زیادہ

بھر دارول نے ایک گیلہ دل سے
 اُس نقشہ کو جو دیوار پر بنایا تھا ملتا
 ڈالا جس سے جیلر کو ذرا بھی وجہ
 شبہ کی نہ ہو۔

دارول : میرے پیارے چوکرے
 میں تم کو اب وہ بڑی تدبیر بتلانا چاہتا ہوں
 جو میں نے سوچی ہو تب پھر کی بیخ کی طرف
 اشارہ کرے یہ جگہ خالی ہے میں نے
 اس کو خود خالی کیا ہے پہلے اس میں سوکھی
 مٹی اور خشک گارا بھرا ہوا تھا مگر میں نے
 دن رات اس کو کھودا یہاں تک کہ اُس
 میں پھر کی قبر سا جوت ہو گیا رات
 کو جب ہوا تیز چلتی تھی ملبہ کو بیٹار
 کی چوٹی پر لیجاتا اور مٹی بھر بھر ریشم
 پر چھینک دیتا۔ غرض کہ رفتہ رفتہ وہ
 سب ملبہ اس طرح پر قاب ہو گیا
 کہ قلعہ کی فوج کو جو بھیجے رہتی تھی کچھ
 شبہ نہیں ہوا یہ تینوں تختہ اٹھ آئے
 ہیں انہیں کے نیچے میرا خزانہ ہے۔

تو نے : خزانہ

بڑھا ہاں میرا خزانہ ہے اور وہ تم
 ابھی دیکھ لو گے۔ تم کو یاد ہو گا کہ جیلر نے
 مجھ سے بڑی ریشم جھنڈی کے بھرے
 کا ذکر کیا تھا کہ دو سال ہوئے تم ہو گیا
 تو نے : ہاں ذکر ہوا تھا

کیا اور اسی رقیق ریشے غبار کو انکلی
رنگ دیا۔ پس اب نہ اس سے ہوا
نکل سکتی ہے اور نہ پانی اس پر اثر
کر سکتا ہے۔ غبار کا ڈھانچہ ہی بن گیا
ہے اسکو صرف جوڑ دینا باقی ہے
دیکھو یہ دیواریں اور نیچے کا تخت ہے
بیان پر اس جوف میں وہ ایک دوسرے
پر رکھے ہیں اسوجہ سے تھوڑی سی
جگہ میں سوائے ہیں جب ضرورت ہوگی
یہ سب ٹکڑے جوڑ کر ایک گھنٹہ میں چانچ
طیار ہو جائیگا اور چند لمحوں کی دوری
سے جوڑا بندھ لے جائیگا۔
دارول۔ موسم سرما میں تاپنے کو لکڑیاں
ملتی ہیں ان لکڑیوں میں سے میں نے
وہ شاخیں اپنے کام کے لئے نکال لیں
جو مضبوط اور بھک دار ہیں اور انکو
ایک دوسرے میں ٹکڑیوں میں جھوٹا
تیا لیا ہے۔ جب وقت آئیگا ہم چند لمحوں
رنگ سے زیادہ کام میں لائیے کچھ ٹکڑے
اسکے ٹھاٹھ کے باندھنے میں صرف
کچھ جادوئے کراسکا بڑا حصہ غبار کا
کی چوٹی میں باندھا جائیگا اور دونوں
سرے دونوں مخلوق میں پروئے
جائیں گے اور نیچے تک پہنچیں
تاکہ یہ دیواریں بوجھ کو سنبھال سکیں

پھر ایک ٹکڑا غبار ہ کے چاروں
طرف مثل کمر بند کے لپیٹا جائے گا اور
دونوں طرف کی ریموں میں باندھا
جائیگا اور چٹائیوں کو کاٹ کر ہم چوڑے
چھوٹے ٹکڑے بنالیں گے اور یہ ٹکڑے
دوہری کے حلقہ اور ٹھاٹھ میں لگائے
جائیں گے تاکہ غبارہ بخوبی سنبھلے رہے۔
نوٹ۔ اوہ یہ سب بڑے تعجب کی
بات ہے۔

بڑھا۔ اب شاید تم مجھ سے یہ پوچھو گے
کہ غبارہ میں ہوا کیونکر پھری جائیگی۔
سوائس کا میں مذہب تسلیم کر لیا گیا ہے۔
یہ کمر داروں نے پھر تینون ختم
بند کر دیے اور اپنے اپنا کچھ ٹکڑا لگا دیا اور
ٹکڑے لگائے اور چھوٹے ٹکڑے لگائے
کیونکہ آج کا دن تو بھج حالات کے
واسطے ہے اور جو ابھی تم سے بہت
کچھ بیان کرتا ہے۔

باب چہل و چہارم

دارول اور ٹوٹن

غرض کہ دونوں جہت پر چڑھے اور
کچھ دیر تک جب چاہا ہر ایک اپنے
خیالات میں مشغول رہا اور ادھر ادھر ٹکڑے
ٹوٹ گھٹاں گلستان کا حال کہنے والا

تھا کہ کوٹ ڈارول نے خود گفتگو شروع کر دی۔
 فرانسیسی: اب میں تم سے ایک از سر تبتہ کا حال کہتا ہوں یعنی اس قدر جس سے میں واقف ہوں۔
 ٹوٹنہ: یہ عجیب بات ہے میں خود تم سے ایک زار تبتہ والا تھا جو اب تک میں نے تم سے مخفی رکھا تھا۔
 ڈارول: تمہاری باتوں میں کچھ عیب معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجھ کو تمہارے کوہ قاف میں پھرنے میں تعجب تھا مگر خیر۔ تمناؤ کہ تمہارا راز کیا ہے؟
 ٹوٹنہ: میں نے اپنے متوفی آقا منصور کے بچے کے کاغذات میں اتفاقاً یہ دیکھ لیا کہ کوئی کوہ قاف کے جنگلوں میں ایک نہایت پر فضا مرغزار ہے جسکو جنت ارضی کہنا چاہیے اور اسی میں بیشمار جواہرات اور سونا چاندی علاوہ خوش خرمیوں اور خوبصورت پھولوں کے ہیں میں اسکا ٹھیک موقع جانتا ہوں بلکہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اسکی دلیز تک پہنچ چکا ہوں مگر ایک اثر دبا اس جگہ کا محافظ ہر میں اس کے خوف سے اپنی جان نیکر بھاگا۔
 ڈارول: اور کوہ قاف کی پہل پہلیان میں ٹوٹا اس جنت ارضی کا راستہ کیسے ملا؟
 ٹوٹنہ: اس وادی پر فضا میں چاروں طرف پہاڑ ہیں جنہر انسان کا چڑھنا دشوار ہے مگر ان میں سے ایک پہاڑ جو سب سے بلند ہے اسکی چوٹی ایسی معلوم ہوتی ہے کہ چھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی ہے اور اسی علامت سے میں اس موقع کو پہچان لیا تھا۔
 ڈارول: یہی علامت ہماری رہنمائی کر گئی جب ہم غبارہ میں بیٹھ کر ہوا میں اور سیکے کو قتل اس کے ہم زیادہ صراحت کے ساتھ ان واقعات کا ذکر کریں جو پہلو معلوم ہیں بہتر ہو گا کہ مجھ کو اپنی تقریر ختم کرنے دو جو تم نے قطع کر دی تھی۔
 ٹوٹنہ: اچھا تم ہیں کہ علیہ السلام۔
 ڈارول: آفر سلطنت بادشاہ لولی شانزدہم میں شہر برس میں ایک من شریف آدمی برنگی بخت کا تیا ہوا گنٹ نامے رہتا تھا اس نے اصلی خیرات اور سچی نئی نوع انسان کی بہبود میں اپنی دولت تمام صرف کر کے اپنے تین مفلس کمر دیا اور خاندانی مکان سکونت کا فروخت کر کے ایک جوڑے میں جا کر مقیم ہوا بعد ازاں معلوم ہوا کہ گنٹ دھتھر پیرس سے غائب ہو گیا دو برس تک وہ مفقود الحضر رہا اور بعد اس مدت کے واپس آیا۔

نظر پر اسباب اُسکے پاس بہت دولت معلوم
 ہوئی تھی اُس نے اپنا علاقہ دیہات کے
 مکانات اور شہر کی مجلس اسب خرید کر لیے
 اور بیشتر سے زیادہ خیرات اور داد و بخش
 کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اسکی سخاوت کی
 بادشاہ کا اطلاع ہو گئی تھی اور انقلابات
 کے بادلوں کی گرج و مرج سے سنائی
 دیتی تھی بادشاہ اسکی کوشش کرتا تھا
 کہ جہاں تک ممکن ہو ہر دل عزیز رہے
 اُس نے یہ سوچا کہ ایسے وقت میں گنٹ
 کو جو بہت ہمدرد رعایا کا ہے کوئی
 خاص عزت بخشنا چاہیے جو باعث
 رضا مندی رعایا کا ہو۔
 پس کوئی شائزہ دہم نے گنٹ کو طلب
 کر کے اسکو خطاب مار کو کس کا عطا کیا
 اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سلطنت
 کا انقلاب ہوا اور بادشاہ تخت سے
 اتار دیا گیا اور سلطنت جمہور یہ قائم
 ہوئی امر اور اراکین سلطنت بھاگ
 گئے یا حار پر کہینے لگے۔ گنٹ بچ گیا مگر
 اس زمانہ میں بہت سے پاجی جاسوس
 اور خود غرض مخبر تھے اور اس بد عملی
 میں یہ ناممکن تھا کہ بیگناہ اور مجرم ایک
 دوسرے سے نہ ہانکے حاوین خلاصہ یہ کہ
 گنٹ بھی گرفتار ہوا اور مجلس میں

بھیجا گیا۔ اُسکے ذمہ یہ الزام قائم کیا گیا
 کہ وہ بھی منجملہ اُمراء کے ہوا اور رعایا سے
 مخالف ہوتا اس سے یہی ثابت ہو کہ جب
 بادشاہ اور رعایا میں جھگڑا ہو رہا تھا
 اسوقت اُس نے بادشاہ سے خطاب رکوس
 حاصل کیا اور نیز یہ کہ گودہ بالکل مفلس ہو گیا
 ہوا اسکو دفعہ دولت بقیاس ہاتھ آ گئی
 جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ وہ دولت
 ہو جو بادشاہ اور ملک نے اس ملک سے بھاگنے
 کی تیاری کے لیے جمع کر کے اُسکے پاس
 اتنا تار کھوائی تھی غرض کہ گنٹ عدالت کے
 سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے یہ جواب دیا کہ
 میں رعایا سے مخالف ہو کر نہ بادشاہ کا
 طرفدار نہیں ہوا مگر اتنی بے اعتدالی اس
 ضرور ہوئی کہ اُس نے یہ کہہ دیا کہ میں دونوں
 فریق میں سے کسی کا بھی خواہ نہیں ہوں۔
 وکیل سرکار نے اس جملہ پر گرفت کی اور بیان
 کیا کہ گویا ہر اپنی بے تعلقی ظاہر کرتا ہے
 مگر دل میں ضرور ہوا خواہ اُسی فریق کا ہوگا
 جسکی طرف اسکو باعتبار قصاص تہ میلان
 ہے اور جو شخص ہوا خواہ رعایا کا نہیں ہے
 وہ ضرور مخالف رعایا کا ہو۔ جب گنٹ
 سے خطاب حاصل کرنے کی بابت جواب
 طلب کیا گیا تو اُس نے بیان کیا کہ اس وقت
 انکار کرنا میری طبیعت کے خلاف تھا اور

اسنے بادشاہ کی مرضی پر عمل کرنا بھی فراموش نہ کیا
یہ بات گنٹ کی صفائی بزم کو اور بھی خلاف
واقع ہوئی اور اس سے اور بھی زیادہ
خواری مقررہ کی ہوئی کہ جیسا اس سے اسکی
دولت کا حال دریافت کیا گیا تو وہ خاموش رہا
غرض کہ ان الزامات سے پاداش جو اس پر لگا رہے
تھے اسکو مزائے موت کا حکم دیا گیا۔
گنٹ لکڑہ رنگ کے مجلس میں قید
کیا گیا کہ جیسا کہ کی پاری آئیگی وہاں پر کھینچا
جائیگا۔ جیسا کہ نامبروہ قید کیا گیا آئیں
ایک جوان باورچی بھی مقید تھا جسکا نام
ڈارول تھا یہ شخص میرا چچا تھا اس سے
دولت میتھاس کاراز جو شیب اس کی
معیت کا تھا کہ دیا تنور سے عرصہ کے
بعد بد نصیب گنٹ سے چند اور قیدوں
کے نکالا گیا اور اسکو پچاسی دی گئی
اسکو تنور سے دن بعد پھر بد علی ہوئی
مجلس کے دروازہ کھول دیے گئے اور
میرا چچا رہا ہو گیا اور کچھ انقلاب کے بعد
جب خاندان شاہی کے قبضہ میں ملک
آیا میرے چچا کو بڑا عہدہ کر جایا گیا
اور وہ بشت ہو گیا اور بالعموم لوگ
اسکی قدر کرتے تھے وہ عیاشی نہ کرتا
مگر اسکا مزاج دعوت پسند اور مہمان نواز
واقع تھا۔ وہ خیرات بھی کرتا تھا اسکی

تنوڑی بضاغت جو قحی اس طرح ختم ہو گئی
اور وہ مفروض ہو گیا۔ اس کی مقررہ
کا حال عام طور پر مشہور تھا اسکو لوگ
دو لقمہ سمجھتے تھے مگر وہ درحقیقت
دیوالیہ تھا۔
تو نرے اب میں سمجھا کہ تم کس کا ذکر کر
رہے ہو تم اپنے رشتہ دار کا ذکر کرتے
ہو جسکا تم اپنے تین وارث سمجھتے تھے
اور جنہ تم کو چند برس سے زیادہ ہوا
بوقت نزع تم کو اپنے گاون پر بلایا
تھا۔
ڈارول: ہاں ہاں وہی میں نے
سمجھے تھا کہ اسنے بوقت نزع مجھ کو
دو وارث کی بابت گفتگو کی ادل یہ کہ اسنے
اپنے بے ازہ ہونے کی بابت اطلاع
دی اور یہ کہا کہ میرے مرنے پر تم کچھ
پانے کی امید نہ کرنا دوسرے یہ کہ
میں تمکو دولت بیقیاس حاصل کرے
وسائل بتائے دیتا ہوں یہ کہ اسنے
اپنا مقدمہ بیان کیا کہ کچھ برس ہوئے
وہ اور گنٹ لازم بزم کے مجلس میں
ایک جگہ قید تھے اور گنٹ نے اپنی
دولت کا خفیہ ذریعہ اسے بتا دیا تھا۔
تو نرے: وادی گستان۔
ڈارول: ہاں معلوم ہوتا ہے کہ گنٹ کو

بعد مجلس ہو جانے کے یہ راز معلوم ہوا کیا جو اسکو وادی گلستان میں جانے کیلئے اور جب وہ دو برس تک پیرس سے غائب رہا اور بعد اسکے دولت سے مالامال واپس آیا غالباً وہ وقت اسے کہہ قاف میں صرف کیا تھا۔ پس مرے چچانے بوقت نزع اس حال سے چٹکوا لگا دیا گیا بعد ختم کرنے بیان گھائی کے میراجا دیگر حالات جو گھائی کا موقع دریافت کرنے اور سمجھنے داخل ہونے کے واسطے ضروری تھے بیان کرینوالا تھا کہ دفعتاً اسکی سانس ٹوٹ گئی۔

باب چہل و نہم

غبارہ

اسی طرح وقت گزرتا گیا اور قیدیوں کی حالت میں کچھ تغیر نہیں ہوا آخر کار یہ معلوم ہوا کہ وقت معہودہ پہنچ گیا اور دارول نے آخری تیاریاں شروع کر دیں اور اسکو غبارہ سید سے رکھنے کے لئے لنگر کی ضرورت تھی اس کام کے واسطے اسنے اس مقام سے جہان اسکے بیٹے کی جگہ پر ہوئی تھی بہت سے چوٹے چھوٹے پتھر اوکھاڑ لیے مگر انکو بانتظار وقت کے اُسی جگہ پر نہ دیا اسکو آنکڑہ کی بھی ضرورت تھی اور یہ بھی اسنے بنا لیا اب ایک بیٹی رسی کی ضرورت تھی کہ وقت ضرورت آنکڑہ میں باندھی جائے بعد توڑی دیر غور کرنے کے دارول نے یہ سوچا کہ اسکو اور ٹوٹر کا پانا پانا بچونا اس کام میں لانا چاہیے پس انہوں نے اپنا تمام وقت چٹائیوں

میں نئے امید کو ساقط نہ کر کے تھوڑے عرصہ بعد فرانس سے مالک مشرق کا سفر کیا اس ارادہ سے کہ کوہ قاف کے پہاڑوں میں پھردن اور جس طرح سے ممکن ہو وادی گلستان کا پتہ لگاؤں میں نے منظور کا لباس جو میرے مناسب حال تھا پہنا اور تلاش میں مصروف تھا کہ گرفتار ہو کر قلعہ گران روگ میں مقید کر دیا گیا جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس طرح پھر کوٹ ڈارول نے اپنی داستان ختم کی اور ٹوٹر نے نہایت اشتیاق اور توجہ سے سنا بعد ازاں ٹوٹر نے سلسلہ داستان کا تاخیر رکھا اور اپنے ساتھی سے ان وسائل کو بیان

کے تازہ لائے مین صرف کیا اور ان سے
رسی بٹی۔ یہ کام نہایت احتیاط سے کیا گیا
اور تھوڑے عرصہ میں جب تکورسی بچے
کا تجربہ ہو گیا تو کام تیزی سے چل نکلا
آخر کار ڈارول نے ایک روز توڑنے
کہا کہ اغلب ہے کہ کل رات کو ہم اپنی
بڑی مہم کے انجام دینے کی کوشش
کرین گے۔

دوسرے روز بہت دیر تک دون
قیدی خاموش رہے۔ ہر شخص اپنے
اپنے خیالات میں مستغرق تھا۔ ٹوئز
کے دل میں طرح طرح کے متناقض خیالات
جوش زن تھے مگر وہ بوڑھے بظاہر نہ کرنا
تھا کیونکہ اُسکو یہ اندیشہ تھا کہ اگر بوڑھا
میری جانب سے آثار خوف دہراں
کے دیکھے گا تو غالباً اپنے عزم سے
باز آئے گا۔ غرض کہ اسی طرح وقت
گزر رہا گیا۔ شام ہوئی اور جیلر شام کا
کھانا لایا۔

قیدی کھانا کھانے کو بیٹھے جب کھانا
کھانے سے فراغت ہوئی ڈارول نے
ٹوئز کی طرف دیکھ کر کہا: تم جانتے ہو
کہ اب وقت مقررہ قریب پہنچتا
جاتا ہے۔

ٹوئز نے ہان میں جانتا ہوں بلکہ یہ بات

معلوم کر کے خوش ہو رہا ہوں۔
ڈارول نے تو چلو توڑنا کام کرین ہمارا انتظار
تو کام پہلے ہی سے بنا ہوا ہے۔

غرض کہ دونوں قیدی کام میں مصروف
ہوئے ڈارول نے فردا فردا ہر چیز نکالی
اور ٹوئز ان پتھروں کو جو ٹکڑے کے واسطے
تجویز کیے گئے تھے مینار کی چوٹی پر لے گیا
جب اُس سے فراغت ہوئی اور اُس نے
جنرل کے کی رسی کو کھولا اور کھینچ لیا اسی
رسی کو لپیٹ کر وہ نیچے اترا اچان ڈارول
کچھ اور درستی کر رہا تھا۔

اب اس رسی کے ٹکڑے کیے گئے ایک
ٹکڑا دوہرایا گیا تاکہ اُسکا بچون بیچ معلوم ہو
اور جہاں پر اسکا وسط تھا وہ مقام عیارہ
کی چوٹی پر باندھ گیا۔ عیارہ کے دونوں
طرف ایک ایک حلقہ بٹے ہوئے ریشم کا
پہلے سے بنادیا تھا ان حلقوں کے اندر
رسی کے دونوں سرے ڈالے گئے پھر
ایک اور ٹکڑا رسی کا عیارہ کے چاروں
طرف بطور کمر بند کے لپیٹا گیا اور ریشمی
حلقوں کے مقام پر پہلی رسی باندھ
دی گئی۔

یہ انتظام اس واسطے کیا گیا تھا کہ کل
دن مقام نشست کاریوں سے سنبھلا
رہے اور ریشمی حصہ عیارہ کا نہ پھٹے مگر کی

یہی میں باریج چھٹکڑے رسی کے جوڑائی سے بنائی گئی تھی باندھے گئے اور کٹ کے ٹکڑے ٹپٹ کر انہی مضبوطی کر دی گئی ہیں کوئی شک نہ تھا کہ یہ تمام رسیاں مقام نشست کے وزن کو پورے طور سے سنبھال لیں گی۔

اب سب سامان تیار ہو گیا اور ڈارول لے لیا کہ مارٹھے گیارہ کا وقت ہو گیا وہ بھر غبار پر چڑھا اور تھوڑی دیر کے بعد بہت بٹاشن اُترا کیونکہ رات بدستور تاریک تھی جیسا کہ قیدی چاہتے تھے۔

باب چہل و ششم

اب وہ دونوں آدمی ملکر غبارہ جنت پر چلے اور ایک سی اسکی جوڑی میں باندھ کر جیل کے کچھڑ میں اس طرح لگادی تاکہ غبارہ مستحکم اور کسی قدر تر چارہ ہے کہ دیوان بہر گئے کے وقت سہولت ہو اور اس کے اوپر کا حصہ فیصل پر نہ کھائی دے گو اسکا زیادہ اندیشہ نہ تھا کیونکہ رات بدستور تاریک تھی۔

اب آخری کام یعنی غبارہ میں دیوان بھرنا شروع کیا گیا ڈارول نے ٹونے کہا کہ ٹپٹے کو اس طرح بچھنا جو کہ اس میں خوب دیوان بھر جائے جب غبارہ میں دیوان بھر گیا پورے لے چو کر سے لے کر اب سب سامان تیار ہو چکا تھا

بیٹھو اور اپنے تئیں خدا کے حوالے کرو کیونکہ انسان کی ذاتائی اس معاملہ میں انتہا کو پہنچ چکی مگر کچھ تر دہ نہ کرو کیونکہ خدا ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔

ٹونز اسید کے تئیں من چلنا چور تھا اسکو ایسی خوشی تھی کہ اپنے دماغ میں کوئی دوسرہ نہ آنے دیتا تھا وہ ڈھانچہ میں بیٹھ گیا اور ڈارول بھی داخل ہوا اور رسی جو کاٹ دیا۔

بلند پرواز ان بادیوں دونوں قیدی غبارہ میں اڑے غبارہ تیز و تار ہوا میں سیدھا اوچٹا اور اوپر ہو چکر ہوا کے ایک جھونکے نے اسکو بہت تیزی کے ساتھ دیوان کر دیا اور وہ آگے بڑھتا گیا۔ ٹونز کو کچھ نہ معلوم ہوا کہ کتنا وقت گذرا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈارول نے اس سے کہا کہ دیکھو پیدہ صبح افق مشرق سے نمودار ہو رہا ہے اب ہوا خوشگوار معلوم ہونے لگی۔

اب آفتاب کی روشنی زیادہ ہوئی اور بلند پرواز ان بادیوں کو پھاڑا

کی چوٹیاں جن پر سے وہ گزر رہے تھے دکھائی دینے لگیں اور ٹوٹنے غبارہ کی رفتار کا اندازہ کرنے لگا۔

ڈارول نے اب چونکہ روز روشن ہو گیا ہے تو تم ان کوہ قاف کے جنگلوں اور پہاڑوں کو جو ہمارے پیروں کے نیچے ہیں خوب غور سے دیکھتے جاؤ تم تم کہتا تھا کہ سب سے بلند چوٹی ان پہاڑوں کی جو دادی گلستان کے چاروں طرف ہیں برج سے بھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ تو تم نے ان میں اس چوٹی کو فوراً پہچان لیا۔

ڈارول نے غبارہ کی قوت کم ہوتی جاتی ہو اور ہم رفتہ رفتہ اترے جاتے ہیں۔ ہنوز اٹھارہ میل نے یہ تقریباً ختم نہ کی تھی کہ ٹوٹنے لگا اور ایک طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ دیکھو وہ پٹی ہوئی چوٹی ہر وہی موقع دادی گلستان کا ہے۔

اب چونکہ غبارہ بلا جنبش کے سیدھا جا رہا تھا ڈارول نے آنکھوں کو دیکھنے لگا تاکہ اوس کو تیار رکھے اور جب موقع مناسب پراچرنے کی ضرورت ہو اسے کام میں لاوے۔ اب آنکھوں کا ایک نکتہ

دیکھا نہ تیس یا چالیس فیٹ زمین سے بلند تھا۔ تھوڑی دیر تک آنکھوں کو دکھائی گیا اور کسی چیز میں نہیں اٹکا آخر کار ایک درخت کی جڑ میں جو زمین کے اوپر کھلی ہوئی تھی الجھ گیا۔ غبارہ کو ایک سخت جھٹکا لگا اور یہ دونوں اسیں سے جھٹ کو دھڑکے۔

دونوں نے چاروں طرف دیکھا شروع کیا کوئی آبادی قریب نہ تھی۔ ڈارول نے ہمارے نزدیک ہم اس حصہ راستہ دادی گلستان سے گزرتے فاصلہ پر ہون گئے۔

تو تم نے ہم اس موقع سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر میں جہاں سلطان اسماعیل کے سپاہیوں نے جنگ کو رفتار کر لیا تھا چوٹی میں چلنے پر ان کی جگہ اس نالہ کا راستہ طے کیا جس میں اس عین تیرہ و تار غار میں پہنچنے کے لیے اترنا پڑتا ہے۔

پوڑھا پہاڑ پر پہنچنے پر ہم ان قوتوں کو جو گھائی گلستان کے سدا رہا ہوتی ہیں دور کر دینے۔

تو اس مقام پر جہاں غار اسکا دھڑکے بعد اس دور دراز آبادی سفر کے زمین پر اترے تھے آگے بڑھا۔ اور ڈارول ہی اپنے رہبر کو پیچھ ہونے لگا۔ چونکہ زمین ٹوٹنے اس

موقع کو پہنچا جہاں سلطان اسماعیل کے
ساتھ بیٹھ کر کیا تھا اسکو خاص
قدر کی بناوٹ پہاڑوں اور بلند یوں کی
یاد آگئی مگر وہ چشمہ جسکا شفا پانی اُسے
پہنچاتا اور جسکے کنارہ پر اُسے قیمتی قرآن
سے باتیں کی تھیں اب بڑھ کر خاصہ دریا
ہو گیا تھا تو نے کو اس چھوٹے غار کا
خیال آیا جہاں وہ سویا کرتا تھا اس کو
چراغ تیل اور دیا سلائی جو اُسے دہان
چوڑا تھا یاد آگیا اور اُسے چھ سو جا کہ
اگر یہ چیزیں اب تک وہاں رکھی ہیں تو اُس
بیرہ و تار میں بہت بکار آئے ہوں گی۔
جوان نے دارول سے یہ حال بیان
کیا اور دونوں غار کی طرف چلے۔ تو نے
چراغ تیل اور دیا سلائی کو اُسی مقام پر
دیکھ کر نہایت خوش ہوا جہاں اُس نے
چوڑا تھا ایک بوتل میں کھوڑی سی
شراب بھی موجود تھی جو اس نے دہان
رکھی تھی شراب کو بوڑھے نے پیا اور بہت
مسرور ہوا۔

دونوں چلنے لگے تو نے رہبری شروع
کی گو موقع کی صورت میں بہت تغیر ہو گیا
تھا تاہم تو نے کو راہ ہانسنے میں کچھ وقت
نہ ہوئی وہ ایک درے میں ہو کر ناہموار
پتھر پٹی زمین پر ہو کر گذرے جو دفعتاً

ختم ہو کر ڈھالو زمین کے طور پر نمودار
ہوئی جسکے کنارہ پر درخت اور پتلی جالیان
لگی ہوئی تھیں۔

تو نے اب ہم اُس ڈھالو راستہ سے
اُترنے والے ہیں جسکا میں نے اکثر ذکر کیا ہے
مگر یہ تو بتاؤ کہ اس ہولناک اثر و
سے جوانے کے اسطر فیہ والے غار میں
بے کسر طرح مقابلہ کر سکے۔

دارول کے بالفرض غار میں کوئی سا
تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ جسوقت تم نے

اُسے چھو ادھ شکار سے ایسا سہ تھا کہ
نکو نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں

رکھتا تھا یا یہ کہ وہ محض کوئی مورتی ہو
اور اصلی سانپ نہ ہو۔ اگر پہلی صورت

ہو یعنی یہ کہ سانپ شکار سے شکم بھر
یہ خیال کرنے کی وجہ نہیں ہے کہ وہ

اب تک غار میں ہوگا کیونکہ حشرۃ الارض
کبھی ایک مقام پر قیام نہیں کرتے

لیکن اگر وہ اب تک غار میں ہو بھی
مالو کہ شدت سرما سے جو آج کل ان

حماک میں ہے وہ سن اور جسم حرکت
ہو گیا ہوگا ہوگا مگر میں قیاس کرتا ہوں

کہ وہ ضرور کوئی مورتی ہوگی تو نے
اسکو خوب سمجھ لیا کہ حماک مشرق میں
سانپ ایک مشہور و معروف علامت

کے لیے چلے۔

باب چہل و ہفتم

غار

اب وہ غار کے تیرہ دنار دہانہ پر پہنچے
ٹوٹ کر کوہِ خیال ہو کہ کہیں لوٹے گا گمان
غلط نہ تھکے اور آڑ دھا غار کے اندر موجود
ہو ڈار دل اس کے دلکی بات سمجھ گیا اور کہنے
لگا "ٹوٹ کر کچھ اندر نہ کر و مجھ کیسے لوٹے
کی جرات سے تمکو اور زیادہ استقلال
ہونا چاہیے۔"

ٹوٹ کر وہ ہاں میں مضبوط ہون اور میں
اپنی مضبوطی کو بے ثبات کہہ دوں گا۔
اب دونوں غار کے دروازہ پر پہنچے
ٹوٹ نے دیاسلائی سے روشنی کی اور
چراغ جلا یا اور تیز نظر غار کے اندر ڈالی
لیکن غار کی انتہا تک اسکی نظر نہ پہنچی
مگر اُسے دیکھا کہ غار کی چھت اور دیوار میں
گھر گھری اور ناہموار ہیں اور تھوڑی دور
تک اُس کے دروازہ میں ایک جنگلی درخت
لیٹا ہوا ہے۔

ڈارہ ول "مجھکو پہلے جانے دو اگر بیان
فی الواقع کوئی سانپ ہے تو پہلے مجھی پر
حملہ کرے گا۔ میں بوڑھا ہوں میری جان
جانیکا اتنا افسوس نہیں ہوگا جیسا تم سے

سمجھا جاتا ہے اور اسکی مورتن پتیل پتھر کی
ایسے تمام مقامات کے دروازہ پر جیسے پانی
جاتی ہیں جہاں تو بہات خود غرضی یا غفلت
اسکی اجازت نہیں دیتی کہ کسی غیر شخص کا
قدم اندر آنے پائے۔ جن لوگوں کی تفویض
میں گلستان کا راز پہلے رہا ہو گا وہ بوجہ
اپنے حسن اعتقاد کے شاید یہ سمجھتے رہے
ہوئے کہ یہی باغ بہشت ہو۔"

ٹوٹ نے اس تقریر کو نہایت توجہ کے
ساتھ سنا جسکا ہر جملہ لطف سے ملبوس تھا
اسے جہاں تک ہو سکا اُس کیفیت کو یاد کیا
اور اب وہ یہ سوچنے لگا کہ وہ یقیناً پتیل پتھر
کی مورتن ہوگی جسے غار کے اندر کی بھی
کیوجہ سے لبلبا ہٹائی کیفیت تھی جس سے
ٹوٹ نے یہ سمجھا تھا کہ یہ فی الواقع زندہ سانپ
ہے جسے اسکو چوا تھا۔

ٹوٹ "میں تمہاری عقلمندی کا قائل
ہوں اچھا چلو چلیں میرے دل کو اب ایک
گوشت جرات اور اطمینان ہے جو پہلے مرتبہ
مجھکو نہ تھا۔"

ڈارہ ول بہ حال یہ مناسب کہ ہم مضبوط
چھریان بطور آلہ حرب یا سامان بجاؤ
کے جو بیان مل سکیں نے چلیں۔
چنانچہ اسی پر عمل کیا گیا اور تقریر ختم
ہونے پر دونوں شخص اپنی مهم سر کرنے

نوجوان کی۔

ٹوٹنے نہین میرے معزز دوست جو کچھ نقصان پہنچنا ہوگا میں انگیزہ کروں گا۔

یہ ہنکروہ غار کے اندر چلا ڈار ول بھی

پہنچے ہو لیا دوسو گز سے زائد تک وہ اس

تہ خانہ میں جو ہار کے اندر بیٹھا چلے گئے

انکے بیرون کی قباب کے سوا اور کوئی

آواز نہ آئی اب انہیں ہر رفتہ تنگ ہونے

لگا ٹوٹنے پر چارخ کو ادھا کیا تاکہ آگے کا راستہ

دکھائی دے اور جو کچھ خطرہ ہوا اس سے جلد

آگاہ ہو جاوے۔ اب ڈار ول اس کے برابر

چلے لگا اس ارادہ سے کہ اس خطرہ میں

جو پیش آئے اگوار نہ ہو تو ٹوٹنے کا شریک

رہے مگر اتنا غاموشی تھی۔

اب غار کے انتہائی طرف تاریکی میں

کوئی بڑی سیاہ چیز دکھائی دینے لگی۔

یہ ایک بڑی عورت عورت کی تھی کیونکہ غار

گو تنگ تھا تاہم اوس کی اوسط بلندی

دس فٹ کی تھی۔

ٹوٹنے کیا ٹکڑے دکھائی نہین دیتا۔

دار ول ہان مجھ کو کوئی چیز جو ظاہر ایک

بڑی عورت ہے نظر آتی ہے۔

ٹوٹنے عورت۔

دار ول ہان یہ کسی عورت کی عورت

ہے اور اب مجھ کو غور سے دیکھنے پر

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ماما حوا کی تصویر ہے

ہاں ٹوٹنے کی وہ سانپ ہے جو اسی نے

سے بنایا گیا ہے جسکی صورت ہیومن یقین

کہتا ہوں کہ دونوں پیچھے کے ہیں۔

فی الواقعہ زمین پیچھے کے تھے۔ غار

کی سرے پر بڑی برہنہ تصویر ماما حوا کی تھی

یہ بھی ایسی انکی صورت اس گناہ کے قبل

تھی جسکی منرا میں وہ اور انکے شوہر بہشت

سے نکالے گئے تھے۔ عورت ایک برہنہ

جو کی برہنہ تھی جسکی بلندی دس فٹ تھی

اور سانپ کی تصویر اس طرح تراشی گئی تھی

کہ اسکا سر ارد گردن اکٹھا ہوا تھا گویا وہ

ماما حوا سے بائیں کورہا ہے اور اس کے باقی ماند

طول کے بڑے بڑے بچے جو کی برہنہ

تھے اور دم زمین تک پہنچتی تھیں اس

سب پر سبز سبز کالی جسم لگی تھی جس کے

چوٹے سے لبلباں معلوم ہوتا تھا پس

کچھ تعجب نہین ہے کہ جب ٹوٹنے کا پہلے

ہاتھ لگا ہوگا اسوقت خوف کی وجہ سے

اُسکو ہی معلوم ہوا ہوگا کہ اُس کے ہاتھ نے

زندہ سانپ کو مس کیا ہے۔

دار ول اس سنگتراشی کے عمدہ نمونہ

کو اہل بصیرت کی طرح دیکھ رہا تھا اور

اُس کے خیالات میں فی الجملہ مذہبی خوف

اور ادب بھی تھا جو اسے نئے موقع

یہ معتقدانِ دین مسیحی پر ہوتا ضروری تھا
مگر جب ٹوئز تھوڑی دیر تک تصویر کو دیکھ
چکا وہ تصویر کے مجھے اس خیال سے
گیا کہ شاید اس طرف کو کوئی دروازہ گلستان
کا ہو کیونکہ اب اسکو سیات کا خوف بالکل
باقی نہ رہا تھا۔ وہ باغ میں داخل ہوئے
لیے سیات تھا۔ کوئی نشان دروازہ کا نظر
نہ آیا۔ اسے چراغ کی روشنی سے ہنگام
کی دیوار کو دیکھا مگر کوئی علامت دروازہ کی
معلوم نہ ہوئی نہ ایک قدم آگے بڑھنے کی
جگہ پائی گئی۔ مورت غار کے سرے سے
ایک گز کے فاصلہ پر اسنادہ تھی اسوجہ سے
ٹوئز اس کے پیچھے جاسکا مگر غار کا سرا دیسا ہی
ناہموار اور گھبرگھبرا تھا جیسی اور دیوار میں
حقین جو ان نے ہرجوف اور گوشہ میں
جہان کا مگر بے سودا ہوا۔

جب وہ اس طرح مشغول تھا چراغ
کی روشنی اس کے محرک ہونے کے سبب سے
بڑی تصویر کے ہر حصہ پر پڑی۔ اس اثناء
میں کونٹ ڈارول سینہ پر ہاتھ باندھے
ادب اور اشتیاق سے تصویر کو
دیکھ رہا تھا۔

آخر کار ٹوئز اپنی بے فائدہ تلاش میں
ناکام اور چل ہو کر پوڑھے کی طرف
پھرا اور کہنے لگا۔ "بہتر ہوگا کہ تم مجھ کو مدد

دو بجائے اس کے کہ کھڑے رہو۔
دارول "نہیں معلوم کتنی عسرتیہ
تکو عدم استقلال اور جلد بازی پر
ملامت کرتا ہوگا اسوقت کہ تم قدرتی امن
امان کی گھائی اور سد اہل جنت ارضی میں
داخل ہونا چاہتے ہو تو چاہئے تھا کہ
اپنی روح کو خیالات دنیاوی سے پاک
کر دیتے نہ یہ کہ ان عیوب کو اس کے عین
دروازے پر لائے ہو۔"

نوجوان جواب دارول کے مزاج سے
خوب واقف ہو گیا تھا سمجھا کہ یہ نصیحت
غالباً بوڑھے کی کسی اور دانتالی کی تمہید
ہے پس اس نے نہایت عاجز سوزی اور
لجابت سے کہا۔ "معاف دیجئے۔ اب
میں پھر کبھی اتنی عجبت سے آپ کو ناراض
نہ کر دوں گا۔"

دارول۔ میں جو اس مورت کو غور سے
دیکھ رہا ہوں بلا وجہ نہیں ہے میں خوب
یقین سمجھتا ہوں کہ کیسی ہوشیاری سے
گلستان کا راستہ چھپایا گیا ہے پس میں
کبھی ایسا ہیودہ خیال دل میں نہیں
لا سکتا کہ غار کے سرے پر چٹان کی دیوار
میں کوئی دروازہ ہوگا جسکو جو شخص
چاہے کھول سکے۔ تین میرا خیال اس
راز کے دریافت کرنے کے واسطے

اور طرف ہے۔“

ٹوٹے۔ ادھر مورت کی طرف۔“

دارول نے ہاں مورت کی طرف۔ اور
تم خوب جانتے ہو کہ اسی مورت میں اوی
گلستان کا دروازہ ہے۔“

ٹوٹے۔ مرجا۔ آفرین حقیقت میں تمہاری
دانائی عجیب و غریب ہے بلا شک تم
چہ دان بلکہ غیب دان ہو۔“

دارول نے کفر نہ بلکہ۔ تم لغو زبان نہ مجھو
خدا کے اوصاف سے موصوف کر لے ہو۔

ہوشیار ہو کہ کہیں تمہارے ان گناہوں
سے ایسا نہ ہو کہ تم کو گھالی گلستان میں داخل
ہونا نصیب ہو۔“

مگر ٹوٹے نے یہ گفتگو جو ملامت سے شروع
اور تنبیہ پر ختم ہوئی نہ سنی اُسے چراغ کو
جو کی کے ایک ابھرے ہوئے حصہ پر

رکھ دیا جو بصورت میوہ اور پھولوں کے
دھیرے تھا اُس پر ماحوا کھڑی تختیں اور
سانب اُس پر لیٹا ہوا تھا۔“

غرض کہ ٹوٹے چراغ کو رکھ کر طرف تصویر
کی جو کی میں چھپا ہوا کھٹکا یاد دلا دے
کا نشان تلاش کرنے لگا دھتیا جو کی

کے سامنے کا کل حصہ دروازہ کی طرے
کھل گیا اور ایک ساندلی عورت
نمودار ہوئی۔“

عجورت۔“ ادھر بیان تو اجنبی لوگ ہیں
آئین کیا تو ٹوٹے۔“

جسمِ نردن میں کلاڈسا کر ہاتھ میں ایک
خنجر چمکا اور اُسے نہایت سرعت کے ساتھ
خنجر ٹوٹے کے دل میں بھونکا چاہا ٹوٹے نے

بھی خستہ ہو کر کلاڈسا کی کلائی پکڑ لی
اور خنجر اُس کے ہاتھ سے چھین کر قبل اُس کے
کہ دارول اُس کے ہاتھ کو پکڑ کے کلاڈسا

کے پیٹ میں بھونک دیا۔ کلاڈسا چنچ مار کر
زمین پر گری اور ٹوٹے خوشی اور تحندی کا فغہ
مار کر ان سیرھیوں سے جلد اترنے لگا جو

جو کی کے دروازہ کھولنے سے نمودار ہوئی
تحقیق وہ دروازہ اُن واحد میں بہت
ہلکی آواز سے جو مشکل سے سنائی دیتی تھی

بند ہو گیا۔
اس سانچہ درزاگ کو دیکھ کر کوٹ
دارول بہت خوف سے کلاڈسا کو اٹھانے

کیلے لپکا اور خنجر جو اُس کی بائیں پستان
کے نیچے ٹوٹے بھونک کر چوڑ گیا تھا نکالا۔
خنجر نکالتا تھا کہ خوارہ خون کا جاری ہو گیا

دارول نے کلاڈسا کا کپڑا اپنی باندھنے کے
واسطے پہنا۔ چراغ ہنوز جو کی پر چل رہا
تھا اور کلاڈسا بالکل بیہوش تھی۔

دارول کے کپڑے کی جو اُس کی پوشاک
سے پہنا تھا تازہ پر نئی باندھنے ہی کو

تھا کہ دفعتاً وہ فرط تعجب سے چیخ پڑا کیونکہ
گوگلا ڈسا کا چہرہ گہرے اور گردن سے
نیچے کا حصہ سناٹا تھا مگر اس کی برہنہ
پستان سے نیچے کی جلد نہایت گوری تھی۔

باب چہل و ہشتم
سلطان کی عدالت

ناظرین کو یاد ہو گا کہ ہمارا قصہ وسط
موسم گرما سے شروع ہوا اور
اتیک جو واقعات بیان کئے گئے وہ چہ
چینی کے عرصہ میں واقع ہوئے۔ یہ وہ
زمانہ تھا کہ یورپ کے پولیکل آسمان پر
لڑائی کی گھن گھوڑ گھٹا چھا رہی تھی اور
اور روس ٹرکی میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ یورپ
نے صوبہ جات دیوب پر حملہ کیا تھا اور
بلکریا میں اپنی سپاہ اتارنے کی طرف مائل
تھے اور شاید ارادہ رکھتے تھے کہ بالآخر
قسطنطنیہ کو فتح کر میں مگر مشیت ایزدی
یوں تھی کہ ایسی مغرور سلطنت کو جو
طرکی کو دھمکا رہی تھی ٹرکی کے ہاتھ سے
نیچا دکھایا جائے۔

بڑا بارٹ کھیلنا پڑا وہ کام میں مصروف
ہو گیا اور اپنی مملکت کے معاملات پر ہر
طرح کی توجہ مبذول کرنے لگا وزیر اسے
اکثر مشورہ کرتا تو ان عام و خاص میں
اجلاس فرماتا اس محنت نے اس کے
جسم پر جو قوی نہ تھا اپنا اثر پیدا کیا اور
سنہ مذکور کے اختتام پر سلطان کو
سخت عزالت لاحق ہوئی یہ اندیشہ کیا
پڑتا تھا کہ شاید وہ مرض لاحقہ سے جانبر
نہو گا۔ اسکی سلطانی والدہ پر حالت یاس
طاری تھی دو دنوں طیب سلطان ہر طرح پر
سلطان کی تیار داری کرتے تھے کہیں اسکی
نسخہ مفید واقع ہوتے اور بادشاہ ہر دربار
کو تا مگر اتنا ر مصروفیت میں اسکو غش آجاتا
اور عزالت اسکو ہر مصلحتی کردہتی اور اسطرح
بستر پر پونچا یا جاتا کہ گویا حالت نزع
میں ہے۔

آخر کار سلطانی والدہ نے سمجھا کہ دوا
اور اطباء کی تدبیر شکستہ و تیار داری
اسکے بیٹے کی ہے کچھ کارگر نہیں ہوتی اور
وہ مغموم ہو کر اپنے مکان میں بیٹھ رہی
فی الواقع اسنے عالم یاس طاری تھا اور
کسی قسم کی امید باقی نہ رہی تھی وہ غم دالم
سے چلی جاتی تھی۔

جب اسطرح چرا اپنے کمرہ میں وہ خواصون

گو یہ زمانہ جسکا ہم ذکر کر رہے ہیں
سلطان عبدالحمید کے لئے بہت پریشانی
کا تھا ہنوز سلطان نوجوان تھا
یہ ایک دنیا کے ٹھیکر پر اسکو بہت

اور پیش خدمتون کو باہر جانے کا حکم دے کر تنہا بیٹھی تھی کہ دروازہ کھلا اور ایک خاتون آہستہ سے داخل ہوئی یہ ترخانہ یعنی گرجی بوہ کی لڑکی اور مریض سلطان کی منظور نظر حرم تھی۔

ترخانہ: "اس غلط اندازی پر مجھے معاف فرمایا گیا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ رہنما ہیں اور میں نے ڈاکٹر ورن اور طبیوں کے مشورہ کو سننا پس میں نے خیال کیا کہ آپ کو بہت غم و اہم ہو گا اس لیے یہاں آئی ہوں کہ میں اور آپ ایک ساتھ باران اشک برساؤں اور پھر رومی ظاہر کروں۔"

سلطانہ والدہ نے فرط یاس سے اپنا سر ہلایا اور کچھ کہنا چاہا مگر فوراً غم سے آواز گھٹ کر حلق ہی میں رہ گئی۔ ترخانہ: "فرمائیے امید بالکل ساقط تو نہیں ہو گئی ہے؟"

سلطانہ: "ہمارے اطباء اس مرض کے ازالہ میں جو میرے لڑکے کو لاحق ہوا ہے بالکل بے دست و پا ہو گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کو انسان کے ہاتھ سے کچھ مدد نہیں ہو سکتی۔"

ترخانہ: "اگر خیمہ ناچیز کو اجازت دیجئے تو میں عرض کروں۔"

سلطانہ: "تم کوئی ادنیٰ آدمی نہیں ہو

تھگو بادشاہ کے معاملہ میں ہر طرح پرہیزگار اختیار ہے کیا تم سلطانہ نہیں ہو؟ کیا تم میرے بیٹے کی منظور نظر نہیں ہو؟ کیا تمہارے بطن سے ایک شہزادی نہیں پیدا ہو چکی ہے اچھا کہو کیا ہے؟"

ترخانہ: "اس مکان میں ایک عورت مقید ہو جس کے قید کا حکم آپ ہی نے دیا تھا شاید آپ بھول گئیں وہ بڑی ہوشیار ہے۔" سلطانہ والدہ: "ہاں مجھ کو یاد آیا ادسکا نام نقلہ ہے۔"

ترخانہ: "کیا نقلہ نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ وہ احمد ارسلان نامے ایک مشہور طبیب کی بیٹی ہے جسے وہاں کے زمانے میں بہت معرکہ کے علاج کیے؟"

سلطانہ والدہ: "میں نقلہ کو بلاؤنگی اور دریافت کرونگی کہ وہ کچھ میرے بیٹے کے ازالہ مرض کے لیے تدبیر کر سکتی ہے؟"

قصر آغا بلا لیا گیا۔ سلطانہ والدہ اور ترخانہ کے حضور میں حاضر ہو کر اس مقام اہلکار نے بہت جھجک کر سلام کیا۔

سلطانہ والدہ: "نقلہ کو میرے روبرو حاضر کرو۔"

قصر آغا نے سلام کیا اور چلا گیا چند منٹ کے بعد وہ نقلہ کو لیکر واپس آیا۔

ساتھ سختی کی ہے مجھے اسکا افسوس ہے بلکہ میں اسکا اقرار کرتی ہوں کہ میری رائے تمہاری نسبت دوسروں کے خراب کر دی۔ مگر سنو کیا تم اب بھی اپنے اس قرار پر قائم رہنے پر راضی ہو؟

فقلمند: میں راضی ہوں مگر پہلے حضور مجھ کو یہ بتا دیں کہ کس شخص نے حضور کے دل کو میری طرف سے پھر دیا اور صریحی واقعات کو دیکھ کر مجھ کو سکار اور لین ترانی کر بولا بتایا؟

سلطانہ والدہ: کوئی شخص کاراہی کرنا منظور رہتا اُسے کہا کہ: دو دن اطباء یونانی نے تمہارے دعوے کی بابت جسکو انھوں نے تمہارا ادعاے باطل کہا مجھے اپنی رائے سے آگاہ کیا میں انکی رائے کو تے لوٹ اور واجبی سمجھی کیونکہ انہوں نے تمہاری پرواؤں کے پس کی خوب جانچ پرتالی کی۔

فقلمند: اور چونکہ وہ خود بہت سی باتوں سے ناواقف ہیں انہوں نے مجھ کو اپنے سے زیادہ نادان وقت ظاہر کیا۔ پھر ایسی حالت میں کیا امید کہ میں اکسیر کی واجبی جانچ کر اسکون؟

سلطانہ والدہ: تم اپنے شرائط بیان کرو وہ ضرور منظور کیے جائیں گے تم کس قسم کی جانچ کرانا چاہتی ہو؟

فقلمند: فوراً جواب نہیں دیا مگر سلطانہ

سلطانہ والدہ: سنو۔ اسے عورت شاید تم سمجھتی ہوگی کہ میں نے تمہارے ساتھ سختی کی؟

فقلمند: اگر حضور کو یہ منظور ہو کہ میں اپنی شکایت کیوجہ ظاہر کروں تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ حضور نے جو قول قرار چھ مہینے ہوئے میرے ساتھ کیا تھا اُسکو توڑ دیا۔

سلطانہ والدہ: وہ قول قرار مجھ کو بولا؟

فقلمند: حضور نے میری زبان سے اُس بیش بہا مرکب کے راز کو سننا چاہا تھا جو عوارض سخت کے حق میں اکسیر کا خواص کھتا ہے اور موت کی سی بیوشی کو دور کر دیتا ہے میری اس کسیر کی آزمائش کا وعدہ بھی کیا تھا اور یہ قرار پایا تھا کہ اگر میں چھوٹی نکلون تو آئیناے باسفورس میں ڈبو دیجاؤں اور اگر کامیاب ہوں تو آزاد اور مال مال کر دیجاؤں۔ مال کی مجھ کو تمنا نہیں اگر دولت کی خواہش ہوتی تو میرے اس پیشے سے بہت کچھ حاصل ہو سکتی ہے لیکن میں اپنی آزادی کو بہت بیش بہا قیمت سمجھتی ہوں اگر حضور اپنے معاہدہ پر قائم رہیں تو میں اب تک کب کی آزاد ہو گئی تھی؟

سلطانہ والدہ: میں نے تمہارے

قصر آغا ثقلہ کی دواؤں کا بکس حج اُسکی
تحویل میں تھا لیکر حاضر ہوا اور عاقلہ کے
چہرہ پر فی الجملہ شباشت ظاہر ہوئی گویا کہ
اسنے وہ چیز پائی جسکو وہ عزیز کہتی تھی۔

باب چہل و نہم

چینی کا پیالہ

ثقلہ نے اپنا بکس ایک میز پر رکھ کر کھولا
اور عیسیٰ سے اسکی اندر کی چیزوں پر اپنی
نظر دوڑائی یہ اطمینان کرتے کرتے دیکھے
کہ کوئی چیز نکال تو نہیں لی گئی وہ بکس کی
اشیا دیکھ کر مطمئن ہوئی اور اسہین سے
ایک چھوٹا چینی کا پیالہ نکالا جو ان عمدہ
پیالوں سے کچھ بڑا نہ تھا جیسے ترکی میں
مقبوہ پینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں
اور انگریزی انداز دن سے زیادہ بڑے
ہئیں ہوتے اس چھوٹے پیالہ پر پھولوں
کی بلیں بہت خوبصورت اور خوش رنگ
بنی ہوئی تھیں جنہیں سے خاص رنگ
کے نیلے اور سرخ تھے ثقلہ نے پیالہ کو
میز پر رکھ دیا اس طرح پر کہ اب وہ میز سے
دو فٹ اونچا تھا اور اپنی جگہ سے ہر شخص
اُسکو پاس آئی دیکھ سکتا تھا جو اصل
مقصود ثقلہ کا تھا۔

ثقلہ نے (سلطانہ والدہ سے مخاطب ہو کر)

والدہ پر اپنی آنکھیں جھا کر ایک لمحہ تک اُسکو
نہایت غور سے دیکھتی رہی بالآخر اسنے
کہا "سلطان کی حالت روز بروز زردی
ہوتی جاتی ہے مگر میں اُنکو بالکل صحیح اور
تندرست کر سکتی ہوں۔"

سلطانہ والدہ "کیا تم اسکا پیرا اٹھاؤ گی
اور اس کام کو انجام دو گی؟"

ثقلہ "میں ایسا کر دیتی۔"

سلطانہ والدہ "مگر یہ یاد رکھو کہ یہ ہمارے
بادشاہ کی جان ہے جسکو تم اپنی اکیسرا
تختہ مشق بنانا چاہتی ہو۔"

ثقلہ "یہ تو میں خود جانتی ہوں۔"

میری دواؤں کا بکس منگوائیے اور
دونوں اطباء سلطانی کو اپنے حضور میں
طلب فرمائیے۔"

اطبا کی طلبی کا حکم دیا گیا اور چند ساعت
میں زیادہ عمر والا طبیب حاضر ہوا اور سلطانہ
والدہ اور ترخانہ کو ادب سے سلام کیا اور یہ
کہا کہ میں دوسرے طبیب کو سلطان کے
پاس چھوڑ آیا ہوں اسواسطے وہ حاضر نہیں
ہوا کیونکہ اسوقت بادشاہ کی آنکھ لگ
گئی ہے۔"

سلطانہ نے ثقلہ کو مخاطب ہو کر کہا تم چاہتی
ہو کہ دونوں طبیب حاضر ہوں۔"

ثقلہ نے نہیں حضور ایک کی موجودگی کافی ہے۔

حضور اس پیالہ کو خوب غور سے ملاحظہ فرما
 لیون اور ان پتھو لون کو بھی جیسا کہ یہ رنگ
 آمیزی سے بنائے گئے ہیں دیکھتے ہیں
 دیکھتے ہیں یہ رنگ کیسا گہرا اور صاف
 ہے یہ صرف سنگ کیسا شوخ اور یہ سبز
 کیسا چمکدار اور یہ زرد کیسا ستھر اور دیکھتے
 کہ یہ پیالہ بالکل شفاف ہے کہ دور پانی
 دکھائی دیتا ہے اور اندر کی طرف سے
 دیکھتے تو پھول تہی کے نقش جو باہر کی
 جانب ہیں بالکل دکھائی دیتے ہیں۔
 سلطانہ نے فرمایا: "ایسا خوبصورت چھوٹا
 ستونہ چھنی کے پتوں کا ہے۔" گردہ حیرت
 سے دیکھ رہی تھی کہ اس چھنی کے پیالہ کو
 نکالنی ضرورت کی جارہی ہے کیا غرض
 اس شخص اس کے کہ سلطانہ اپنے منہ کی نیابت
 کی آواز مائش میں پکارتے۔
 حاکم نے طبیب سے فرمایا: "آپ
 بھی ان رنگوں کی شغفی کو دیکھتے ہیں۔"
 طبیب نے: "بیشک یہ بہت خوبصورت ہیں۔"
 "نہایت۔" آپ آپ چہرہ بانی کر کے اس کے
 دیکھنے اور اس میں سے کوئی نہر جو آپ کو
 ملے نکال لیجئے۔
 طبیب نے بکس میں تلاش کر کے ایک
 چھوٹی شیشی میں کچھ سفید سفوف
 نکالا اور تھک کو دیکر کہا: "لو اس سے
 عمل کرو۔"
 نقشہ نے شیشی لی اور تھوڑا سا سفوف
 پیالہ میں ڈالا اور ایک بلورین صراحی سے
 جو میز پر رکھی تھی کچھ پانی اونڈیلا اور
 اپنے بکس سے عیشہ کی ایک ڈنڈی
 نکال کر سفوف کو پانی میں حل کیا۔
 نقشہ نے (سلطانہ سے) یہ زہر ملا لیا ہے
 جیسا طبیب نے بھی آپ سے کہا ہے اب
 پیالہ کے رنگوں کو دیکھئے۔
 اس عجیب و غریب مین کے تماشا بینوں
 نے پیالہ پر اپنی نگاہ جمائی انکو معلوم ہوا کہ
 پھول شبنم کے رنگ کی شوخی اور
 چمک کم ہو کر درجہ بدرجہ زرد ہوئی جا رہی
 ہے پہلے تو دونوں سلطانہ اور طبیب دھڑکے
 سنے یہ خیال کیا کہ یہ کچھ نظر بندی سے
 انہوں نے اپنی آنکھوں کو ہاتھ سے ملا
 اور پھر دیکھا کچھ دھوکا یا نظر کی غلطی تھی
 یہ دونوں کارنگ بہت ہی کم رہ گیا
 تھا یہاں تک کہ بالکل سے دکھائی دیتے
 تھے اور پیالہ بجائے شفاف بنے جسے
 پہلے تو دھونڈا اور تہہ ہو گیا اور پھر بالکل
 کثیف رنگ کہ جس سے وار پار دکھائی
 نہ دیتا تھا۔ دونوں سلطانہ نے ڈالچیز سے
 پیچھا اٹھیں۔ طبیب متحیر تھا کہ اس سبب
 سے کیا غرض ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ

دیتا تھا جب یانی اونڈیل دیا گیا تو سب
رنگ بھر رفتہ رفتہ اصلی چمک برآئے اور
چینی کی شگفت ہو گئی۔
سلطانہ والدہ بیٹک یہ بڑے تعجب
کی بات سمجھتی۔

نر جانا۔ ”جیسے یہ پتھر یہ تعجب انگیز ہیں ایسے
ہی دینے اور عمرہ ہیں۔“

لطیب ”مجھے یاد ہے کہ میں نے اس
قسم کی بناتا تو ان کا حال ایک قصہ کی کتاب
میں پڑھا ہے مگر میں نے خواب میں بھی
نہ دیکھا تھا کہ انکا دراصل وجود ہے۔“

نقلہ ”جن قسم کے زہر سے اکا جی چاہے
اس پالک کا امتحان کر لیجئے ہر صورت
میں یہی نتیجہ پیدا ہوگا۔“

اب اگر اجازت ہو تو میں اکیر حیات
جس سے ہمارے سلطان المعظم کو صحت
اور قوت حاصل ہو جائیگی ناؤن۔“

سلطانہ والدہ ”نقلہ اب تمکو اکیر حیات
تیار کرنے کیلئے کس چیز کی ضرورت ہے۔“

نقلہ ”میں حضور سے یہ اجازت چاہتی
ہوں کہ میں نیچے جا کر باہن باغ میں جن
نانات اور جردون کی ضرورت ہو ان کو
نے آؤن اور خچون میں چند خاص پھولوں
کی واسطے جنکی مجکو تلاش ہے پھر وہ
سلطانہ والدہ اور اس اکیر کے

آؤن انش نقلہ کی نیک نیتی کی ہے قبل اسے
کہ اسکی بیادت اور جانچ کی جائے رہا نقلہ تھا
وہ فتح نمونے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے
ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے

نقلہ نے یعنی کا چوڑا پالک لیکر اسے
پالک کو ایک چینی کے سب سے بڑے بون جو نمونہ رکھا
ہوئے تھا اونڈیل کر کے اب اسے برعکس
اثر ملاحظہ فرمائیے

اسنے پتھر اسی جگہ پر رکھا اور اب
لوگ پھر اس کی طرف دیکھنے لگے رفتہ
رفتہ پھر پالک اسی طرح جیسا کہ پہلے
تھا ہو گیا۔

نقلہ نے لطیب سے دوسرا زہر صندوق
سے نکالنے کو کہا وہ کہنے لگا ”اُس ہر تہ میں
سب سے ضعیف الاثر زہر نکالنا ہوں۔“

نقلہ ”بہت اچھا۔ ایسا ہی کیجئے ایک معلوم
ہوگا کہ قوی العقل زہر کا اس پالک پر ایسا ہی
اثر ہوگا جیسا سب سے ضعیف الاثر
زہر کا ہوتا ہے۔“

جب دوسرا زہر پالک کے پانی میں ملایا
گیا تو پتھر کے بہ نسبت فی الجملہ توقف
کے ساتھ رنگ دھندلے ہوتے
لگے مگر بالکل زرد نہیں ہوئے کیسقدر
چمک البتہ انکی کم ہو گئی کہ اب اس کے
انداز سے وہ پالک ہات نہ دکن

تیار کرنے میں ٹکوتنی دیر لگے گی۔
 ثقہ کل دوہر سے پیشین اسکو کسی
 طرح نہیں تیار کر سکتی۔

سلطان والدہ: اس قدر انتظار تو بہت
 دشوار ہے۔

ثقہ: حضور کچھ چارہ نہیں۔

یہ کہہ عاقلہ قصر آغا کے ساتھ اپنی
 دعاؤں کا کبس لیے ہوئے چلی گئی اور ثقہ

کو محلہ اسے بادشاہی کے وسیع باغ میں
 سب جزمین پودے اور پھول جو اسکو درکار

تھے ملے بعد ازاں وہ کہہ کر کہہ کر پھری گئی
 اور دروازہ بند کر کے گہریا کہ کن وہ پر

کوئی میرے شغل میں مداخلت نہ کرے۔

باب پنجم

اکسیر حیات کی آزمائش

دوہر کا وقت تھا اور مولیٰ کی اذان

کی آواز قسطنطنیہ کے ہر مسجد کے منار سے

بلند تھی۔ پس یہ ٹھیک وقت تھا جبکہ ثقہ

نے یوم گذشتہ کو وعدہ کیا تھا کہ وہ مارا تھا

تیار کر لے گی۔ اتفاق وقت سے خدا کو

ایسا کہنا ہوا کہ سلطان کے مہم نے

عین اسی وقت پر ترقی پکڑی تاکہ

عاقبہ کی عمارت کا امتحان کیا جاوے و مولیٰ

جیسی غلام جسکو سلطان والدہ نے بھیجا تھا

ثقہ کے کمرے میں پہنچے۔ اور زنجیر کے

کھٹکھٹانے پر فوراً ہی اندر بلا لیے گئے

انہوں نے اندر پہنچتے ہی دریافت کیا

کہ اکسیر تیار ہے یا نہیں۔ اُسے جواب دیا

کہ تیار ہے اور یہ کہہ کر ایک چھوٹی

شیشی نکال کر اس کے ہاتھ میں دیر سے

وہ ثقہ کو سلطان کے کمرے میں لے گئے

جہاں سلطان والدہ اُس کے انتظار میں

بیٹھی تھیں۔ اگر انتظار راہ میں ہرچہ و مراد

میں گزرتا ایک غلام سے اسے کہہ کر

کے نیچے سے تھان نکالی جسکی قیمت

محلہ اسکی چاند دیواری سے تھوڑے

بہت تھی۔ مگر اُس نے اسے

استغناء سے سمجھ کر اس کو

چہرہ پر بے اعتور کہہ کر تھان نکالی

پڑا اسے زمین سینہ بالا اور مثل پیر

سجدہ اور خاموش ہو گئی۔

اس اُسے اپنے تئیں ایک شایہ آراستہ

تھت کہتے ہیں یا یا جہاں سلطان

ایک کوچ پر سوار ہوا اور سلطان والدہ

ثقہ اور مقررہ اُس کی طرف

جھکی ہوئی تھی۔ بادشاہ وہی دروی

ہے ہوئے تھا جسکو پنڈت اُس نے

دوبارہ کیا تھا۔

جب ثقہ اُس کمرے میں پہنچائی گئی ایک

غلام نے شیشی سلطانہ والدہ کے سامنے پیش کی اور سلطانہ نے عاقلہ سے پوچھا "کیا یہی اکیر ہے؟"

نقلہ "جی ہاں" سلطانہ والدہ "مجھ کو کچھ کہنا ہے وہ مختصر بیان کرتی ہوں یہ میرا بیٹا ہے اور یہ تمہاری اکیر حیات۔ اگر یہ رد و استفادہ واقع ہوئی تو ایسا کوئی انعام نہیں ہے جیسے جو ہم مانگو اور میرے نزدیک دینا دشوار ہو لیکن اگر اُس نے میری آنکھوں کے سامنے جان دی تو پھر تمہاری خیر نہیں۔"

نقلہ بہت خوب محکوم منظور ہے اب توقع نہ کیجئے مآرا حیات دیجئے۔

سلطان کچھ ترجمہ آگئیں کر کے باک حیات بیوشی میں مضمون ہوتا تھا اور ظاہر ہے خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اس دنیا سے کوچ کر کے عالم جاودانی کو عنقریب جانو والا ہے اس کے ہونٹ ایک دوسرے سے جدا تھے کہ وہ کہنے کا بہتر لگا جاتا تھا ظاہر اسباب یہ سلام ہوتا تھا کہ اُس کا ایک نوجوان دشوار ہے سلطانہ والدہ نے بیٹی کے پیاسے سے مآرا حیات اس کے منہ میں ڈالا کیونکہ مریض مثل طفل شیر خوار کے اس وقت مجبور تھا عرق اس کے حلق سے

اُتر گیا اور جب اُسکی مان بے اسکا سر آہستہ سے تکیہ پر رکھا وہ آنکھیں بند کر کے غافل ہو گیا۔

سلطانہ والدہ چند ساعت تک کوچ کے پاس کھڑی رہی اور اپنے بیٹے کا منہ ٹنگٹکی باندھے دیکھتی رہی بادشاہ آہستہ آہستہ گریہ برسرِ سانس لیتا تھا اور سلطانہ والدہ کو یہ معلوم ہوا کہ مریض کے رخسار پر کچھ ہلکا سا سرخ رنگ آگیا اُس نے دل ہی دلیں دیکھ کر مانگنا شروع کیا کہ خدا کرے نتیجہ نیک ہو اور فی الواقع دلیں مسکھوڑا اعتماد عاقلہ پر تھا غلطی اسباب اُس نے ہر طرح عاقلہ کو دھکی اور خوف دلایا تھا۔

دونوں جیشی غلام اب نقلہ کو کمرے کے کونے میں ایک کوس کی طرف لیگے اور وہاں وہ بٹھائی گئی ایک غلام اُس کے دانے اور ایک بائیں کھڑا ہو گیا۔ اس سے کہا گیا تھا کہ وہ صرف قیدی نہیں ہے بلکہ اُسکی جان معرض خطر میں ہے۔ اگر سلطان کا ذرا بھی بال بیکا ہو تو کمان کی ریشمی دری کا پھندا خود اُسکی گردن میں ڈالا جائیگا اور اسکا کام تمام ہو جائیگا۔ مگر نقلہ کے بشرہ پر دیسا ہی اطمینان ظاہر تھا۔

سلطانہ والدہ (نقلہ کے پاس پہنچ کر) تمہاری اکیر حیات کا اثر کتنی دیر میں ظاہر

ہوگا۔

عاقلمین میں سمجھتی ہیں کہ میرے بھائی کے رخصت ہونے کے بعد اس کا رنگ جو دھلکا جاتا ہے وہ اس کی طبیعت کی علامت ہے۔ ضرور آج کا ہوگا۔
سلطانہ والدہ نے ان بان بادشاہ کو رخصت کرنے پر پیشکش کیا کہ رنگ لگائی جائے۔

عاقلمین آدم گھنٹہ میں آپ دیکھ لیں گی کہ نیلگون حلقے جو آنکھوں کے پاس ہیں غائب ہو جائیں گے اور ہونٹوں میں معمولی سرخی جو حالت صحت میں ہوتی ہے آج ایک جگہ یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی اس کے بعد میں اور جان تیار ہو گئی۔
بالآخر آدم گھنٹے کے بعد وہ کیفیتیں جو عاقلمین نے بتائی تھیں نمودار ہوئیں اور سلطانہ والدہ غرور مسرت سے اچھل پڑیں اور نقلمین کے پاس آئی۔

سلطانہ نیلگون حلقے تو آنکھوں کے پاس سے غائب ہو گئے اور رخسار ویر بھی شوخ رنگ آگیا ہر جگہ بھی زیادہ صاف ہو اور لب بھلین بھی بدستور ہو گئے ہیں۔

نقلمین بہت اچھا دوسرا آدم گھنٹہ میں بھیر بادشاہ کے چہرہ پر مرنی چھا جائیگی اور ایک گھنٹہ تک جسم بے روح پڑا رہے گا صرف سانس چلتی رہے گی۔

سلطانہ والدہ یہ سننے ہی چونک پڑی تھیں زرد ہو گیا اور اس نے تردید اور شبہ کی

نگاہ عاقلہ پر ڈالی۔

نقلمین یہ اس کی حیات پہلا جڑ بھل کر رہی ہے اور مسامحات کو کھول دیتی ہے جواب یہ اندرونی اعضا کے بدن پر عمل کر رہی ہے۔
سلطانہ ہر کوچ کے پاس گئی اور مرض کو دیکھتی رہی اور بعد انقضاء وقت معذور فوراً نقلمین کے پاس گئی۔

عاقلمین چند ساعت میں بادشاہ کو صبر و بردبار ہو گیا پھر رنگ آگیا اور شیر و دل آہی مدد ہو گیا جیسا حالت صحت میں رہا کرتا تھا غالباً بادشاہ بیدار ہو کر آٹھ گھنٹے بھول دے گا اس وقت آپ دیکھ لیں گی کہ بادشاہ کی زبان بھلین بدستور چمکتی رہے گی لیکن اگر بادشاہ بیدار ہو تو بھی آپ کو چاہئے کہ آپ بادشاہ کو بھیر سکا دیں اور یہ اس کے مشکل نہیں ہے۔

چنانچہ ہر امر مطابق کئے عاقلمین کے عمل میں آیا۔ بادشاہ بیدار ہوا۔ اس نے انگلیں کھول دیں۔ اپنی زبان کی چھاننا اور ازراہ صحت پیری اس کی طرف تبسم کیا۔ مان لے پھر سو رہنے کے لیے کہا اور وہ سو رہا۔

سلطانہ خوش خوش نقلمین کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ تھام کر کہنے لگی کہ تم نے میرے بیٹے کو بچا لیا۔

نقلمین بادشاہ کو شام تک سونے دیجے

غالب ہے کہ اس وقت تک وہ از خود اٹھنے لگے
خود نہ اٹھیں تو بیدار کیجئے وہ کھانا مانگیں گے
خاصہ دیکھئے اور اگر شراب کے طالب ہوں
وہ بھی پلانے اب مجھ کو حضور سے اور کچھ عرض
کرنا نہیں ہے اور میں خیال کرتی ہوں
کہ اس ریشم کے پھندے کی ضرورت
نہ ہوگی۔

یہ پہلا موقع تھا کہ عاقلہ نے اس مسئلہ کی
کی بابت جو اس کے ساتھ کی گئی تھی طنز کے
ساتھ اشارہ کیا تھا سلطانہ والدہ کے
چہرے پر عرقِ ندامت اگیا مگر بھراپے معمولی
جلالِ مین آگے آئے کہا "مین اپنے تئیں
آن احتیاطوں کے نہ کہنے سے ملزم نہیں
کر سکتی جو ہم دونوں کو فی الجملہ ناگوار تھے۔
یہ تمہارے سلطانہ سے عاقلہ کو لگے ہو گئے
لیا اور کہا "تم نے میرے بیٹے کو جاننا تازہ
دی اب تم آزاد ہو۔"

لقاہ: اب میں رخصت ہونا چاہتی ہوں
میرا بپتی کا پیالہ واپس کر دیجئے وہ میرے
والدہ بزرگوار کا ہے اور میں اسکو بہت
عزیز رکھتی ہوں۔

سلطانہ والدہ: تو یہ پیالہ ہے مگر مجھ کو
بیش بہا میرے جواہرات سے بہرہ دینے دو
عاقلہ: سلطانہ معاف فرمائیے میں اسے
کچھ نہ لوں گی۔ مجھ سے زیادہ کوئی شخص ہرانی
کو نہیں سمجھ سکتا مگر اصلی اور سچی ہرانی
ہونی چاہئے نہ ایسی جس کے ساتھ دھکی
موت اور دہشت کمان سے گلا گھونٹنے
کی ہو۔

سلطانہ والدہ غصہ سے سرخ ہو گئی
مگر ندامت کی وجہ سے کوئی لفظ خفگی کا
اسکی نسبت نہ نکال سکی کیونکہ اسی روز
عاقلہ نے اس کے بیٹے کی جان بچا دی تھی
اس غصہ سے اسکو اس قسم کا رنج پیدا
ہو گیا اور اس نے ایک ایسے طرز اور تجربہ
سے جو اس کے شاہزادے بلند پایہ
اور سلطان وقت کی مادرِ معظم کے بیٹے
بہت ہی دلخیز تھا کہا "لقاہ! مجھ کو معلوم
ہوتا ہے کہ تم مجھ سے دل میں کینہ
رکھتی ہو کیونکہ میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ
میری مشکوری کے ثبوت یعنی اس
معاوضہ کو جو میں دینا چاہتی ہوں
قبول کر دو۔"

لقاہ: اگر آپ جواہرات و اشرفیوں کا
ذکر کر رہی ہیں تو مجھے انکی ضرورت نہیں
جب میں بیان سے چلی جاؤں گی اور
مجھے امید ہے کہ چند منٹ میں ایسا ہوگا
تو میں پھر اپنی ذہنی شیاچی کی زندگی اختیار
کر دوں گی صرف یہی ذریعہ ہے جسکی وجہ سے
میں فکر کو اپنے پاس نہیں آنے دیتی۔

استفسار حالات کر کے معلوم کر لیا تھا کہ شاہزادی بلیلی چند ماہ سے اپنے خاص محل میں مقیم ہے چنانچہ وہ اُسی طرف روانہ ہوئی۔

جب قلعہ محل کے پھاٹک پر پہنچی تو پہرہ کے ایک سنتری سے جس سے شب سے پہلے اسے گفتگو کی اس کو دربان کی طرف جانے کا اشارہ کیا تو ایک عہدہ دار میں بیٹھا تھا۔

دربان سے اُسے پوچھا کہ شاہزادی اس وقت سلام ہو سکتا ہے یا نہیں۔

دربان نے اُسکا نام دریافت کیا اور نام سننے ہی اٹھ بیٹھا اور جھک کر سلام کیا اور کہا کہ صحن میں چلے یہاں بھی آپ کی اطلاع کیے دیتا ہوں۔ اب قلعہ محل کے اندر ولی چھاٹک

پر پہنچی اور دو تین نوکر و ن سے جو رزق برق و ردی پہنے ہوئے کرہ میں تھے اپنا نام بتایا۔ ایک نوکر اُس کو اپنے ہمراہ لے چلا اور ایک چوڑے زینہ پر جس کے سرے پر رنگ برنگی آرائش کا کام تھا چڑھایا اور وہاں سے ایک اسگے کرہ میں لے گیا جان نصف درجن شاہزادی کی نوجوان پیش خد تین جمع بھین میں سے دو عاتلہ کو دیکھ کر مارے خوشی کے اچھل پڑیں اور بے اختیار ہو کر عاتلہ کے

سلطانہ والدہ۔ اچھا قلعہ میرے اظہار مشکوری کی یہ نشانی تو تم ضرور قبول کر دو گی یہ کہہ کر سلطانہ نے اپنے گھٹے سے ایک سونے کی بھاری بچلڑی عجیب و غریب ساخت کی بنی ہوئی نکلی جس کی لڑو ن میں جا بجا جھکدار ہیرے جڑے ہوئے تھے اور کل کی مالیت ایک بادشاہ کے فدیہ کے برابر ہوگی اپنے گھٹے سے اتار کر اُسکی طرف بڑھائی۔

قلعہ میں حضور سے سوا اپنی آزادی کے اور کچھ نہ لو لگی کیا مجھ کو اجازت ہے اب میں رخصت ہوں۔

سلطانہ والدہ۔ ”دعائیں آواز اور ملول چہرے سے تم آزاد ہو اور تھوڑا اجازت جانے کی ہے۔“

قلعہ نے نہایت ادب کے سلطانہ والدہ کو جھک کر سلام کیا اور محل سے باہر نکلی اور کچھ دیر دعا قلعہ کے مشام جان میں آزادی کی تازی ہوا پھر پونپنے لگی۔

باب پنجاہ ویکم

سٹالینس واقعات مرقومہ بالا کے تین ہفتہ کے بعد قلعہ کٹالینس دار السلطنت ریاست منگولیا میں داخل ہوئی۔ اُسے پہلے ہی

ہر پرہیزگار میں ہر چھپے ہوئے کہ شناسے اور
لیلیٰ نہایت شوق اور محبت سے ہمہ تن
گوش ہو کر سنتی رہی۔ لیلیٰ نے کہا کہ
بھگو اس امر سے بہت بڑا افتخار ہے جو کہ
میری بدولت ملکوتیہ بھگوانا پڑا واقعہ ہے
کہا کہ بھگو سب معیت میں گراں تین گزہرین
جب یہ خیال آیا کہ عمار کے کام میں
ہو چکی ہیں۔

فقیر نے بان اپنے چچا زاد بھائی سے
عالی حوصلہ و درمنازہ زادہ انبال کا حال
تو بیان کیجئے کہ اکیس برس میں داخل ہوئے پر
میں نے دریافت کیا اور بھگو شکر تعجب
ہوا کہ شاہزادہ داخل سینڈھ پٹر سیرگ
پانے پر مجبور کیا گیا یہ کیا جا ہے کہ نظر
بندی میں وہاں بھیجا گیا۔

شاہزادی نے (آہ سرد بھر کر) سنو نقلہ
میں سب حال بیان کر دی ہوں مگر تم اپنی
دوست کلاڈسا کو چنانچہ بھول رہا کیوں
عاقبت نے بان کلاڈسا کہا ہوئی۔

لیلیٰ نے سب حال بیان کر دیا اور
کی بریت اور رہا کیے جانی پابستہ گذر اٹھا
بیان کیا اور کہا میں اور میرا چچا زاد
بھائی طفلان سے تھوڑے فاصلہ پر کلاڈسا
سے جدا ہو کر بھگو یقین ہے کہ وہ خوش
و خرم ہو۔ مگر شہزادی نے کوئی کلمہ

گلے سے لگ گئیں نہ زہرہ اور آئینہ یقین
نہ زہرہ نہ آدم جو۔ چار ہی ہزار ہرگز زہرہ
تکو دو کلو گیس فوش ہر گلی انکو تعجب تھا
کہ جسے کوئی خط بھی نہ بھیجا اور نہ خود اپنے
وہ وہ سے واقف ہو گئے تھے یہی ہوئے
قسطنظیہ میں کیا سہا ملاقات کو آئین
آئینہ یہ مشکل سے کوئی دن گزرتا ہو گا
کہ وہ ہمارا ذکر نہ کرتی ہوں اور انوکھے
عرصہ میں ہمارے ذکر سے کہیں بے گنج
یہ پوچھ تو ہر طرف پر ہتھارہی تعظیم
کی جا ہے۔

زہرہ نے ابھی نقلہ جدا آؤ شہزادی صاحبہ
تہا میں لیکن وہ کیسے ہی کام میں مصروف
ہوئیں تو بھی تم سے ملنے کے لیے وقت
نکال لیں۔

غرض کہ دونوں سرور چھو کر بان عاتکہ
ایک کچے سببائے کمرہ میں جہان شہزادی
لیلیٰ ایک صف پر بیٹھی تھی لے گئیں۔
زہرہ نقلہ کے پوسٹے کی اطلاع دینے کے
لیے اپنی مخدومہ کی طرف بڑھی مگر لیلیٰ نے
تھوڑے تھوڑے اٹھائی اور عاقبت کو دیکھ لیا
صف سے اتر کر لیلیٰ نقلہ سے ٹپٹ
گئی زہرہ اور آئینہ جلی گئیں اور نقلہ
شاہزادی کے ساتھ رہ گئی نقلہ
نے سب واقعات قسطنظیہ کے جو

دادی گلستان کی بابت زبان سے
نہیں نکالا۔

قلعہ اور شاہزادہ دانیال پر کیا گزری۔
لیلیٰ نے سنو میں ہم سے بتائی ہوں میرے
چچا زاد بھائی نے قس کے بادشاہ سے اپنے
شہزادہ ہونیکا ثبوت حاصل کیا اور اس کے
تھوڑے عرصہ کے بعد ہم کٹالیس میں پہنچے
میں تھے بہت افسوس سے کہتی ہوں کہ
در اصل اس ملک میں روسیوں کی حکومت
ہو اور میں ہرے نام فرمانروا سے منکر لیا
ہوں۔ قلعہ تم سچ مانو کہ میں بطور بے وجود
بادشاہ کے ہوں اللہ خوب جانتا ہے کہ
مجھ کو اس سے زیادہ پروا نہیں کہ میں اپنی
رعایا کی بھلائی کروں تم سمجھ سکتی ہو کہ وہی
کمان افسر سے مشورہ کرنا ضرور تھا قبل اس کے
کہ میں باشندگان ملک منکر لیا سے اپنے
چچا زاد بھائی کے شہزادہ ہونے کا اعلان
کرتی۔ روسی حاکم شہزادہ کے دعویٰ شہزادگی

قبول کرنے میں طرح طرح کی دقیق ڈالتا رہا
قلعہ تم سے کیا پردہ ہو میں اپنے چچا زاد بھائی
دانیال پر عاشق ہوں اور میں نے اس سے
مکھل کا وعدہ کیا ہے جب میں نے یہ دیکھا
کہ روسی افسر دانیال کا شہزادہ منکر لیا
ہونا قبول نہیں کرتا تو میں نے سلطنت سے
دست کش ہو کر گوشہ عافیت اختیار کرنا چاہا

کہ میں اس کی زوجہ ہو سکوں۔ مگر وہی افسر نے
اسکو بھی منظور نہ کیا یہ انکی حکمت عملی ہے کہ

انھوں نے مجھ سے نوجوان کمزور عورت کو
تاج شاہی پہنا کر فرضی بادشاہ منکر لیا کا
بنار کھا ہے نہ میرے چچے بھائی دانیال
نے اس نوجوز کو پسند کیا کہ میں اپنے آبا
واجداد کے تخت کو چھوڑ دوں۔ روسی
افسر نے یہ بتایا کہ دانیال کو خود سینٹ
پیٹر برگ میں جا کر شہنشاہ سے اپنا عرض
حال کرنا چاہئے اور کنا تیا یہ بھی منشا
پایا گیا کہ دانیال کو ملک منکر لیا چھوڑ
دینا چاہئے جب تک کہ روسی گورنمنٹ
اس کے معاملہ کا فیصلہ نہ کر دے۔

قلعہ یقیناً روسی حکام یہ اندیشہ کرتے
ہوئے تھے کہ اب چونکہ ایک شہزادہ منکر لیا
دالون کی سروری کرنے کے لیے پیدا ہو گیا
ہے لہذا اہل منکر لیا ان سے بغاوت
کرینگے۔

لیلیٰ نے بان مگر دانیال کو کبھی یہ منظور نہ تھا
کہ اپنے ملک کو لڑائی بھڑائی کی آفت
میں ڈالے پس اسے کمان افسر کی رائے
پر عمل کرنے اور بذات خاص سینٹ
پیٹر برگ جا کر اپنا عرض حال کرنے کا عزم
کیا چنانچہ ہم دونوں جدا ہوئے۔
قلعہ تو پھر آپ کو انکی کچھ خبر ملی اور

وہ پاسے تختِ روس کو بچریت ہو چکے۔
 لیلیٰ نے بان وہ بغافیت سینٹ پٹر برگ
 پہنچ گئے اور شہنشاہ نکلس کے دربار
 میں حاضر ہوئے شہنشاہ نے اُنکی عزت و
 توقیر کی اور وعدہ کیا کہ وزیر اعظم اس معاملہ
 میں تحقیقات کریگا مگر روسی وزیر اہانتک
 اُن سے ہو سکتا ہے مقدمہ کی تحقیقات
 میں تاہل کر رہے ہیں تاہم شہزادہ
 دانیال نے بہت سے روسی امر کو جیسے
 اُس سے ملاقات ہوئی ہے اپنا طر فدار
 کر لیا ہے اور انھوں نے وعدہ کیا ہے
 کہ جہانتک ہم سے ہو سکے گا سچی کر شے
 بس اب میں نے تم سے سب حال
 کہہ دیا ہے۔“

ثقلہ ”دینا بامید قائم۔ آپ کے بھائی کا
 دعویٰ ایسا صریح اور قوی بنیاد پر مبنی
 ہے کہ روسی گورنمنٹ کو وہ بد نظم اور ظالم
 ہے یقیناً منظور کرے گی اس میں شک
 نہیں کہ شہنشاہ ہر طرح کی دقتیں اس
 معاملہ میں ڈالے گا اور جہانتک ممکن ہوگا
 فیصلہ قطعی کرنے میں توقف کرے گا مگر
 شہزادی خدا منصف ہے اور وہ تم
 ایسے دونیک پسندیدہ خصلت اور عالی
 دل بندوں کو مفارقت کا ایسا مقدمہ
 نہ دے گا۔“

ثقلہ اس طرح کی باتیں کرتی رہی در شہزادی
 کو اُس سے فی الجملہ تسکین ہوئی۔ لیلیٰ نے
 عاقلہ سے کہا کہ اب تم اسی مکان میں
 بقیۃ العمر رہو ثقلہ نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ
 میری قسمت میں خانہ بدوشی لکھی ہو اور
 وہی میرے مزاج و عادت کے موافق
 ہے میں کبھی ایک مقام پر قیام نہیں
 کر سکتی چاہے تم ایسے کی فحبت حاصل
 ہو جس سے مجھ کو بہت محبت ہے مگر عاقلہ
 نے یہ کہا کہ میں چند ہفتہ ضرور رہ سکتی
 ہوں اور اس عرصے میں اُن نے لیلیٰ کو اپنا
 مجرب اکیر حیات کی ترکیب دینے کا
 راز بتا دیا دو مہینے کے بعد ثقلہ طغلس
 جانے کے لیے رخصت ہوئی اور وعدہ
 کیا کہ اگر زندہ رہی تو پھر اُس کے سلام کو
 کٹالیس میں حاضر ہوگی۔
 لیلیٰ و عاقلہ سے سردست رخصت ہو کر ہم
 اگلے باب میں ناظرین کی توجہ مشرقی کوہ
 قاف کے پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف
 رجوع کرتے ہیں۔

باب پنجاہ و دوم

ٹدارول اور کلاڈسا

کوٹ ڈارول کو جب یہ معلوم ہوا کہ
 زخمی عورت باعتبار پیدایشی گورے

رنگ کی ہے مگر اُسے کسی غرض خاص سے
 اپنے منہ مگر دن - سینہ اور بازو پر ٹھون
 کا سانولے رنگ کا روغن کر لیا ہے تو
 اسکو بہت تعجب ہوا لیکن اس کے روبرو
 کی بابت زیادہ تحقیقات کرنے کے لیے
 وہ نہیں ٹھہرا بلکہ یہ دیکھنے کو بھٹکا کہ اُسہیں
 جان باقی ہوا تو نر کی ضرب سے کام تمام کر دیا
 دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسکی سانس اہل
 رہی ہو دارول نے زخم پر مٹی باندھ لی
 اور جہان تک ممکن ہوا غواں کو رو دیا اور
 پھر یہ خیال کر کے کہ اُسکو کھلی ہوا میں
 لے جانا چاہیے اور غار کے اندر رکھنا
 مناسب نہیں ہے وہ اُسکو اٹھا کر غار
 کے دہانہ پر لے گیا تھوڑے عرصہ
 میں مضروب کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگی اور
 جب اُسے بحالت ضعف اپنی سیاہ آنکھیں
 کھولیں اور بوڑھے کی طرف دیکھا تو یہ
 معلوم ہوتا تھا کہ اس کے خیالات مجتمع نہیں
 ہیں اور اُسکو بالکل یاس ہو کہ اسپر کیا گذری
 ہے دارول اس سوچ میں تھا کہ اس زخم
 کاری کی وجہ سے جس سے بہت خون
 نکل گیا ہے اگر یہ عورت اچھی بھی ہوئی
 تو کچھ مدت تک نا تو ان رہے گی اسکی سچہ
 میں نہ آتا تھا کہ اُسکو کیا کرے -
 دارول نے زخم کاری کو دیکھ کر اطمینان

کر لیا کہ خون بالکل بند ہو گیا ہو اور چونکہ غار
 کے دہانہ پر سخت سردی تھی وہ کلاڈ سا کو کچھ
 دور اندر کی طرف ہٹا لیکھا اور اپنا بالائی لباس
 اتار کر اسکو اٹھایا بعد ازاں وہ پھر غار کے
 سرے کو گیا اور غار سے مورت کی چوکی کو ادھر
 اُدھر دیکھتا رہا لیکن اُسکو ذرا بھی تپہ درواز
 کا نہ لگانا اس کے کہنے کا ذریعہ معلوم ہوا
 تب وہ کلاڈ سا کے پاس یہ دیکھنے کو بوٹ
 آیا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں اور پھر مورت کی
 طرف گیا۔ اسی طرح دو گھنٹے گزر گئے اور
 دارول نے مجبور ہو کر اپنے دل میں سمجھ
 لیا کہ مورت کے دروازہ کھلنے کی کوئی
 سبیل نہیں ہے اُسے بہت احتیاط سے
 کلاڈ سا کو اٹھایا اور غار کے باہر لیکھا اور
 لکڑی کے پل پر ہو کر ندی کے اُس پار
 پہونچا وہاں پہونچ کر وہ تھوڑی دیر سٹایا
 اور پھر کلاڈ سا کو اٹھا کر راہی ہوا بعد ازاں
 دارول نے بلند راستہ پر چڑھنے کی سخت
 مشقت شروع کی اور آخر کار چوٹی پر پہونچ گیا
 اُسکو وہ غار یاد تھا جہاں تو نے اُسکو لیکھا
 تھا دارول نے سوچا کہ کلاڈ سا کو اسی
 غار میں لیجانا چاہیے مگر پھر وہ اپنے دل میں
 کہنے لگا "یہ تدبیر ٹھیک نہیں ہے کیونکہ
 اگر تو نے کسی اتفاق سے پھر اس طرف لوٹا تو
 شاید وہ غار میں آئے اور کلاڈ سا پھر

اسی طرح اُسکے رحم پر ہوگی جیسی اس موقع پر تھی
جہاں سے اُسکو اتنی آذ و دلایا ہوں۔
پس ڈارول نے کلاڈسا کو جواب تک
بیہوش تھی اور جگہ لیجانا مناسب نہ تھا اور
اب اُسے چارہ نہ لطف دیکھ کر ہر چیز کو ذہین
نشین کر رہا تھا کہ اس موقع پر جہاں اُسے
غبارہ چوڑا تھا پھر آئے میں غلطی نہ ہو چنانچہ
وہ اس مقام پر گیا جہاں غبارہ اتر آ تھا
اور وہاں سے اُس جگہ پہونچا جہاں ڈارول نے
نے فارمین چراغ پایا تھا اب ڈارول نے
دیکھا کہ غار مذکور کے دہانے کے قریب ہوا
میں کچھ دھواں کامرغولہ اٹھ رہا ہے وہ
خوش ہو گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ غرو
سیان کوئی مسافر دار دہین۔
مگر قریب پہونچنے پر کوئی انسان
نظر نہ آیا البتہ غار کے دہانے پر آگ روشن تھی
غرض کہ ڈارول وہاں پہونچا اور ایک بکری
کی لاش کا بہت حصہ پٹا ہوا تھا اُسے
دیکھ کر بے انتہا خوش ہوا ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ کچھ حصہ اس بکرے کے گوشت کا کسی
نے تراش کر تھوڑی دیر ہوئی کھانا
پکایا ہے۔ بہر حال کوئی نہ تھا
ڈارول تھوڑی دیر تک بکرے کا
گوشت بھوننے کے لیے ٹھہرا ہوا اور اس
تیم خام کھانے سے فی الجملہ اُس کو

قوت ہوئی غرض کہ وہ پھر اُس مقام کی طرف
بڑھا جہاں غبارہ پڑا ہوا تھا اثناء راہ میں
اُسکو کچھ مسافر ملے جنہوں نے اُسکو بہت
سی چیزیں کھانے کے لیے دیں اور اُسے
انکا شکریہ ادا کیا اور اُن سے رخصت ہوا۔
ڈارول اس طرف بڑھا جہاں غبارہ ملنے
کی امید تھی۔ اُسکی یہ امید پوری ہوئی
اُسے چاقو سے رسیان کا لین اور ریشمی کپڑے
کو دھاغہ سے جدا کیا اور کپڑے کو تہہ کر کے
پھر اُس غار کی طرف لوٹا جہاں کلاڈسا
کو چوڑ گیا تھا۔

کلاڈسا بدستور زندہ تھی مگر بیہوش
ڈارول نے سوچا کہ اب سردست اس غار
میں رہ کر مجروحہ کی خبر گیری کرنا چاہیے یہ
غار دونوں کے رہنے کے لیے کافی تھا اُسے
غبارہ کو کپڑے اور بستر کے ٹکڑوں سے
جو پھاڑ پھاڑ کر غبارہ میں لگائے گئے تھے
کلاڈسا کے لیے بچونا تیار کیا اور مضروبہ
اب فی الحال آرام سے لٹائی گئی اور
خود لیٹ کر سو گیا۔

جب صبح ہوئی ڈارول نے اُس سامنے
جوا سکوتا تھا کھانا پکانا شروع کیا اور کچھ
کھانا مجروحہ کے منہ میں ڈالا۔ اُسے آنکھیں
کھول دیں مگر کچھ سمجھا نہ سکتی تھی ڈارول
نے کھانا کہا کہ کلاڈسا کو تھوڑی دیر کے

سے سورت کے جوت سے ہو کر وادی
گلستان میں جانا ہوتا ہے۔
ڈارولؔ ہان مجکو یقین ہے اب بلاشبہ
وہ وہان کی نعمتوں سے لطف اٹھا
رہا ہوگا۔
کلاڈساؔ نہیں میرے محسن ایسا نہیں
ہو سکتا اُسے کبھی گلستان میں قدم نہ
رکھا ہوگا بلکہ ہمارے غار دن میں مفید
ہوگا اور قاتلہ کشی نے اسکا کام تمام
کر دیا ہوگا۔

پیر مردؔ تم آہن کیا تم سچ کہتی ہو۔
کلاڈساؔ بلاشبہ ایسا ہی ہے۔
ڈارولؔ لیکن شاید بھی وقت ہاتھ سے
نہیں گیا ہو کہ اسکو ایسی ہولناک موت سے
بچایا جائے میں غار کو جاتا ہوں تم مجھے
چور دروازہ کا حال بتا دو۔
کلاڈساؔ میں اچھا نا اُس از کو اپنی زبان
سے نہیں بتا سکتی میں نے اُسے چھپانے
کے لیے عہد کر لیا ہے مگر جب اس قابل
ہونگی تو تم میرے ساتھ جانا اور اُسے
اندر داخل ہونا اور اسی امر کو میری
مشکوری کا صلہ تصور کرنا۔
ڈارولؔ تو پھر توڑ کو تم اسکی قسمت یہ
چوڑنے ہیں مگر تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہی
کہ مجکو اپنے ہمراہ وادی گلستان میں

لے وہاں چوڑ دیا اور یا قیام نہ بکریے
کا گوشت لانے کے لیے گیا کیونکہ اسکو
اشیا خوردنی میں کفایت منظور تھی
کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس حالت میں
اسکو کب تک رہنا پڑے قصہ مختصر ایک
ہفتہ میں کلاڈسا کو بات کرنے کی طاقت
آئی اور اُسے یوں گفتگو شروع کی ”تم کو
میرے روپ بدلنے کا راز معلوم ہو گیا
ہی کریمین امید کرتی ہوں کہ اُسکا افشار
حال تم میری زبان سے نہ کر دو۔“

پیر مردؔ تم اپنے راز کو بدستور سر بستہ
رکھو میں اس میں کچھ خلل انداز نہ ہوگا۔
کلاڈساؔ کو وہ نابکار ٹوڑنر کمان ہو۔
پیر مردؔ وہ اُسی چور دروازہ میں جہاں
تم دفعتاً نکلی تھیں داخل ہو گیا اور وہ
دروازہ بند ہو گیا۔ پھر ڈارول نے سب
حال بیان کیا جو تندر ناظرین ہو
سکتے ہیں۔

کلاڈساؔ ہان تو تم کہتے ہو کہ میں بیان
ایک ہفتہ سے ہوں اور پورے سات یوم
گزر چکے ہیں کہ مجکو یہ زخم پہنچا ہے۔
ڈارولؔ ہان پورے سات روز ہوئے
یہ آٹھویں صبح ہے۔

کلاڈساؔ اور کیا تم کو یقین ہے کہ ٹوڑنر
خفیہ سیلون سے واقعہ ہو چکے ذریعہ

لے چلو گی۔

کلاڈسا۔ ہان میں تلو وادی گلستان میں لچلو گی
مگر میں تم سے بھی ایک قرار واثق کرانا چاہتی ہوں
پیر مرد۔ وہ کیا ہے۔

کلاڈسا۔ یہ نہ از قضا مجھ سے تنگ نہیں ہیں
دواور شخصوں کے ساتھ شریک ہوں جنکی
رضامندی بغیر میں کسی شخص کو اس بارغ میں
ہمیشہ رہنے کے لیے داخل کرنے کی جرات
نہیں کر سکتی اس وادی پر بہار میں
بیش بہا جواہرات بکثرت ہین انہیں
سے تم ایک درجن بادشاہوں کے قدرے
کے برابر لے آؤ تم صرف تین روز تک وہاں
رہ سکتے ہو کیونکہ وہ دونوں شخص جو شریک
راز دار ہیں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ
پانچ چھ مہینے میں وہ مجھ سے ملنے کو آئیں گے
وہ زمانہ اب قریب الاقتام ہے نہ معلوم
وہ کس روز آئیں اگر وہ تلو وادی ہان میں
گے تو مجھ کو عہد شکنی کے بابت سخت
ملامت کریں گے۔ اب تم سمجھ کر میں تم سے
ایسے قلیل عرصہ تنگ کر ہان رہنے کے لیے
کیونکہ اصرار کرتی ہوں تلو وادی ہان نہ رہنے
کے عوض میں بقیہ اس دولت لچا۔ گی
جو تم اپنے ہمراہ لاؤ گے۔

ڈاؤل جکی عرق صرف مال و متاع
حاصل کرنے کی تھی کلاڈسا کے شراٹھا

پر راضی ہو گیا۔

القصد وہ تین روز میں کلاڈسا ڈاؤل
کا ہاتھ پکڑ کر غار سے باہر نکلنے کے قابل
ہوئی اور مجروح ہونے سے پندرہ روز
کے بعد وہ صحیح ہو گئی۔

باب پنجاہ و سوم

وادی گلستان

عزیز کہ خدا خدا کر کو وہ دن آیا کہ کلاڈسا
کو تندرست ہو کر جنت ارضی میں چاٹنی
قوت حاصل ہوئی کونٹ ڈاؤل کلبی ل
اتنی مدت کی تمناؤں کے پورے ہونے
کی امید پر خوش تھا کلاڈسا پیر مرد کو ہاتھ
کے سہارے سے اس جوف سے باہر آئی
جہاں وہ پندرہ روز سے زیادہ رہی تھی
اور پیر مرد نے بہت شفقت اور محبت
سے جیسا باپ بیٹی پر کرتا ہے اُسکی
تیار داری کی تھی وہ دونوں دھالو
بلندی کے سرے پر پہنچے نشیب کے
راستے سے اترے اور خوش زن بہاری
ندی کے پار ہو کر درختوں کے چنڑ میں جو
راہ سورت والے غار کی طرف گئی تھی
اس پر چلے جب دونوں غار کے درمیان چلے
تو ڈاؤل کا خون خشک ہو گیا کیونکہ
اسکو یہ خیال گذرا کہ اب تو نہ کامال کار

معلوم ہوگا اور کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ وہ زندہ بچا ہو۔

کلاڈسا پیر مرد کو صحیح و سلامت اس سر تک جہان مورت استادہ تھی لے گئی پھر اُسے دروازہ کھولا مگر ڈارول نے نہیں دیکھا کہ کسی طرح دروازہ کھلا نہ اُسکے قیاس میں کوئی بات آئی اور نہ اُسے اُسکی بابت کچھ فکر کی اسے اندر جانے پر دروازہ از خود بند ہو گیا اور کلاڈسا نے کہا ذرا ٹھہرو میں چراغ روشن کرتی ہوں جو یہاں طاق میں رکھا ہے اگر میں تنہا ہوتی تو بلا تامل اندھیرے میں اتر جاتی کیونکہ مجھ کو زینہ معلوم ہے مگر تم ایسا نہیں کر سکتے علاوہ برین یہاں پہلو کچھ ڈھونڈھنا ہے۔
 ڈورھے کے زونٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ ٹونر کی لاش سے مراد ہی غرضکہ خیراغ روشن کیا گیا اور کلاڈسا راستہ بتاتی ہوئی چلی۔ یہ زینہ جگر دار شیرھیونکا تھا اور ہاتھ تراش کر نیچے دو رنگ بنایا گیا تھا جس سے انسان کی اعلیٰ قسم کی دستکاری ظاہر تھی ڈارول کو معلوم ہوا کہ جون جون وہ ہے جاتا ہی ہوا کم سرد معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ موسم سرما کی ٹھنڈی جو جوتی پر ہتی کم ہوتے ہوئے گرمیوں کی خوشگوار ہوا ہوتی۔

کلاڈسا ہاتھ میں چراغ لیے ہو راستہ بتاتی چلی گئی اور ڈارول اُس کے پیچھے پیچھے برابر اترتا گیا۔ آخر کار دونوں جگر دار شیرھیون کی انتہا تک پہنچے اور کلاڈسا ڈارول کو ایک چوڑے راستہ میں لچلی جو مثل زینہ کے ہسٹ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ اب کلاڈسا اور ڈارول کو ٹونر کی مہیب لاش جس کے بالے کے وہ اب تک انتظار میں تھے نظر آئی وہاں وہ ایک سنگ خارہ کی چٹان پر سر رکھے دراز پڑا تھا۔
 کلاڈسا نے چراغ اونچا کر کے مرد کے منہ کو دیکھا۔ اسکی صورت بگڑ گئی تھی اولہ گوشت خشک ہو گیا تھا اور چہرہ پر بایقمانہ تکلیفوں کے آثار نمایاں تھے ہنوز لاش مٹری نہ تھی ڈارول نے نہایت افسوس سے کہا ”بد نصیب ٹونر تین چار روز سے زیادہ کامرا ہوا معلوم نہیں ہوتا پس کم سے کم پورے دس روز تک اُسے قافلہ کیا ہوگا۔

کلاڈسا کچھ نہ بولی مگر اسکی آنکھوں سے ٹونر کے قطعی مرجائے کا اطمینان ظاہر تھا اس کو یقین تھا کہ جس ہاتھ سے اُس نے کلاڈسا کو زخم کاری پہنچایا تھا وہ موت کے سبب اسے سرد و بے

حس و حرکت ہے۔
 ڈارول: ”آہ سرد بھر کر یہ تو اس
 باغ فردوس کی دہلیز پر پہنچ کر اسے
 جس میں داخل ہونے کی اسے بہت
 تنہائی۔“

کلاڈ سا کچھ نہ بولی مگر دفعتاً اسنے چراغ
 گل کر دیا اور بالکل تاریکی ہو گئی ڈارول
 کے دل میں خوف پیدا ہوا مگر کلاڈ سا
 نے آہستہ سے کہا: ”میں نے اسوا سوا
 چراغ گل کر دیا ہے کہ میں نے جو عہد
 اخفائے راز کی بابت کیے ہیں وہ تمہارے
 سامنے آمد و رفت کے دروازہ کھولنے
 سے شکست نہ ہوں اب تم گلستان میں
 داخل ہونے والے ہو۔“

ہنوز یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ روشنی
 ہو گئی اور ڈارول نے راستہ کے سرے پر
 چوٹا دروازہ کھلا ہوا دیکھا جو اس چٹان
 کے نیچے تھا جس پر ٹوٹر کا سر تھا یہ دروازہ
 بہار میں کٹا ہوا تھا مگر ڈارول کو اس کے
 دیکھنے کی فرصت نہ ملی کیونکہ کلاڈ سانسے
 اسکو جلد بڑھنے کو کہا اور دروازہ فوراً
 از خود بند ہو گیا۔ ضعیف کونٹ نے پیچھے
 مڑ کر دیکھا مگر دروازہ کا کچھ نشان نظر نہ
 آیا سو اسے ناہموار چٹان کے جنکار رخ
 سبزہ زار کے اوپر معلق معلوم ہوتا تھا اور

نشیب ہوتے ہوتے درہ سے جا ملا تھا۔
 کونٹ ڈارول دادی گلستان میں
 پہنچ گیا وہی دادی پربہار حسین ثقلہ
 ایک مرتبہ داخل ہوئی تھی اور لیلیٰ و مرصہ
 سے اسکا ذکر کیا تھا۔ بڑے عظیم الشان
 سرفراک کشیدہ بہار اُسکے گرد باطل حلقہ
 کیے ہوئے تھے اور بڑے بڑے پتھروں
 کے جہاز اس طرح پر ابھرے و لنگے
 ہوئے ہمار دیواری کی طرح قائم تھے
 جیسے انسان کا کسی طرح گذر ممکن نہ تھا
 ڈارول ایک نظر سے دیکھ کر سمجھ گیا کہ
 بغیر غبارہ کے اور کسی تبدیل سے گھائی
 گلستان کے اندر پہنچنا ممکن نہیں ہے
 یا مصنوعی راستوں سے گذر ہو سکتا ہی
 جو بہار کو اندر ہی اندر کاٹ کر بنائے گئے
 ہیں۔ گھائی میں ہر طرف سبزہ زار تھا اور
 خوش ذائقہ پھل درختوں میں لٹکے
 ہوئے تھے اور زمین پر طرح طرح کے
 پھولوں کے درخت لگے تھے ایک چیز
 جس سے ڈارول کو تعجب ہوا یہ تھی کہ اس
 مرغزار میں بے انتہا گلاب کے درخت
 تھے جنکے پھول ایسے بڑے خوش رنگ
 اور خوشبودار تھے جو آسنے اور کہیں نہ
 دیکھے تھے وہ مارے خوشی کے وجد کی
 حالت میں تھا اور اسکی تہذیب اور

مٹاتے ان تمام نعمتوں سے جو اس کے چاروں طرف یقین کم ہوتی جاتی تھی۔

کلاڈسا اسکو بیچ در بیچ سایہ دار رشک چین رستوں سے اس سبزہ زار کی طرف لیے جاتی تھی جو گمانی کے وسط میں تھا اور جہاں نمازنا حیرہ تھا جو نقلہ نے عجیب حکم دار پتھر و کنا بنا ہوا بیان کیا تھا حجرہ کے اندر تین کمرے تھے جن میں نورانی فشن کا اسباب قرینہ سے لگا ہوا تھا وہاں کلاڈسا نے پیر مرد کو ایک کھلے ہوئے دریکہ کی باس بیٹھا اور خود ایک قاب میں کچھ میوہ جو چاروں طرف کثرت سے تھے لانے کیواسطے گئی تھی

ہوا گرم تھی مگر نہ تکلیف دہ اس میں بوجہ بیشمار حشمتوں کے جو ادر ادر رکھائی میں روانہ تھوئی الجملہ تازگی و خوشگوار می تھی کلاڈسا کشتی بھر میوہ لائی وہ لذیذ خوش ذائقہ نرڈار دل نے اپنی عمر بھر میں کبھی نہ کھائے تھے پھر اس نے الماری سے تھوڑی شراب نکالی جو دہن کے انگور سے بنائی گئی تھی یہ شراب گویا شراب طہور استی جو دہن کے پینے کے لائق تھی۔

جب کلاڈسا نے دیکھا کہ ڈار دل نے کچھ آرام کر لیا ہے تب وہ اسکو حجرہ کو باہر نچا کر رکھائی کے عمارات و نشانات بتاتے لگے۔ پہلے وہ اسکو اس بڑے چشمہ پر

لیگی جیسے بلورین پانی میں رنگ رنگ کی مچھلیاں اٹھکھلایں کرتی تھیں پھر اسے انکے پکڑنے کی ترکیب بتائی مچھلیاں بذریعہ ایک سلوس کے خبیثے متعلق دو تھوڑے جوتے نر کے سے بھاگتے تھے پکڑنی جاتی تھیں۔ پھانگ کھول دینے سے چند لمحہ میں کل پانی نکل جاتا تھا اور مچھلیاں سب مزر کے فرش پر جوتہ آب تھارہ جاتی تھیں۔

اسی طرح کلاڈسا سب چیزیں کہلاتی اور گفتگو کرتی ہوئی مع ڈار دل کو ایک مضبوط جگہ میں پہنچی جو ایک شاداب سبزہ زار کو گھیرے ہوئے تھا اور اس میں بیس بیس بھیریں اور اتنے ہی دیے چرتے اور کودتے بھانڈے تھے۔

کلاڈسا ایک اور چوڑے بازو کی طرف جو اس سبزہ زار کے قریب تھا بڑھی یہ مرغی خانہ تھا ہر قسم کے کھانے کے پر دار جانور مثل مرغی، ہنس، مرغ، بطخ، کبوتر، تیر، وغیرہ ان میں پلے تھے ایک طرف بازو کے انکے حجرہ نما ڈار بے تھے اور کلاڈسا نے کہا کہ اکثر اس خیال سے انڈے ضائع کر دیے گئے کہ جانور اتنے زیادہ نہ ہو جائیں کہ در بون میں نہ سما سکیں۔

غرض کہ کلاڈ سا پیر کو آگے لیجلی اُس سے
چند بہاؤ کے جوت دکھلائے جہین نہیں قیمت
دینا تین اور ہر قسم کے بیش بہا ہیری و جواہر
کنکر تھر کی طرح بڑے تھے۔
کلاڈ سا قیل اس کے کہ تم یہاں سے رخصت
ہو تم یہ تجویز کرو کہ بے انتہا اقسام کے خزانے
سے جن سے یہ غار مالا مال ہیں کسکو پسند
کرتے ہو لیکن اب میں تمکو اس چیز کی طرف
متوجہ کرتی ہوں جو گھائی گستان میں سب سے
زیادہ تعجب خیز و قدرتی چیز ہے اور اس سے
بہت کم قیمت ہے جو اب تک ہتھاری ذہن میں
لا اعل ہونے صاف ہو جائینگے۔
یہ ٹکڑ کلاڈ سا ایک غار کی طرف
بڑھی جبکہ دہانے سے تیرا حباب سادھوان
اٹھ رہا تھا جس قدر وہ اُس موقع کے قریب
آتے گئے ہو اور جب بدرجہ گرم معلوم ہوئی
گئی یہاں تک کہ حمام کی سی گرمی محسوس
ہونے لگی ڈارول کو اُس کا سبب فوراً
معلوم ہو گیا کیونکہ بہاؤ کے اندر سے
ایک گرم چشمہ روان تھا کلاڈ سانے
اُسکو دکھایا کہ غار سے تھوڑی دور لیکن
چشمہ کی پانچ چھ دھاریں ہو گئی ہیں جو
گھائی میں ادھر ادھر جاری ہیں۔
تین روز تک ڈارول ادنی گستان
میں رہا اور اس نے اور کلاڈ سانے ایک

قبر کھود کر ٹوڑکی لاش کو دفن کر دیا مگر
کلاڈ سانے جوان کی قبر پر علامت کے
لیے پتھر نہ رکھنے دیا اور کہنے لگی کہ صرف
وہی شخص بندے جنگو اس دنیا کے باغ
جہان میں داخل ہونے کا استحقاق ہے
جو یہاں رہے اور یہاں فوت ہوئے
میں اس یادگار کے لائق ہیں۔
چوتھے روز صبح کو اپنے دھرم کے
موافق ڈارول رخصت ہونے کو تیار ہوا
اس نے اپنی جیب میں تین روپے سے بیش بہا
جواہر خزانہ سے جھک بھر لیے گوان کا
وزن چھٹا تک یا پاؤں سے زیادہ نہ تھا
تاہم وہ باعتبار قیمت کے اُسکو دنیا میں
ایک متمول آدمی کر دینے کے واسطے
کافی تھے کلاڈ سانے ڈارول سے کہا
چلو تمکو اُس جگہ پر لیجوں جہاں میرا گھوڑا
بندھا ہوا ہے اُسے ایسی ترکیب سے
چکر دار سیڑھی کا نیچے والا دروازہ کھولا
کہ ڈارول کو اُس کے کھلنے کا بھی نہ
معلوم ہوا اور چونکہ اس مرتبہ اُس نے
چراغ نہ لیا تھا وہ اور کونٹ ڈارول
بالکل تاریکی میں تھے اور ڈارول کو موت
کی چونکی کا دروازہ کھلنے کی بھی ترکیب
نہ معلوم ہوئی۔ یہ احتیاط بقا عمدہ ہتی
کیونکہ ڈارول ایک سچا ایمان دار آدمی

معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی پیاری بیٹی سے جدا ہوتا ہوں۔“

کلاڈ سائے میرے اچھے سر مرد مجکو بہت پیچھے ہے تھے بہت بے بسی آئی یا میں تمہارے احسانات کو جو تھے بھڑکے کہیں نہ سمجھو نیکی۔“

ہنوز یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ چھ آدمیوں کی دفعۃً نعرہ مسرت کی آواز سنکر کلاڈ سائے اور چھ سات آدمی از سر تا پا مسلح اس جگہ دوڑے ہوئے آئے۔

ڈارول بہت حیرت کیساتھ صلا اٹھا کیونکہ مسلح آدمیوں میں اسے قلعہ گرانہ رنگ کے سیاہی دیکھے۔“

انہوں نے ڈارول کو پکڑ لیا اور سمجھے

کہ دوسرا مفروضہ قیدی یعنی تو نہ شاید زمانہ بھیس بیٹے ہوئے ہے مگر کلاڈ سائے

کو ایک نگاہ سے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ اجنبی

ہو پس انہوں نے کلاڈ سائے کو نہ پکڑا اور

اس سے انکو کچھ مطلب نہ تھا کلاڈ سائے

بہت نرمی اور انجانیت سے ڈارول پر

رحم کرنے کی التجا کی گا انہوں نے ہرگز نہ

مانا اور اپنے قیدی کو پکڑ لے جانے والے

تھے کہ سب کے کان میں اور گھوڑوں کی

ٹاپوں کی آواز آئی کلاڈ سائے نواہیوں نے

تھا اور اسکا گھائی میں پھرتے کا مطلق ارادہ نہ تھا مگر کلاڈ سائے اس واسطے احتیاط کرنا مناسب سمجھا کہ اگر اندر کی طرف سے دروازہ کھیلنے کی ترکیب معلوم ہو جائیگی تو باہر سے بھی دروازہ کھل سکتا۔

غرض کہ کونٹ ڈارول حدود گلستان کے

باہر نکل آیا مورت والا غار طے ہو گیا

اور ندی کے پانی سے دو تون عبور کر گئے

اور نشیب کی شیب کے راستہ پر ڈارول و

کلاڈ سائے گئے اور دھالوز میں کی جولی

پر پہونچ کر کلاڈ سائے کو اس طرف پھرتی

جان اسنے اپنا گھوڑا چھوڑا تھا اور وہاں

اس غار میں جو اے صلیل کا کام دیتا تھا گھوڑا

موجود پایا گیا۔

ڈارول نے کیا تمکو یقین ہے کہ فی الحال

یا کچھ عرصے کے بعد اس ملک سے جائے

جائے تمکو گھوڑے کی ضرورت نہ ہوگی۔“

کلاڈ سائے نہیں ایک مرتبہ مجکو خیال

آیا تھا کہ شاید میں کہیں اور جاؤں اس واسطے

میں نے گھوڑے کو موجود رکھا تھا مگر اب

میں چند ہفتے سے اس قید میں ہوں

کہ میں رہوں پس مجکو گھوڑے کی

ضرورت نہیں ہے۔“

ڈارول۔ اب ہم تم جدا ہوتے ہیں مجکو یہ

باب پنجاہ و چہارم

قیری قرمان مرض

خونناک بکر مختصر جنگ کو گزری دس
منٹ ہوئے تھے۔ مرضہ اور قیری قرمان
سبک علیحدہ ٹہل رہے تھے۔

قیری قرمان "تم سے بھی بہت سی باتیں
کرنا ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں
سے سلسلہ تقریر شروع کروں پہلے تو یہ
بتاؤ کہ مجھے مرجانے کا کیوں فریب
کیا تھا؟"

مرضہ "اس اظہار حال میں شاید مجھ کو ایسی باتیں
کرنا پڑیں جس سے تمہارا دل دکھے
قرآن سرور "بہین نہیں میں ناراض نہ لگا
خدا کے واسطے تم وہ سب باتیں بیان کرو
جو ایسی خفیہ اور حیرت انگیز ہیں اور یہ میری
کون ہو جسکی نسبت تم کہتی ہو کہ اس سے
تمہاری جان بچائی ہے؟"

مرضہ "میں اپنی داستان کو وہاں ہی شروع
کرتی ہوں جب شہزادی یلی سے اولاً
میری ملاقات ہوئی تھی جسوقت میں شہزادی
یلی کے ساتھ حشمہ کے کنارے پر بیٹھی
ہوئی اسکی بھولی صورت کو دیکھ رہی
تھی۔ بار بار اپنی مکاری پر جو میں اس کے
ساتھ کر رہی تھی تاسف ہوتا تھا اور میں

مسافروں کی طرح چلائی نہ تم جو کوئی نہ ہوا شوق
مرد کو اور چند لمحہ میں دس بارہ آدمی اپنے
ریقل لگائے آپہنچے انکا سر دارا کاٹے جوان
خوبصورت آدمی تھا اسکو دیکھتے ہی کلاڈسا
مارے خوشی کے چیخ پڑی اور اسکا نام
لیک بکار نے لگی۔"

کلاڈسا "قیری قرمان تم ہو؟"
سر دار "مرضہ میری مرضہ یہ لیکر وہ لیکر
سے کو دکراپنی زوجہ سے لٹک کر ہونا چاہتا
تھا مگر اسنے اشارہ سے منع کیا۔"

مرضہ "قیری قرمان ان نابکاروں سے اس
پریر کو چھڑاؤ کیونکہ اسنے میری جان بچائی
ہی چنانچہ ان واحد میں لڑائی شروع ہو گئی
گران روگ کے سپاہیوں نے داروں کو چوڑ
دیا اور اپنے ہتھیار لینے کو جھٹھے میر مرد
جلدی سے کلاڈسا کو غار میں لے گیا تاکہ وہ
دونوں کو کیوں سے جواب چلنے لگی تین محفوظ
رہیں۔ لڑائی تھوڑی دیر تک ہی کیونکہ
قیری قرمان کا گروہ بہ نسبت گران روگ کے
زیادہ تھا علاوہ یہیں یہ لوگ سوار اور وہ
پیدل تھے دس منٹ میں لڑائی ختم ہو گئی
گران روگ کے چھ سپاہیوں کی لاشیں زمین
پر تھیں کو منٹ ڈالہ دل کی خلاصی ہو گئی اور
قیری قرمان نے اپنی زوجہ مرضہ کو فرط
محبت سے لپٹا لیا۔"

جا ہتی ہتی کہ جاسے جو کچھ ہو اس فریہ
توبہ کردن اور نکو بھی باز رکھوں دفعہ
مجھ کو سانپ نے کاٹا اور نیک مزاج رحمدل
لیلیٰ نے ہر طرح پر میری ہمدردی کی مین
سمجھتی تھی کہ اب زندہ نہ بچوں گی اور میری روح
پر اس خیال کا صدمہ تھا کہ اب مین قادر
مطلق کے روبرو جاتی ہوں جو میرے
بد کاموں کی مجھ کو سزا دے گا اور مین نے لیلیٰ کی
انگشتی اس کو داپس کر دی اُس مقام
پر جہاں یہ واقعات ظہور میں آئے نقلہ
نامے ایک ٹہری عاقلہ موجود تھی جسے مجھ کو
مار گزیدہ دیکھ کر فوراً زخم بردہ لگا دی
اُسے زخم پر روغن بلسان لگایا اور مجھ کو
کچھ دوا پلائی تھوڑی دیر تک سواسے
نقلہ کے اور سب لوگ مجھے مردہ سمجھ
اس ٹٹاؤ میں لیلیٰ مع اپنی پیش خدمتوں کے
چلی گئی بالآخر مجھ کو ہوش آیا اور جب مین نے
اپنے خیالات کو منجھتے کیا اور تمام واقعات
پر غور کیا تو میرا دل بالکل بدل گیا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ مین بچے اجل سے بچ گئی
ہوں اور گویا قبر سے لائی گئی ہوں میری
روح پر ایک قسم کا خوف طاری ہو گیا تھا
اور مین نے ارادہ کر لیا کہ مین اس بڑے
کام کو چھوڑ دوں گی تم پر میری باتوں کو
اثر ہونے کی امید نہیں ہے اور نہ تم اپنے

اس بڑے چلن سے جو تم نے اختیار کیا ہو
باز آؤ گے پس خیالات نے مجھ کو اس ارادہ
پر آمادہ کیا کہ مین تمام دنیا کے نزدیک مردہ
سمجھی جاؤں مگر باسے نکو چھوڑنے مین
مین نے خدا جانے اپنے دل کو کیا کیا
مارا ہو مگر ایسا کرنا مین اپنے اوپر فرض سمجھتی
تھی اور یہ خیال کرتی تھی کہ اس طرح دل
مارنے سے میری جیلے گناہوں کی بخشش
ہو جائیگی اور اسی خیال نے مجھ کو اپنے
ارادہ پر مستحکم رکھا۔

قیری قرمان! پیاری مرہ اگر تم میرے
پاس آئیں اور تغیر خیالات کا حال بیان
کر دین تو مین ہر طرح اپنے دلوں کو مارتا
مرہ! اگر یہ سچ ہے تو ہتھاری یہ بات
میری اس خوشی کو جو تم سے پھر ملنے کی وجہ سے
ہوئی ہے بہت بڑھا دے گی۔

قیری قرمان! یہ سچ ہے مین قسم کھاتا
ہوں کہ سچ ہے تم کو تو مین اس دیر گزیدہ
کی سرداری چھوڑ دوں مرہ تم جانتی ہو
کہ مین ہمیشہ سے تم پر دل سے سہیلہ تھا
اُس روز جب حوالی اطفالس مین ہم تم اتفاق
سے ملے تھے تم مجھ کو حالت ہیوسٹسی میں
دریا کے کنارے پر لٹکے اور بانی چھڑک
کہ ہوش مین لائیں مین جانتا ہوں کہ مرہ
وہ تم ہی تھیں کہ خواب خیال کی طرح میرے

تم مرحہ کی لاش سمجھتے تھے جھک کر دیکھا ایلی اور اسکا چچا زاد بھائی دانیال اس مکان میں بلائے گئے تاکہ وہ میری لاش کو دیکھیں کیونکہ مجکو یہ منظور تھا کہ انکو میری مر جانے کا یقین کامل ہو جائے گا میں سوقت سے اس کے اغراض کی نگہانی کے ارادہ میں تھی اور یہ امر میں کسی طرح نہ کہہ سکتی تھی اگر وہ مجکو اپنے دشمن قری قرمان کی زوجہ جو مرحہ کے نام سے مجکو بھیانتے اجنبی صورت اور دوسرے نام سے مجکو اپنا کام انجام دینے کا خوب موقع مل سکتا تھا اور میں اس میں کامیاب ہوتی کیونکہ میں نے بہ مدد نقلہ لیلی کو ایک ایسی حالت سے بچایا جس سے وہ سخت متنفر تھی یعنی میں نے اسکو قسطنطنیہ میں محکمہ اس بادشاہی کی قید سے نجات دی اس کو اب تک علم نہیں ہے کہ کلاڈ سار کے سانولے رنگ کے نیچے مرحہ کی گوری جلد نہاں ہے۔

دو تین ہفتہ ہوئے ہیں کہ میں نے مصنوعی رد عن لگانا موقوف کیا ہے غرض کہ اسکا صلہ عطا فرمایا۔

قری قرمان یہ مرحہ اسکا کیا مطلب ہے تم کیا کہہ رہی ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا نہیں نہیں ممکن نہیں مگر تم بیان کوہ قاف

پاس سے غائب ہو گئیں اس روز سے میں بیچین تھا ہر جگہ ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا اور سوچتا تھا کہ وہ دن بھی کہیں آئیگا کہ تم پھر مجھے ملو گی لیکن پھر کہیں یہ خیال آنا کہ شاید یہ میرا وہم و گمان ہو۔

مرحہ اس روز میرے دل کی جو کیفیت تھی اسکو کیا بیان کروں خدا جانے میں اپنے دل پر کس قدر جبر کر کے تمہارے پاس سے چل دی تھی۔

اس قدر گفتگو کے بعد ڈاکو سردار نے اپنی مبارک ہاتھوں سے لگایا اور دلوں پیار کی باتیں کرتے رہے بالآخر مرحہ نے اپنی داستان پھر چھڑی۔

جب میں تمام دنیا پر اپنا مہمان نابت کر کے آمادہ ہوئی اور دوسرے نام سے بہ تبدیل ہیئت زندہ رہ کر نیک کام کرنے پر ثابت قدم ہوئی تو میں نے نقلہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اسنے مجکو مدد دی میں خفیہ طغلس میں گئی اور اپنے ایک رشتہ دار کے مکان میں مقیم ہوئی اسنے بھی میرا ارادہ میں مجکو مدد دی نقلہ کو ایک ایسی دوا معلوم تھی جس سے زندہ پر مردی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اسی کے ذریعہ سے اُسے مجکو بیہوش کر دیا اور اسی حالت میں تم میری ججی کے گھر میں مجکو پایا اور جلد ہی جان کو جسے

کے ہاڑوں میں کیوں ہو۔“

مرحہ ”میں دیکھتی ہوں کہ میری جو مراد
ہو اسکا کچھ کچھ گمان مختار سے دل میں
آجلا ہے۔ میرے پیارے شوہر سے بیچ سے
کہ خدا نے مجکو اپنی مہربانی سے عہدہ صلہ
عطا فرمایا ہے کیونکہ وہ راز جو میری
حالت گہنگاری و بدکرداری میں مجکو
سمجھنا نصیب نہ ہوا تھا وہ راز جبکہ معلوم
کرنے کے لیے تم دل سے خواہشمند تھے
مگر مجھ کو تو معلوم نہ ہو سکا قیری قرمان وہ
راز مجکو کھل گیا۔“

قرآن نے حیرت خوشی تعجب و نہایت
استعجاب سے اپنی مہ تقار و وجہ کو دکھا۔
مرحہ ”قیری قرمان میں سچ کہتی ہوں
میں مہیوں تک اس مبارک مقام یعنی
دادی گلستان میں رہی ہوں اور وہ
پیر مرد جبکو تھے ابھی ایسی دلیری سے
میں دشمنوں سے بچا یا ہے بقیہ اس
لیکر اس گھاٹی سے حال میں نکلا ہے۔
اے میری شوہر اگر تم اس آوارہ زندگی
کے چوڑنے پر صادق القول ہو تو
بڑے کاموں کو چوڑو اور اپنے تئیں
مرحہ کی محبت کے لائق کرو یعنی جیسی
مرحہ اب بدل کر ہو گئی ہے تو گھاٹی
گلستان کی تمام دولت ہمارے

آگے ڈھیر کر دی جائے گی۔“

قیری قرمان اپنی زوجہ کے آگے گھٹنے
ٹک کر کھڑا ہو گیا اور اسکے ہاتھ چوم لیے
اور قسم کھائی کہ ہر امر میں اس کے کہنے کے
مطابق عمل کرے گا۔

اس نے شوہر کو اٹھایا اور چوٹ
محبت سے لپٹ گئی پھر وہ بہت سی باتیں
کرئی رہی کیونکہ دونوں کو بہت کچھ
کہنا سنا تھا۔“

قیری قرمان نے مرحہ سے کہا کہ وہ
ٹوڑ سے چھ بیٹے ہوئے اسی موقع پر ملا
تھا اور ٹوڑ نے اس سے اپنی اور کلاؤٹسا
کی گفتگو پر جو فلسفے کے قلعے کے محبس میں
ہوئی تھی بیان کی تھی اور پھر اسکا سلطان
اسمعیل کے سپاہیوں کے ہاتھ میں گرفتار
ہونا بیان کیا۔

پھر مرحہ نے اپنا ٹوڑ کو نٹ ڈال دیا
ملنا۔ ٹوڑ کا خنجر مارنا بوڑھے فرانسیسی کا
بہ شفقت پدری تیار داری کرنا اور ٹوڑ
کا دادی گلستان کے ہاڑی خانہ میں بچے
موت مرنا سب بیان کیا۔

اس اثنا میں کوٹ ڈار دل قیری قرمان
کے آدمیوں کے ساتھ اس موقع پر رہا
جان انہوں نے اس کو اسمعیل کے
سپاہیوں سے بچایا تھا۔

ان واقعات سے جو ابھی گزرے تھے اُسکو معلوم ہو گیا کہ مرد پر پہنچنے والے گروہ کا سردار وہی ناخنی قزاق ہے جسکا ٹوڑنے قلعہ گران روگ مین ذکر کیا تھا اور اُسکو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کلاڈا کا اصل نام مرصہ ہے اور وہ قزاق کی زوجہ ہے۔

اس موقع سے ایک گھنٹہ غیر حاضر رہنے کے بعد قیری قرمان اور مرصہ بھر پورے فائوٹے اپنے آرمیوں سے کہا کہ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں تم لوگ اپنا دوسرا سردار مقرر کرو وہ سب اُسکے گرد جمع ہو گئے اور منت کرنے لگے کہ ایسا نہ کرو اپنے نہ مانا۔

غرضکہ وہ اُس نے رخصت ہوا اور کہہ گیا کہ کوٹ ڈارول کو طوم تک پہنچاؤ کہ پیر مردمان سے جواز پر سوائہ ہو کر قسطنطنیہ کو چلا جائے۔ مرصہ نے ڈارول کے کان میں کہا کہ تم ان لوگوں کی مخالفت پر اطمینان رکھو اور یہ بھی کہہ ڈارول کے دل کو خوش کر دیا کہ میرے شوہر نے آج کے دن سے نیک رویہ اختیار کرنے کا عزم قصد کر لیا ہے۔

مرصہ شاید ہم تم ملین گے کیونکہ اور مشرقی ممالک میں میرا شوہر ہمیشہ ڈاکو سمجھا جاتا تھا وہ مغربی یورپ میں دوسرے نام سے تلا فی مافات کر گیا۔

ڈارول نے میرا ارادہ پس جانے کا ہے میں تم دونوں کو اپنے ملک کی دارالسلطنت میں بہت خوشی سے ہاتھوں ہاتھ لوں گا۔

غرضکہ بوڑھا کوٹ مسلح جوانوں کے ساتھ رخصت ہوا اور قیری قرمان اور مرصہ ہاتھ میں ہاتھ دیے وادی گلستان کے چور ورازہ کی طرف بڑھے۔

باب پنجاہ و پنجم

ناظرین کو یاد رہے کہ ہماری داستان کے واقعات نے حکومتِ اربعہ کے اختتام تک پہنچا دیا ہے اب ہم دو سال کے حالات چوڑ کر آگے کا ذکر کرتے ہیں مگر قبل اسکے کہ ہم دو سال کے واقعات کو چوڑ دیں چند مراتب ضبط تحریر فرما دیتے ہیں۔

تقدیر کمال سے رخصت ہونے کے تین مہینے کے بعد پیر مردمان گئی اس زمانہ میں وہ فلس میں ہی رہی اور مردمان مرصہ کی چچی سے چند ضروری باتیں اُسکو معلوم ہوئیں اسوجہ سے وہ قسطنطنیہ گئی جہاں اس سے مرصہ اور اُسکے شوہر کے ملاقات ہوئی

مگر یہ دونوں اب اور نام سے مشہور
تھے وہ ایک نہایت عمدہ محل میں
رہتے تھے اور اس دولت بقیاس
کو جو انھیں ہاتھ آئی تھی اچھے کاموں
میں لگاتے تھے قلعہ ٹھوڑے عرصہ
تک ان کے یہاں رہی یہاں تک کہ
وہ دونوں یورپ کے مغربی ملکوں
کی طرف روانہ ہو گئے تب قلعہ
قسططنیہ سے کٹالیس کو روانہ ہوئی
کہ شہزادی لیلیٰ کو مرصہ کے حالات سے
جنگا ذکر اور پرہو چکا ہے مطلع کرے لیلیٰ
یہ سکر خوش ہوئی کہ مرصہ اب تک زندہ ہی
اسے قلعہ سے کہا جب میں کلاڈاسی
پہلے پہل ملائی ہوئی تو اُسکی آواز
اور آنکھوں کی چمک سے مجھ کو تعجب ہوتا
تھا اور میں اکثر اس کے منہ اور قد و قامت
کو دیکھا کرتی تھی اور میرے دل میں شبہ
پیدا ہوتا تھا کہ میں اس سے ناواقف
نہیں ہوں مگر کبھی میرے خیالات
اس بات پر نہ جھے تھے کہ کلاڈاسی خود
متوفی مرصہ ہے۔

قلعہ چند ہفتہ تک کٹالیس میں
رہی اور اس کے بعد پھر بدستور
سیاحی کرنے لگی۔

ایک سال گزر گیا پرس دانیال

بدستور غیر حاضر رہائے سینٹ پطرس
برگ میں تھا اور اس جنگ و جدل
کیوجہ سے عدیم الفرستی کا حیلہ
کہہ کر اُس کے دیوے شہزادی
کا فیصلہ کرنے میں توقف کرتے جاتے
تھے بجا رہ دانیال اُس دربار
میں بطور نظر بندی کے تھا اور
اُس کے کئی خط لیلیٰ کے پاس آئے
لیلیٰ نے بھی محبت آمیز جواب سکے
پاس روانہ کیے مگر دونوں نوجوان
عاشق معشوق پر جو بلاے فراق
میں مبتلا تھے ظاہر تھا کہ اُن کی
امیدیں ساقط ہوتی جاتی تھیں
اور ان کی خوش وقتی کا مقارفت
کی مصیبت سے خون ہوا جاتا تھا
قلعہ پھر کٹالیس کو ہوئی اُس نے
شاہزادی یسے کو بالکل یاس
کی حالت میں پایا اور دیکھا کہ
دلی ہوئی جاتی ہے اس کی یہ
حالت دیکھ کر قلعہ بہت ملول ہوئی
اور یوں کہنے لگی۔

قلعہ شہزادہ کے خطوط سے
جن کے الفاظ بند بند ہیں یہ صاف
ظاہر ہے کہ وہ سینٹ پطرس برگ
میں ایک قسم کی قید میں ہے۔ میں

اُس کی رہائی کے لئے وہاں جاؤنگی
 اگر مین کامیاب ہوئی تو وہ خفیہ
 طور پر یہ تبدیل لباس میرے
 ساتھ کٹالیس کو آئے گا اسوقت تم
 دونوں اپنے مصلحت کار کی بابت
 مشورہ کر لینا۔ غالباً روسیوں کی
 اس قدر مکاری کا تجربہ کر کے
 پرنس دانیال تم سے اصرار نہ کرے گا
 کہ تم تخت منگولیا پر بطور پیکر تاجدار
 کے اجلاس کرو بلکہ تمہارے ارادہ
 نکاح کو معلوم کر کے غالباً وہ تم
 کو صلاح دے گا کہ اس نقلی
 سلطنت کو چھوڑ دو اور معمولی پریوٹ
 زندگی اختیار کر دو۔

بیلی نے جب دیکھا کہ عاقلہ بھیس
 بدل کر سینٹ پیٹر برگ جانے کا مصمم
 ارادہ رکھتی ہے تو وہ فرط محبت
 سے اُس سے پٹ گئی اور قلعہ
 لیلہ کی مشکوری دعاؤں اور امیڈن
 کو ساتھ لے کر کٹالیس سے
 روانہ ہوئی۔

کئی مہینے گزر گئے سارہ منگولیا
 کو کچھ خیر قلعہ کی نہ ملی بلکہ بعد توڑے
 زمانے کے دانیال کے خطوط
 آنا بھی بند ہو گئے شاہزادی

کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس خاموشی سے
 ہر طرح کی کامیابی تصور کرنا چاہئے
 یا یہ اندیشہ کرنا چاہئے کہ ناکامی ہوئی
 اور دانیال و قلعہ دونوں کسی روسی
 قلعہ میں قید کر دیے گئے۔

وہ اسی امید و بیم میں تھی کہ ۱۸۵۵ء
 کے اواخر میں جنگ عظیم کے گرجے
 ہوئے بادل جو اب تک ریاست ہائے
 ڈینیوب کریمیا اور ایشیائے ترکی کے
 شمالی صوبوں پر چھائے ہوئے تھے
 منگولیا کے لوگوں پر بھی پھٹ پڑنے
 والے معلوم ہوئے۔

کٹالیس میں یہ خبر گرم ہوئی کہ عمر
 پاشا نامور سر عسکر دولت عثمانیہ
 قیام کو وہ قاف میں روسیوں پر
 حملہ کرنے کی فکر میں ہے پہلے تو خود
 روسی حکام کو اس بات کا یقین نہ ہوا تھا
 یہاں تک کہ دفعۃً یہ خبر پہنچی کہ ترک فوج
 مخموم قلعہ پر جو ایک چھوٹا شہر ملک منگولیا
 کا ساحل بحر اسود پر ہے اُتری اور روسی
 جنرل نے اس فوج کے روکنے کی تیاری
 شروع کی اور ایک ہجرہ ترکوں کے
 مقابلہ کو روانہ کیا کہ ملک کے اندر داخل
 ہونے نہ پائیں کٹالیس سے روسی فوج
 چلی گئی اور روسی کمان افسر اور

آزاد ہوگا حال کے بہ نسبت اُس کو
اور زیادہ روسی ظلم برداشت کرنا
پڑے گا۔

مگر تھوڑے ہی دنوں میں یہ تہذیب
رفع ہو گیا کٹالیس میں یہ خبر پہنچی
کہ روسی فوج نے دریائے انگوڑی
کے کنارہ پر بالکل شکست کھائی اور
ترکی سرداری فتحندی فوج منگرلیا کے
نہر خیر میڈانوں میں بڑھتی چلی آتی ہے۔
منگرلیا کے وزیروں نے اپنی شہزادی

کو صلاح دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو
دار السلطنت سے ہٹ جائے جہاں
پر ہزیمت خوردہ روسی جمع ہوتے جاتے
ہیں کیونکہ یہ اندیشہ تھا کہ شکست
کھائے ہوئے روسی لیلی سے اس بات
کا بدلہ لینے پر آمادہ نہ ہو جائیں کہ
اسکی رعایا نے ترکی حملہ آوروں سے
بہت دی ظاہر کی ہے چنانچہ لیلی نے
کٹالیس کو چھوڑ دیا اور اپنے وزیر
اور خیل اور حشم اور تھوڑی سی فوج
منگرلیا کو لیکر ایک قلعہ میں چھوڑ دیے
ریوں پر واقع تھا اور جہاں ترکی
فوج کے پہنچنے تک امن و عافیت کی
امید تھی چلے گئے مگر شہزادی منگرلیا
کی اس نقل و حرکت کی اطلاع کسی طرح

اسکے اہلکاروں کے چلے جانے سے
لیلی کو اپنی تخت نشینی کے بعد پہلے پہل
نے دباؤ سلطنت کرنے کا موقع ملا اس
کے وزیر اترکوں کے آنے سے خوش ہوئے
کیونکہ وہ روسیوں سے نفرت کرتے
تھے انکو یقین تھا کہ عمر یاشار ویسوں
کی قوت منگرلیا میں توڑ دیگا جیسا کہ
حاکم دنیوب میں کر چکا ہے اور انہوں
نے ترکی سرعسکے پاس خضیہ قاصد
روانہ کیے کہ ہماری ملکہ درعایا آپکی
طرفدار ہیں۔

تھوڑے دنوں کے بعد یہ خبر کٹالیس
میں پہنچی کہ روسی فوج دریائے
انگوڑی کے کنارہ پر خیمہ زن ہو اور ترکی
فوج بسر کر دی خود عمر یاشار کے فوجوں کے
قلعہ سے ادھر کی طرف بڑھ رہی ہے یہ
واقعہ شروع نومبر ۱۸۷۷ء کا ہے اس طرح
پہلے ہمارے قلعہ میں دو برس کا حال چھوڑ دیا
گیا ہے جیسا کہ اس باب کے شروع میں
بیان کیا گیا ہے۔ کٹالیس اور گرد
نواح کے اضلاع میں تھلہ بڑا ہوتا تھا
کیونکہ یہ ظاہر تھا کہ دریائے
انگوڑی کے کنارہ پر عظیم الشان جنگ
ہوئی اور وہاں منگرلیا کے قسمت کا
فیصلہ ہوگا کہ وہ روسی حکومت سے

روس کی مہمان افسر کو پہونچ گئی اور اس نے اپنی بھاگی ہوئی فوج اور مدادی گروہ کو نیکر دریا سے ریون کے کنارے پر قیام کر دیا اس سے اس کے دو مطلب تھے اول یہ کہ لیلیٰ کو گرفتار کر لے اور دوسرے یہ کہ بڑھے ہوئے ترکوں کا سدراہ ہو۔ روسی جنرل یہ سمجھتا تھا کہ لیلیٰ کو ڈرا کر اس سے اس بات کا اشتہار جاری کرے گا کہ منگولیا والے ترکوں سے ہوشیار رہیں اور ان کے مقابلے کے لیے تیار ہو جائیں۔

لیلیٰ ریون کے قلعہ میں بحریہ پہونچ گئی مگر دوسرے روز روسی فوج کی جلیبی قطار میں دریا کے اسی طرف پھرتی ہوئی نظر آئیں شہزادی کے وزیر کو بھی خبر مل گئی کہ فتح مند ترکی سردار بھی اپنی مع فوجوں کے اسی جانب بڑھ رہا ہے پس جب روسیوں نے قلعہ حوالے کر دینے کا پیام بھیجا تو لیلیٰ نے بہت دیر سے محصور رہنے کا ارادہ کر لیا اور سوچا کہ جو کچھ ہو دیکھا جائیگا۔

کچھ بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ ترکی فوج کی صفین بھی دور سے بڑھتی نظر آئیں مگر با شائے قاعدہ بھیجے گئے اور سب حالات کی اطلاع دی گئی اور یہ انتہا

کی گئی کہ جلد قلعہ کی مدد کو پہونچے۔ چند گھنٹے میں ریون کے کنارے پہونچا ہی ہنگامہ قیامت خیز بپا ہو گیا جیسا کہ دریا سے انگوڑی کے کنارہ پہونچا تھا مگر اس دوسری لڑائی میں پہلے کے بہ نسبت روسیوں کو اور زیادہ نقصان پہونچا بعد لڑی لڑائی کے روسی فوج سپاہ ہو کر بھاگی نیکر انہیں تباہ ہوئے اور ان کی خون آلودہ لاشوں سے درپٹ گیا باقی ماندہ سپہ جو اس ہو کر جسکو جدھر راستہ ملا بھاگ گئے اور روسیوں کا تہ بھی نہ ملا۔

دو بجے دن کو لڑائی مشکل سے ختم ہوئی اور لیلیٰ سردار افواج ترکی کی ملاقات کے واسطے اپنے کمرہ میں پہونچ رہے تھے کہ دوسرے والی سہی کہ دروازہ اس کے کمرہ کا دفعتاً کھلا اور پرنس دانیال نمودار ہوا عاشق و معشوق فوراً گلے سے لگ گئے اور جب وہ جدا ہوئے دُزار اور اسی شاہزادہ کو سلامت واپس آنے پر مبارکباد دی مگر لیلیٰ ایک اور شخص سے بھی جسکو وہ عزیز رکھتی تھی بغلیں جوئی یہ نقشہ سہی سب نے اپنی اپنی رام سمائی کہ سنائی۔

پرنس دانیال (قلعہ کی طرف اشارہ کر کے) اس عمدہ دوست کی بدولت سینٹ پیٹریک سے رہائی ہوئی ہے۔ وہاں جاسوس ہر وقت

میرے نگران اسے تھے مگر قلعہ کی دانتندی
نے اُن سب کی آنکھ میں خاک ڈالی اور
ہم دونوں دروہی پائے سخت سچیلے میں
تھے اُن مصائب کا ذکر کر دن بھر ہم گزرے
کیا کیا خضرے اُٹھانا ٹرے کیسی کیسی
چالیں تعاقب کرنے والوں سے جو
چارے پیچھے پیچھے گئے تھے اور سر غلغ
کے حکام سے پیچھے کے لیے کڑا پٹرین
کیونکہ ہلوک بلا پتہ دانہ راہ داری
سفر کرنے پر مجبور ہوئے۔ اکثر پیدل
اور پیشتر رات کو سفر کرتے ڈاک بین
خط بھیجنے کی بھلائی سے جرأت ہو سکتی
تھی پس ہم سب مترود ہوئے کہ خدا جاز
تو ہمارے انتہیت کیا کیا خیالات ہوتے
ہونگے بالآخر ہم سرا میں داخل ہوئے
اور خدا کا شکر ہے کہ امن و عافیت سے
پہنچ گئے۔

اس تقریر کا اخیر فقرہ ذی مرتبہ ترکی
افسروں نے جو کمرہ کی دہلیز تک پہنچ گئے
تھے سن لیا ایک عمر پاشا تھا اور
دوسرا محمد پاشا جو پہلے حاکم قریع کا اور
اب ترکی فوج میں دوسرا افسر تھا۔
پرنس دانیال نے سردار کی ملاقات
شاہزادی لیلیٰ سے کرائی اور لیلیٰ نے
بہ الفاظ مناسب نامور ترکی سردار

کی امداد کا شکر یہ ادا کیا لیلیٰ اور محمد پاشا
بھی بہت گرجو شہی سے ملے محمد پاشا نے
لیلیٰ سے بدین خیال کہ وہ اُس کے
منہ لوئے بھیجے یعنی دانیال کی منسوب
سے بطور بہو کے حجت کا رتاؤ کیا۔
عمر پاشا پرنس دانیال نے بوجہ تلامذہ
پاس ادب کے اپنا قصہ ناتمام چھوڑ دیا
جسکے بیچ میں ہم اس کمرہ میں پہنچ گئے
مگر میں اس قصہ کو اختتام تک پہنچاؤنگا
اور اس کام کو بھی اچھی طرح انجام
دونگا کیونکہ مجھ کو اسکی دلاوری کی
تعریف کرنے کا موقع ملے گا جو انگوڑی
والوں کی لڑائی میں اس نے ظاہر کی
شاہزادی لیلیٰ تمہارا چچا زاد بھائی
لاق تحسین و آفرین کے ہے وہ
میری فوج کے ساتھ انگوڑی کے
قریب آیا اتفاق وقت نے اُسکو

میرے معزز دوست محمد پاشا سے
ملاقات کر دیا۔ میں تم سے نہیں کہہ سکتا کہ
کس جوش محبت سے اُن میں ملاقات
ہوئی محمد پاشا نے میری ملاقات شاہزادہ
سے کرائی میں نے اُسکو فوراً ایک ہیلٹن
کا افسر مقرر کر دیا انگوڑی کی سخت
لڑائی میں جہان جہان آتش رستی ہو رہی تھی
پرنس دانیال موجود تھا اور آج

اور بخمدگی سے بہت خوش ہوا اور اس کے
حسن و جمال کو عالی خیال سپاہیانہ ادب
سے دیکھتا رہا۔

اور ایسا کیون نہوتا لیلی نے اس
روز سے زیادہ کبھی بناؤ سنگار بھی نہ کیا تھا
کہ اس روز سارہ کا خطاب جو اس کی
رعایا نے اس کو دیا تھا اسپر پور اور
صادق آتا تھا اس کا دل خوشی سے پھولا
ہوا تھا اس کو اس کا چچا زاد بھائی مل گیا تھا
سیا ننگ نامیون کا تاج اس کے
سر پر تھا اس نے ایسی ناموری حاصل کی
تھی کہ منگر پلایا والے اس کو عزیز سمجھتے
تھے اور ملک منگر پلایا کو بھی اسی ظلم سے
خلاصی ہو گئی تھی غرض کہ لیلی کی تقدیر کا
کایہ پلٹ ظاہر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
خدا نے ان تمام مصیبتوں کے بعد جو اس پر
گذر چکین یقین اس پر پورا افضل و کرم
کیا ہے۔

چند روز کے بعد پرنس دانیال اور
شاہزادی لیلی کا عقد محل کے گرجا میں ہو گیا
منگر پلایا کے گریک چورچ گریسج المرتبہ
یاد رہے یون نے نکاح پڑھائیں جو جوان دی
رتبہ خواتین دوہن کی طرف سے وکیل
تھیں۔ عمر یا شاہبھائی محمد پاشا نے اپنے
چند خاص ایڈیکانگ کے مجلس نکاح

ریون کے کنارہ پر بھی اس نے دام و انگلی
لیلی حیرت سے بہادر دانیال کا منہ
دیکھنے لگی اور اس کے دزرانے تحسین
و آفرین کی۔

اس اثنا وہیں عمر پاشا کو لیلی سے باتیں
علحدہ کر نیکا موقع مل گیا اور وہ یہ باتیں
”مین نے تھلہ کی زبانی جو پرنس دانیال
کی دوست ہے آپ کے عجیب و غریب حالات
سنے ہیں۔ دو برس ہوئے قسطنطنیہ میں
جب میں نے تحفہ رمضان کی نسبت سنا
تھا کہ وہ اپنے تئیں شاہزادی منگر پلایا بیان
کرتی ہو تو مجھ کو وہم و گمان ہی نہ تھا کہ یہ
بیان صحیح و درست ہو اور اس کا تو سیطرہ
خیال بھی نہ تھا کہ اسی تحفہ رمضان کی لاش
کو جب میں نے چند سپاہیوں کی چھڑ چھاڑ
سے بچایا تھا کہ میں اس کو زندہ دیکھوں گا
اور اس کو فی الواقع موجودہ فرمانروا
منگر پلایا پاؤں لگا جس کے سامنے کھڑے ہونے
کا مجھ کو اس وقت اعزاز ہے۔“

لیلی بیشتر ہی سے ترکی عسکر کی دلاوری
و دولت مند کی تعریف سنتی تھی اب اس کی بناؤ
پسندیدہ و گفتگو شائستہ دیکھ کر بہت خوش
ہوئی اور اس کے حرکات و سکنات پر سمجھی
کہ بہت بڑا عالی خیال نیک باطن شخص ہے
سر عسکر بھی شاہزادی منگر پلایا کی شکر راجی

ترک کرنے پر مجبور ہوئی اور اس نے
لیلیٰ اور دانیال کے محل میں جبکہ واسطے
اسنے کار نمایان کئے تھے رہنا اختیار کیا
کونٹ ڈارول صحیح و سلامت پیرس
میں پہونچا جہاں اس کے قبضہ میں اب ایک
عالیشان محل جو خیمیں الائی سینیر کے نواح
میں ہے اور وہ شاہانہ شان و شوکت
سے رہتا ہے اسی ضلع میں اور ویسے
ہی عمدہ محل میں ایک زن و شو قیام
پذیر ہیں جو اپنے حسن ذاتی اور باہمی
عشق و محبت کیلئے مشہور ہیں انہوں نے
اپنا یونانی نام رکھا ہے اور گو یہ ٹھیک
معلوم نہیں ہے کہ وہ دنیا کے کس حصہ
سے آئے ہیں فرانس کے اعلیٰ درجہ کے
لوگ اُنسے محبت رکھتے ہیں اور کونٹ
ڈارول نے انکی تقریب ملاقات کر دی
ہے وہ کونٹ مذکور کے بڑے دوست
ہیں کونٹ اس کے ساتھ محبت بزرگانہ
رکھتا ہے اور ان کے پاس بھی ایسی ہی بے انتہا
دولت ہے جیسی اس کے پاس ہے ناظرین
اس بات کی اطلاع دینے کی بہت کم ضرورت
معلوم ہوئی ہے کہ یہ محبت والے زن و شو
جواب ہر طرح پر خوش و خرم ہیں ہی ہیں
جسکا نام پہلے قری قرمان اور مرص تھا۔
شاہزادی لیلیٰ کی عجیب عربستان

میں شریک تھا۔ جب تمام رسوم سے
فراغت ہو گئی دو لہا دو لہن بحفاظت ترکی
سپاہیوں کے کشالیں کو روانہ ہوئے
وہاں پیشتر سے یہ اشتہار دیدیا
گیا تھا کہ شاہزادی لیلیٰ نے پرنس
دانیال کو اپنا حجازاد بھائی تسلیم کر لیا ہے
اور اس کے ساتھ تخت منگولیا پر
فرمانروائی کرنا چاہتی ہے۔ تمام
باشندگان کشالیں جوق جوق دونوں
کے خیر مقدم کے لیے بازاروں اور
راستوں میں جمع ہوئے اور فرح و مسرت
کے ساتھ سواری محل کی طرف بڑھی۔
چند ہفتہ تک ترکی فوج کا ملک منگولیا
میں داخل رہا یہاں تک کہ روس اور سپاہین
متحدہ میں صلح ہو گئی تب حسب صلاح
سر عسکر کے سلطان نے اپنے سفیر متعینہ
پیرس کو ہدایت کی کہ صلح نامہ میں ایک تین
شرط اُسی مضمون کی بڑھادی جائے
کہ دس منگولیا کی حوزہ حاکم کا وہ
ہے۔ چنانچہ پرنس دانیال اور اسکی
دو لہن اپنے ملک میں بے خرخشہ
فرمانروا ہو گئی۔
روس کی ناموافق آب و ہوا اور انکی
ایہوں و عیسیتوں سے نقلہ کی تندرستی
کی ایسا خلل ہوا کہ وہ آوارہ گردی

لڑکیوں کو بھی خوشی حاصل ہو گئی گاؤں پوری پوری نہ تھی۔

خلاف تحریرات سابق مندرجہ قصہ ہزار کے وادی گلستان کا راز بجائے تین شخصوں کے ایک پانچ شخصوں کو معلوم ہے یہ پانچوں لیلیٰ - داسمال - کونٹ ڈاؤ - دل قیری قرمان و مرچہ میں گم ہو گئے ہیں سے راز اس پر بنار مقام عاقبت کے اس قصہ کے در لغت سے دنیا میں افشا ہو گئے ہیں اب ایک از سر بہتہ جو ایک نہیں بیا کہ کیا گیا اور جس کا مقابلیہ میں اور سب راز پست بن دہ ہی جو صرف انچھین پانچوں اشخاص کو معلوم ہے ہماری غرض ان خور و زار دے کھولنے کے طریقہ سے یہ کہ بغیر وادی گلستان میں داخل ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہے فقط۔

عمر پاشا نے سلطان سے تخلص میں بیان کی اور سلطان نے مراسلات محبت آمیز و تحائف پیش بہا نوجوان فرمانروایان ملکہ شیا کو بھیجے مزید برآں سلطان نے یہ بھی قانون جاری کیا کہ کوئی نوجوان عورت بلا اپنی مرضی کے تحفہ رمضان نہیں ہو سکتی اور یہ قانون بوجہ واقعہ ستارہ ملکہ ملیا عا در ہوا بادشاہ نے ترخانہ کی دروستانہ شرکت لیلیٰ کو بچانے کی سازش میں شریک ہونے کی معلوم کر کے سلطانہ سے محبت مہربانی کی اور اس کی نیکی اور ہمدردی پر جو شاہزادی ملکہ ملیا کے ساتھ اسے کی تھی آفرین کی اور راجہ خستہ سے ترخانہ کو اجازت دی کہ وہ اپنی مان بہنوں سے وقتاً فوقتاً خط کتابت کرے اس طرح پر گرجی بیوہ اور اس کی

تمام